شرکتِ حنفیہ لمیٹڈ۔ گنج بخش روڈ لاہور

بے مثل بشر
مؤلفہ مولانا محمد اعظم نوشاہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
ناشر: شرکت حنفیہ لمیٹڈ گنج بخش روڈ، لاہور

قیمت ۱۳/۵۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیش گفتار

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

حضرت مولانا محمد اعظم حنفی قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۵ھ مدفون میروال ضلع شیخوپورہ) ایک بلند پایہ عالم دین اور عارف کامل تھے۔ وقت کے جید علماء کرام اور صوفیہ عظام ان کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرنا سعادت سمجھتے تھے۔ ان کی جملہ تصانیف ایک خاص رنگ کی ہیں، ان کا اندازِ بیان بالکل نرالا ہے۔ حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کا کلام مزاحِ لطیف سے پُر ہوتا تھا، ان کی تنقید شدید بھی ظریفانہ انداز میں ہوتی تھی، یہی رنگ یہی اندازِ بیاں ان کی جملہ تصانیف میں بھی نمایاں ہے۔ لہٰذا ان کی جملہ تصانیف اپنے اندازِ بیاں کے لحاظ سے منفرد حیثیت کی حامل ہیں اور ان کی نگارشات علمیہ تحقیق کے لحاظ سے بھی نہایت وقیع ہیں۔

حضرت مولانا نوشاہی کے مزاج پُر مزاح اور طبع باغ و بہار کی یہ بھی ایک خصوصیت ہے

حضرت مولانا نوشاہی علیہ الرحمۃ کے حالات کے لئے "تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان" از مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری پیش لفظ رقومہ مولانا محمد لطیف زار، العقیدۃ الیوسفیہ لقاریٔ العقیدۃ الغوثیہ مصنفہ حضرت مولانا نوشاہی مرحوم اور شریف التواریخ (قلمی) جلد سوم تالیف حضرت سید شریف احمد شرافت نوشاہی مدظلہ۔ ۱۲

کہ انہوں نے اپنی تحریروں میں پنجابی الفاظ اور محاوروں کو بے دریغ استعمال کیا ہے اور وہ پنجابی الفاظ عبارت میں نگینہ کی طرح جڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔

غالباً مولانا نے اُردو والوں کو یہ بتایا ہے کہ اگر اُردو میں عربی، فارسی، انگریزی اور فرانسیسی وغیرہ کے الفاظ بکثرت داخل کیے جا سکتے ہیں تو پنجابی نے کیا قصور کیا ہے جب کہ اردو کو جنم دینے کا سہرا بھی شاید پنجاب ہی کے سر ہے؟

علماء کرام مولانا محمد اعظم حنفی قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کو علوم ظاہری و باطنی کا جامع تسلیم کرتے تھے اور صوفیہ بھی مولانا کی ان دونوں حیثیتوں کو مانتے تھے مگر وہ اپنے آپ کو صرف اور صرف حضرت سید فقیر اللہ شاہ سُنی، حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا "ادنیٰ الخدام" سمجھتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی تحریروں میں علماء کے بجائے صوفیہ کے زیادہ طرف دار نظر آتے ہیں، رسالہ "تحفۃ الصالحین" میں صوفیہ کرام کے اعمال، اشغال اور افعال کو صحیح احادیث سے ثابت کیا ہے جو خاصے کی چیز ہے۔

ہر دور میں اہلِ حق علماء کے ساتھ ساتھ علماء سوء یا بے عمل علماء اور نام نہاد مشائخ یا صوفیائے خام کا وجود بھی موجود رہا ہے ہاں اتنا ضرور ہے کہ کبھی اہلِ حق کا اثر و نفوذ بڑھ جاتا ہے اور کبھی ان کا، اور جب ان کا اثر بڑھتا ہے تو دین کو ضُعف لاحق ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک قدس سرہٗ (متوفی ۱۸۱ھ) کا دور کس قدر مبارک تھا اور اُس زمانے میں کیسے کیسے اہل اللہ موجود تھے مگر وہ اپنے دور کے "لصوصِ دین" کی نشان دہی کرتے ہوئے انہیں دین دشمن قرار دیتے ہیں ؎

وهل افسد الدين الا الملوك ، واحبار سوء ورهبانها

(اور دین کو غیر عادل ملوک، علماء سوء اور راہب صوفیہ کے سوا اور کس نے نقصان پہنچایا ہے؟)

حضرت مولانا نوشاہی مغفور و مبرور نے جس زمانے میں یہ کتاب لکھی، وہ نہایت پُر آشوب دور تھا۔ وہابیت، نیچریت، دیوبندیت، مرزائیت اور چکڑالویت وغیرہ فتنوں کے ساتھ ساتھ، مسلمان گاندھی کی عیارہ سیاست کا شکار ہو چکے تھے۔

"ہندو مسلم اتحاد" کے علمبردار نیشنلسٹ علماء مسلمانوں کے تشخص کو بے
حد نقصان پہنچا چکے تھے۔ ہنود کے حوصلے بڑھ گئے تھے۔ اور انہوں نے اس کفر کو
جو ہندو پرست علماء پر پوشیدہ تھا، شدھی کی تحریک چلا کر ظاہر و باہر کر دیا اور اپنے
خبث باطن کو حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس وارفع
میں گستاخانہ کتابیں چھاپ کر عیاں کر دیا اور ان بدبختوں کو جو مسالہ مہیا کیا گیا،
وہ مسلم نما شاتمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم، نے کیا اس وقت عاشقان رسول
خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جان پر کھیل کر متحدہ ہندوستان میں کئی شاتمان رسول کو واصل
جہنم کیا، لاہور والوں میں سے یہ سعادت عظمیٰ حضرت غازی علم الدین شہید علیہ الرحمہ
کا مقدر بن گئی ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

کتاب ہذا بے مثل بشر کا متن تو احادیث مقدسہ کا انتخاب ہے اور اس کا دیباچہ
مولانا کے افکار عالیہ اور تنقیدات عجیبہ کا ایک نادر نمونہ ہے اس کتاب کی تالیف کا
مقصد ان لوگوں کا رد ہے، جنہوں نے انبیاء کرام کو مثل خود جان کر نامعقول کتابیں لکھیں
اور راجپال جیسوں کو مواد فراہم کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ فاضل مصنف علیہ الرحمۃ نے
کرسی کی خاطر قوم و ملت کو بیچنے والے دین و سیاست کو علیحدہ علیحدہ جاننے والے
لیڈروں، نام نہاد پیروں، استخواں فروش گدی نشینوں اور علماء سوء کو ہدف تنقید
بنایا اور حق تو یہ ہے کہ مصنف علام نے ان کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ حق
ہے۔ اور ان پر تنقید شدید کر کے حضرت مولانا نے اس بات کا بھی اعلان کر دیا کہ ایسے
کسی پیر یا مولوی یا لیڈر کے اعمال و افکار کی ذمہ داری احناف اہل سنت پر نہیں ڈالی جا سکتی
اور نہ ہی مسلک صوفیہ کرام کو مطعون کیا جا سکتا ہے۔
اور یہ بھی بتا دیا کہ سنت اور کامل علماء یا سجادہ نشین صوفیہ خواہ ان کے اذکار و افکار

شریعت کے عین مطابق ہی کیوں نہ ہوں، اگر وہ اعلاءِ کلمۃ الحق اور تحفظ ناموس مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خاطر سربکف میدان میں نہیں نکلتے تو وہ بھی عند اللہ جوابدہ ہیں۔

حضور پُرنور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً اپنی بشریت کے لحاظ سے بھی بے مثل ہیں۔ حضور کی شانِ اعلیٰ وارفع عیاں کرنے والی یہ بے مثل کتاب ۱۳۵۰ھ ۱۹۳۲ء میں لکھی گئی اور غالباً اسی سال لاہور سے طبع ہوئی اب عرصہ سے نایاب تھی۔ الحمد للہ کہ اس نادر، ایمان افروز، متبرک اور مقدس کتاب کو شرکت حنفیہ لمیٹڈ لاہور نے اب دوسری بار طبع کر کے طالبانِ حق و عاشقانِ رسالت مآب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو روحانی غذا مہیا کر دی ہے،

میری دُعا ہے کہ رب العزت اس ادارے کے ارباب لبست وکشاد کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین متین کی توفیق رفیق فرمائے۔

اور قارئینِ کرام کے قلوب کو دولتِ عشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معمور فرمائے اور احقر راقم السطور کو عاشقانِ حضور پُرنور کے غلاموں کے ساتھ محشور فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

محمد موسیٰ عفی عنہ

داتا کی نگری

۲، ربیع الآخر ۱۳۹۶ھ

نام کتاب	بے مثل بشر
طباعت	آفسٹ
صفحات	۲۰۰
مطبع	ندرت پرنٹرز لاہور
قیمت	۱۳/۵۰ روپے

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن مجید میں قُل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثلُکُمْ وقتِ نزول سے داخل ہے۔ اور بے شمار عالموں نے اِسے عمر بھر پڑھا۔ اور لاتعداد مفسروں نے جو حافظِ حدیث بھی ہیں۔ اور جن کا حرف حرف پر رواۃ ؐ و درایت عبور ہے نظرِ تدقیق سے دیکھا۔ پر جو آج کل یا تھوڑا سا پہلے کے مولوی ملنٹوں نے اسکے معنے نکالے ہیں۔ وہ اُن کے اعتقاد و عمل میں تقریراً و تحریراً نہ تھے۔ یہ کہتے ہیں۔ کہ نتھو کھتو بوٹا گھسیٹا اور **محمد** ؐ یکساں ہیں۔ اور برابر کی مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ نہ ان کو کچھ خبر نہ اُس کو کچھ خبر۔ صرف نزولِ وحی کے وقت کچھ فرق ہوتا تھا۔ یعنی مثلیت میں مبائنت ہو جاتی۔ پھر وہی بدھو گھدو اور وہی **محمد** ؐ۔

مَیں بُخاری پرست تو نہیں۔ پر اتنا معتقد تو ضرور ہوں۔ کہ اُس خدا کے بندے نے جب حدیث اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اپنی جامع صحیح میں لکھی ہوگی۔ اور جب وہ حدیث اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ یا اَیُّکُمْ مِثْلِیْ پر پہنچا ہوگا۔ تو اُسے آیۂ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یاد نہ آئی ہوگی؟ حدیث تو صحیح ہے۔ صحیح نہ ہوتی۔ تو امام المحدثین درج نہ کرتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آیت کے لفظِ **مثل** کا مفہوم اُس مقبولِ مرحوم کے نزدیک کچھ اور ہی اور زمانۂ حال کے بخاری پرست اور بادۂ نجدیت سے مست کچھ اور بنائے بیٹھے ہیں۔ خدا جانے انہوں نے اُس **بے مثل** محدث سے کیا سوچ رکھا ہوگا۔

حدیث اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ کے **کاف** اور آیۂ قل انما انا بشر مثلکم اور حدیث ایکم مثلی کے مثل میں فرق کے لیئے ہمیں کسی بڑے نحوی کی ضرورت پڑی۔ دوستوں سے مشورہ لیا۔ کسی نے کہا۔ **باکی علی الاحناف** سے پوچھنا چاہیئے۔ کوئی بولا مولانا **حنفی نما** سے۔ بہتوں نے کہا **زنِ خدا** ؎ سے۔ لیکن سب نے متفق اللسان بیان کیا۔ کہ پوچھو نہ پوچھو۔ تینوں ایک ہیں۔

؎ مرد خدا میں اضافت ٹھیک ہے۔ جب اس نسبت سے یہ لفظ (مرد خدا) کہنا درست ہے۔ تو زنِ خدا کہنا کیوں صحیح نہیں؟ مرد کے مقابل زن ہو۔ جسکا حقیقی مالک خدا ہی جیسا کہ مرد کا۔ یوں بھی ایک ہی ہیں جن کو مردانِ خدا کہتے ہیں۔ اس وصف کے مقابل طالبانِ دُنیا بحکم مقولہ مشہورہ طالب الدنیا مؤنث نما ہیں۔

اللہ اکبر کہاں باری تعالیٰ کا عتاب منکران حساب وکتاب پر جنہوں نے انبیاء کو مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہا۔ یہی ٹھیک بات تھی۔ تو خدا کا غضب کیسا بے جا ہے! شاید یہ چاہتا ہوگا۔ کہ یہ نہ کہیں۔ اِن کی چودھویں صدی کی ذریت کہیگی۔ تو مجھے کوئی غصہ نہ ہوگا۔

کفار نے آپ کے نبی نہ ہونے کا ایک بڑا اعتراض یہ اُٹھایا تھا۔ کہ مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ حکم ہوا۔ کہ تو کہہ ٹھیک، میں بشر ہوں۔ میرے ہاتھ پاؤں، مُنہ ماتھا، سب ویسا ہی ہے۔ کیونکہ میں آدمی کی شکل ہوں۔ اور آدم زاد ہوں۔ جن بھوت نہیں۔ میرا جسم اُسی احسن تقویم کے قالب میں ڈھلا ہے جو تمام انسانوں کے لیے ہے۔ پر میری اور تمہاری بشریت میں بڑا فرق ہے۔ میں وہ بشر ہوں۔ جو باطن باخدا ہوں۔ تمام جہان کے اسرار میرے دل میں ہیں۔ میرا سینہ نور ربانی اور علوم ومعارف کا خزینہ ہے۔ میری مقدس زندگی، میرے رُخ انور، میرے مسکن پاک کی خدا نے قسم کھائی ہے۔ میرا بول پاک، پسینہ معطر۔ براز خوشبو، میری گفتگو خدا کی گفتگو۔ میرا دست دستِ شفا۔ میرا لعاب دہن ہر مرض کی دوا۔ میرا بال بال برکت۔ میرا ذرۂ ناخن باعثِ رحمت۔ تم گنہگار پُرخطا۔ میں خدا کی طرف سے معصوم ومصطفیٰ۔ پھر دیکھو این الثریا واین الثریٰ۔

ایک وہ، روشن ضمیر دُور کی دیکھتا۔ تمام عالم کے ذرہ ذرہ پر نظر ڈالتا کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذَا[1]۔ اور وہ سراپا نور، مشروح الصدر اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ اور وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی مِنْ اَمَامِیْ۔ مُدعی فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ - اور ایک وہ کور باطن سیاہ دل قُلُوْبُهُمْ مُعترف بہ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ اور ایک وہ جو کئی سَو مَن کا پتھر اُٹھا کر خندق سے باہر پھینکدے۔ اور ایک وُہ جو اپنا بستہ بھی نہ اُٹھا سکے۔ برابر ہیں؟

پا بسقر اور خاک بسر وہ بےنصیب کمینے جو سیدُ البشر کو ہمچو خود جانتے ہیں۔ غلام بھی بشر، اور صاحب بھی بشر۔ چپراسی بھی بشر، شاہ تاجور ہفت کشور بھی بشر۔ ٹھیک ٹھیک!!! پر اختیاروں میں تو بڑا فرق ہے۔ سریر آرائے نبوت ورسالت، تاجدارِ مملکتِ شریعت وامامت ہے تو بشر۔ پر اس بشر کے اختیار تو دیکھو۔ اِن شئتَ اردك الی الحائط الذی کنت فیه تنبت لك عروقك ویکمل خلقك و یجدد لك خوص وثمرة وان شئت اغرسك فی الجنة فیاکل اولیاء الله من ثمرك ثم اصغی له النبی صلی الله علیه وآله وسلم لیسمع مایقول فقال بل تغرسنی فی الجنة فیاکل منی اولیاء الله واکون فی مکان لا ابلی فیه فسمعه من یلیه فقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم **قد فعلتُ**۔ (رواہ الدارمی۔ مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر جلد اول ص ۳۶۶)

یہ ہیں اختیار + اِن شئتَ آپ اُس ستون سے پوچھ رہے ہیں۔ جو آپ کے اپنے سے جُدا دیکھکر رونے لگا تھا۔

[1] ترمذی، مشکوٰۃ ... رواہ الطبرانی عن ابن عمر

اب بتاؤ یہ اختیار تمھو یا کسی مولوی مفتی کے ہیں؟ اور ان سے کوئی صاحب **قلبِ ماہیت** اور **تبدیلِ اعیان** پر مخبر ہیں؟ اچھا اس طرح نہ سہی۔ کسی متغیر الصفات چیز کو اپنی اصلیت پر لے آئیں اور اُس کی اصلی حقیقت پر قائم کردیں۔ نہیں ــــ تو پھر **اُوہیچو ما** یا **ماہیچو وے** کیسے ہُوا۔ واہ **ہیچو مائیو**! تمہاری عقل۔

راجپال کو جو بالکل ان کے اُن من گھڑت اور وضعی روایات کا ناقل ہے۔ جو ان کے مقتداؤں نے عقیدۂ **ہیچوما** پھیلانے کے لیے اپنے قلم سے لکھا۔ اور جو اَب ان کی دستاویز بے سَبّ وشتم کرنے پر کھڑے ہو گئے۔ اور شاتمِ رسولؐ پر قتل کا حکم نہ دینے کا بہتان ابو حنیفہؒ پر لگا کر جو کہا سو کہا۔ اور اپنی نامردی اور جُبنیت پر لعنت نہ کی۔ میں کہتا ہوں جبکہ اَور کئی باتوں میں ابو حنیفہؒ کا کہا نہیں مانتے۔ تقلید خاص کر اُسکی تقلید حرام جانتے ہیں۔ تو اس بات کو بھی نہ مانتے۔ پر شاباش! اپنے عقیدہ کو نہ بدلے۔ نہ آپس میں کسی کو قتل کیا۔ اور نہ ہی اپنے مقتداؤں کی دُوراز عقل ونقل روایتوں کی ترک کی۔ کہ جن کی تقلید میں اپنا دین وایمان کھو بیٹھے۔

یہ باتیں صرف پیغمبر کو **ہیچو خود** بنانے کے لیے گھڑی گئی تھیں۔ جو آج باعث موجود ہونے کثرتِ وسائلِ شیوع بداندیشوں کے کانوں تک پہنچ گئیں۔ اور انہوں نے ان ہوئی باتیں بنا کر آپ کی ظاہری و باطنی معصومیت اور شانِ نبوت پر کیسے کیسے ناپاک حملے کرنے شروع کردیے۔ یہ اُسوقت کی منگھڑت باتیں ہیں۔ جبکہ آغازِ ظرفیتِ **ثمّ** (فقرۂ اخباری لن یغفو الکذب کا) ہُوا۔

راجپال نے اپنی بیکنی کی دیوارِ بے بنیاد اُسی اینٹ گارے سے کھڑی کی ہوئی تھی۔ جس پر جہان کے مسلمان برآشفتہ ہوئے۔ اور علی الرغم اہلِ بغض وعناد اُسے بے گناہ کسی نے جان سے مار ڈالا۔

میں کہتا ہوں اُس جان مارو نے کڑوے درخت کی کونپلی کو توڑ کر کیا بنایا؟ وہ اس کی جڑھ اکھاڑتا۔ یعنی بجائے اسکے کسی **مثلی** کو مار ڈالتا۔ جس نے اُن عالم آشوب اَور دلفگار مضامین کا مادہ اُسے تیار کرکے دیا ہے۔ کہ جس مادہ کو مرکبہ صورت میں لانے پر اُس کی جان گئی۔ اور کاتب وطابع پر لعنت پڑی پر آفرین ان دونوں نے کیسی آسان خلاصی کرالی۔ کہ لکھائی کا کفارہ مرزائی جنت البقیع میں تین روپے۔ اور چھپائی کا کفارہ بے حیائی۔

یہ مواد جو بالکل بانیٔ جنگ وفساد ہیں۔ سب مثلیوں کے دیے ہوئے ہیں۔ محققِ اعظم ابن جوزیؒ نے مثلیوں کے سلفیوں اور سلفیوں کے مثلیوں کی اکثر غلط و دُوراز کار روایات پر اپنی تحقیق سے اعتبار نہ کرتے

ہوئے بعض مرویاتِ بخاری کو بھی انھیں روایات میں شامل کرلیا ہے۔ چنانچہ علامہ کے موضوعات سے [illegible]
یہی حکمت تھی۔ کہ تاقیامِ قیامت آپ کی پاک سیرت ظاہر کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی ہر دور واقف جو آپ کی سیرت
کا پورا علم رکھتا ہو، آپ کے زیر سایہ اور بساطِ خدمت سے خارج ہوکر آپ کا منکر اور دشمن ہوجاتے۔ چنانچہ مسیلمہ کذاب
وغیرہ منکر و مرتد ہوکر دُور جانکلے۔ باوجود دشمن ہونے کے سوائے انکارِ نبوت و رسالتِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور کوئی اعتراض آپ کی سیرت پر نہ کرسکے۔ اور نہ ہی کسی ایسے سے آپ کے اخلاق و عادات و معاملات پر کچھ
منقول ہے۔

مسیلمہ کذاب نے تو آپ کی نبوت کا بھی انکار نہیں کیا تھا۔ بلکہ آپ کو نبی مانتا۔ چنانچہ اُس کے اُس
خط سے جو اُس نے آپ کو بطلبِ تقسیمِ ارضِ نبوت بنصف نصف لکھا تھا۔ ظاہر ہے۔ مگر ہوائے نفسانی سے
اپنے آپ کو بھی آپ کے مقابلہ میں نبی بنانا چاہتا تھا۔ لیکن بباعث قباحتِ ظاہری و باطنی اور اشاعتِ قبائح و
کارہائے دور از عقل و نقل مدد و توفیقِ الٰہی سے محروم رہا۔ اور کسی نے نہ مانا۔

اسود عنسی بھی یہ نہیں کہتا تھا۔ نہ اس سے مخالفوں کی کسی کتاب میں کچھ منقول ہے۔ کہ اُس نے آپ
کی سیرت پر اعتراض کیا ہو۔ اور آپ سے اچھا بن کر دکھایا ہو۔ بلکہ اُسی کے ساتھیوں نے اُسے نالائق دیکھ کر
مار ڈالا۔ بعض نے جب کوئی وجہ آپ سے پھرنے کی نہ دیکھی۔ تو پھر آکے نادم ہوگئے بعض نے توبہ کرکے داخلِ اسلام ہوئے
غرض کسی نے بجز اپنے بجا و ہوسِ نفسانی و تقاضائے قلبی کے پیدا نہ ہونے کے اپنی [illegible]
اسلام آپ کے کسی معاملہ سے بیزاری یا آپ کو کچھ خلافِ تہذیبِ اخلاق کرتے ہوئے دیکھ کر نہیں بیان کی۔
اور قریبِ نبوت کے زمانہ میں کسی نے آپ کی بابت [illegible] نہیں کی۔ جو مخالفوں کے اعتراض اور خیالات سے تھی
اور جو کہا سو کہا۔ نہ ایسے افعال کہ خلافِ انسانیت ہیں۔ آپ سے منسوب کیے۔ کیونکہ اس وقت ان مطاعن
کا کچھ وجود نہ تھا۔ ہاں اگر کہا ہے یا کیا ہے تو کب؟ — جو ہے بعد کا ہی ہے۔

قائل کی یہ بات کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ کہ آپ کے اقبال و حشمت کے سبب کوئی بولا نہیں کیونکہ
وہ جو مرتد ہوکر آپ کے زیرِ اثر علاقہ سے نکل گئے تھے۔ یا وہ جو دشمنِ اسلام بادشاہوں کے محروسات میں چلے گئے
اُن کی بھی کوئی نقل یا روایت ہے؟

مخالفوں نے جب مخالفوں کا ایک وفد شاہِ حبش (مسیحی) کے پاس اس غرض کے لیے بھیجا۔ کہ چند
غلامانِ اسلام و جاں نثارانِ صاحبِ اسلام علیہ السلام جو اُس کے ملک میں آ داخل ہوگئے ہیں۔ انھیں
نکال دیا جائے۔ کیونکہ اندیشہ ہے۔ کہ یہ عام لوگوں کے خیالات نہ بگاڑ دیں۔ تو سوائے اتنی بات کے کہ
چونکہ ان کا رہبر ہمارے آبا و اجداد کے عقاید کے برخلاف ہے اور کیا اعتراض کرسکتے تھے؟ بلکہ ہر قول کے

پاس تو دشمنوں کے سردار ابُوسفیان نے بموجودگی ہمراہیان آپؐ کا مہذب و شائستہ اور دیانتدار و راستباز ہونا بیان کیا تھا۔ اگر کچھ اور بات بھی ہوتی۔ تو وہ ایک ہی جگہ کے رہنے والے ہرقل کو آپؐ سے بدگمان کرنے کے لیئے کب چُھپا رکھتے۔ بلکہ ایک ایک کی چار چار بنا سُناتے۔ اسی طرح عمر بھر جو اسلام سے انکار کرتے رہے سوائے صرف انکار کے وجہِ انکار تو کچھ بیان نہ کر سکے۔ نبوتؐ کو نہیں مانا۔ لیکن آپؐ کی سیرت پر اُن کا کوئی اعتراض انکی اپنی کسی کتاب میں یا اُس وقت کے اُن کے پیرو منکروں کے کسی نوشتہ میں منقول نہیں۔

کُفّار کے اعتراض اور اُن کی غلط فہمی کے اقوال جابجا قرآن میں مذکور ہیں۔ لیکن اُس وقت جبکہ قرآن نازل ہو رہا تھا اور آپؐ موجود تھے۔ آپؐ کے راہ و رویہ کے دوست دشمن واقف تھے۔ ہر روز دیکھتے تھے۔ مگر اس قسم کا کوئی اعتراض نہیں کیا جو اب آپؐ کی سیرت پاک پر کیئے جا رہے ہیں۔ اور آپؐ کی ذاتِ پاک میں نہ تھے۔ ورنہ مثل کفّار کے دیگر بہتانوں کے قرآن میں مذکور ہوتے۔ اور قرآن انکی جواب دہی سے ساکت نہ رہتا۔

البتہ اس زمانہ میں راجپال شرآل اور بعض دیگر بدسگال دل آزار شخصوں نے بتقلید مُتّہار[1] ناہنجار بے جا حملے کیئے ہیں۔ اور وہی پہلے اعتراضات دُہرائے ہیں۔ جو شاید چوتھی پانچویں صدی ہجری سے بعد یا کچھ اس سے پہلے سلطنت عباسیہ کے عین شباب میں بداندیشوں نے اپنے مذہب کو جاتا اور اسلام کو خاص و عام کے دلوں میں بھاتا دیکھ کر جھوٹی تسلیاں دینے کے لیے کیئے تھے۔ لیکن اُسوقت جبکہ آپؐ کے دیکھنے والے دوست دشمن جیتے تھے۔ اُس وقت کا کوئی اعتراض آپؐ کی سیرت پر نہیں۔

یہُود نے نجات کا دار و مدار محض کفارہ پر رکھا ہُوا تھا۔ یہودی نَحنُ اَبناؤُ اللہ و اَحِبّاؤہٗ یقین کرکے اپنے آپ میں مطمئن تھے۔ لیکن جب وہ **آنے والا** جس کے آنے کی پیشینگوئی انجیل باب ۱۴ ورس ۲۵ و ۲۶ میں ہے آیا۔ تو اُس نے کہا نجات اس بات میں نہیں جو تم نے خیال کر رکھی ہے۔ اور نجات کے متعلق جو باتیں بتائیں۔ وہ اُن کی نفسانی خواہشوں کے بالکل برخلاف تھیں۔ اسلیے اُس وقت کے عیسائیوں نے اپنی موضوعات کو چھوڑ کر خلافِ نفس نہ کیا۔ اور پچھلے نوشتوں کے موجود ہوتے ترکِ نفسانیت کو اپنے آپ پر گراں دیکھ کر چرچ بہم کی طرح صرف یہ کہکر کہ یہ وہ آنے والا نہیں جسکے ہم منتظر ہیں، اپنی عیسائیت کو بنا رکھا۔ لیکن ان کے بعد کے ابن اللّٰہیوں نے مسلمانوں کے کانوں تک پہنچ جانے کے خیال سے اُن کے معتبر و مسلّم اہلِ اثر کے نام سے پیغمبرِ اسلام کی شانِ والا کے برخلاف جھوٹی اور مَن گھڑت باتیں بنا کر شایع کرنا شروع کر دیں۔ اور اس لیئے کہ عوام کی نظر میں جھوٹے کی جھوک سچے سے زیادہ ہوتی ہے۔ کم اندیش سادہ لوح مسلمانوں نے اپنی سادگی سے وہ روایتیں

---

[1] مُتّہار بروزن جبّال۔ پادر واعد [2] پہلے تو جنگہائے صلیبی کے بعد اور پھر اس جنگِ عظیم کے بعد پادریوں نے جب دیکھا۔ کہ باوجودیکہ عیسائی فاتح ہیں۔ مگر اسلام ترقی پر ہے۔ الزام و اتہام کی بہت کوشش کر رکھی ہے۔

سہ قد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون فانہم لا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون ۳ سورہ انعام

آپ کے ضبط علی النفس جتانے کے لیئے اپنی کم علمی پر اعتقادی رنگ چڑھا کر بلا تحقیق و تنقید انہیں اسلام نما عیسائیوں کے اسناد و متونِ وضعیہ کو اپنے مصنفات میں درج کر لیا۔ اور بباعث تنگی نظر فی الاخبار والآثار شرح کرنے کے وقت اصل مطلب نہ سمجھ سکے۔

بادی النظر میں تو یہی سوچ کرنی چاہیئے کہ سچے دل اور خلوص و اعتقاد کے مسلمان پھر خیر القرون کے مسلمان اپنے پیغمبر پر کیوں بہتان باندھنے لگے تھے۔ خیر القرون کے پہلے زمانہ کے لوگوں نے جنہوں نے پیغمبرِ وقت کی خدمت میں عمر گزاری، رات دن کے اُسکے حالات و عادات و معاملات کو نظرِ امتحانی سے دیکھا۔ اگر یہ باتیں جو آج آپ کی سیرت پاک میں حیرت ناک دکھائی جاتی ہیں۔ کچھ ہوتیں۔ تو اُنہیں دیکھ کر وہ لوگ کیسے مسلمان رہتے اور ایسے شخص کی تابعداری کرتے۔ اسی طرح اگر خیر القرون کے دوسرے تیسرے زمانہ کے لوگوں کو یہ ناقابلِ اعتبار باتیں بوثاقت پہنچیں۔ تو وہ کیوں مسلمان رہنے لگے تھے۔ نبی کا ایسا حال اور چلن چال دیکھ کر اور کیا ایسی چیز تھی۔ جس نے اُنہیں مسلمانی پر قائم رکھا۔ کیا اُنہیں کسی مشن سے جھوٹ پر اڑا رہنے کے لیے تنخواہیں ملتی تھیں؟

اَلَا اَيُّهَا الْبُدَّارُ تُوبُوا ۔ اِلَى مَنْ بِهِ اَكْرَمُكُمْ تَقُوتُونَ
فَلَنْ نَجِدَ وَاشْفِيعًا غَيْرَ اَحْمَدٍ ۔ وَلَوْ اَنْ تَجْهَدُوا وَلِمَنْ تَجْتَهِدُونَ

یہودیوں کی طرح عیسائیوں کو بھی حسد لیئے جاتا ہے۔ اور اپنے پچھلے وقت جن میں سچ کی قدر اور جھوٹ پر سزا ملتی تھی۔ اس خلاف اور آزادی کے زمانہ میں یاد آرہے ہیں۔ اور چونکہ اب اسلامی کتابیں تفاسیر و احادیث، سیر وغیرہ انطباعی صورت میں محفوظ ہو چکی ہیں۔ متاخرین سے عالی ہمت، وسیع النظر اصحاب تنقید و ارباب تجدید کے ضبط و اتقان میں آچکی ہیں۔ اب ان کی کوئی پیش نہیں جاتی۔ اسلیے اپنے بزرگوں کی چالوں کی اور اُن کے گھڑے ہوئے موضعیات کو کبھی کبھی بزعمِ خود آلۂ مدافعی سمجھ کر شور شار کرنے لگ جاتے ہیں۔ ان کے پاس تو کچھ نہیں۔ اور یہ سمجھتے بھی ہیں۔ پر اصل بات یہ ہے۔ کہ آرام کی زندگی کو چھوڑ نہیں سکتے۔ جس مذہب میں داخل ہونے کا ثواب دُنیا میں ہی دونوں وقت اچھا کھانے کو اچھا پہننے کو بیٹھے بٹھائے بغیر ہاتھ ہلائے مل جائے۔ تو وہی بڑا سچا مذہب ہے۔ مگر سچائی کے برکات اور صداقت کے نشانات تو کسی آپڈرو اُپنڈار میں بھی نہیں پائے جاتے جو اِدھر کسی عامی میں پائے جاتے ہیں۔

بد اندیش نے مخالفوں کے پیدا کردہ اعتراضوں کو شوخی طبیعت اور بے شرمی سے بڑے اور دل آزار لفظوں میں جسے کوئی مہذب دانشمند پسند نہیں کرتا۔ دکھایا۔ اور اپنے ہم خیالوں کو خوش کرنے کے لیے بہت سی جھوٹی باتیں بنائیں۔ اور ایسے الفاظ اُس ذاتِ مقدس کے لیے استعمال کیے۔ جو اُس کا عیالِ جان ہوئے۔

دُنیا نے اُس کی شوخی اور بے حیائی کو دیکھا اور سُنا۔ سادات نے، فقرا نے، علما نے۔ اور ان کے سوا نے بھی۔ جو ان گے درجے کے نہیں۔

سادات جو اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عین ذات یقین کیے ہوئے ہیں۔ سُن کر بالکل خاموش اور نشۂ نحنُ اہل البیت میں مدہوش رہے۔ وہ جو اپنے آپ کو خالص سید اور جنگ ہاشمی میں اپنی جیت سمجھے بیٹھے ہیں اُنہوں نے اپنے **اَبُوالآبا** کی حرمت و عزت کی ذرہ بھر غیرت نہیں کی۔ حیرت، کہ سادات کے عاداتِ غیرت کہاں گئے !!

حضرت علی مرتضیٰ نے عبدِ وَد کے مقابلہ میں جبکہ اُس نے بغرورِ تمام آپ کا پاک نام لے کر بلایا۔ تو سادہ نام اور کچھ اُس کے اور ایسے الفاظ پر وہ غیرت کی۔ کہ باوجود صغرسنی اور ناتجربہ کاری اُس کے مقابلہ میں اُٹھ بیٹھے۔ آپؑ کی نسبت ایسا سہار نہ سکے۔ اور اپنی جان نہ دیکھی۔ اب انہیں کی اولاد اُن کو گالیاں سُن رہی ہے۔

سیدوں سے جن کا دعوٰے ہے من مثلنا ومن ذاالذی یقابلنا فی حسبنا ونسبنا تو کسی نے اپنے جدِ امجد کی ذاتِ اقدس پر تحریری و تقریری طعن و تشنیع سُن کر ذرہ بھر غیرت نہ کی۔ شاید ان کو اپنے سید ہونے کا شک رہا۔ یا ان کے اعتقاد میں کوئی ان سے کسی کے باپ کا نام لے کر جس کے درمیان کوئی اور صُلب یا بطن حائل نہیں، گالیاں نکالے تو موجب غیرت ہو سکتی ہیں۔ اُوپر کے نسب کے لیے خدا جانے کیا بات ہے، کون جان گنوائے۔ یا ان کو یقین ہوگا۔ کہ گالیوں کی گولی دُور جا کر مدہم پڑ جاتی ہے۔

یُوں دیکھو تو لوگوں کے ساتھ اپنی ذرا سی بے ادبی پر کس درشتی سے پیش آتے ہیں۔ غصہ سے لال لال ہو کر گلے پڑ جاتے ہیں۔ اور اس غیظ و غضب کی وجہ یہ، کہ مجھ کو شاہ صاحب کر کے نہیں بُلایا۔ نام کیوں لیا۔ اگر کوئی کہے تو کہتے ہیں "او کیوں نہ ہو، ہم میں ہاشمی رگ اور حیدری خون ہے" لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (جن کی **نسبت** کی طفیل اُن کی ہر طرح کی عزت ہے۔ اور ان کے جور و جفا پر صبر کیا جاتا ہی) کی توہین پر ان سے کسی کی **رگِ ہاشمی** نے جنبش نہ کی۔ نہ **خونِ حیدری** میں گرمی آئی۔

علما جن کے دلوں میں نحن ورثۃ الانبیاء ولد یخلق مثلنا علی الدنیا من یوازینا فی علمنا کا غرور بھرا پڑا ہے۔ جن کے نُوں نُوں میں خود پسندی ہے سب کچھ دیکھتے سنتے رہے۔ حُرمت و عزتِ محمدیہ کے لیے ان سے کوئی بھی مردِ میدان نہ بنا۔ ان سے کسی نے (لَا تُقِیْلُ وَمَا نُهِمُ) کسی آیت پر عمل نہیں کیا۔ بلکہ بجائے غیرت و نفرت کے بعض نے صریح حمایت کی۔ اور بعض دین فروش دیوث نے بخلافِ عزت و ناموس صاحب نبوتؐ، عدالت میں مفید مطلب شاتم بدکیش شہادت بھی دی۔

ؔ اصطلاح سادات میں مجہول نسب کو صاع کہتے ہیں۔

یہ ہیں وہ لوگ جن کا دعویٰ ہے سنت پر چلنے کا۔ پر ان کے کسب دیکھو۔ یہ تو انگریزوں کے طریق پر چلتے ہیں۔ اُنکی متابعت کرتے ہیں۔ اُنہی کے دریائے رضا میں غریق ہیں۔ انہیں سُنت، طریق رسالت دنبوت سے اور طاعت سید الانام سے کیا کام۔ ہندوؤں اور انگریزوں کی تو صدقِ دل سے ریس کرتے ہیں۔ لیکن بحسب آیت فَلَيْتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ اہل اللہ کی جو ستون دین اور جو ستودۂ خدا ہیں ذرہ بھر ریس نہیں کرتے۔ یہ بالکل بے عمل ثابت ہوئے۔

یہ تو ایک غریب نابینا صحابی کی غیرت کے بھی نہیں۔ جس نے اپنی چاہیتی بیوی کو اسلیے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت گستاخانہ الفاظ استعمال کیا کرتی تھی۔ بجرم شاتمۂ رسولؐ ہونے کے پد بلادی۔ صحابی کی سنت چھوڑدی۔ ترابی کی بحکم عضوا علیها بالنواجذ عدالت میں ادا کردی۔

کاش یہ نمک پاش مخالف کی دلخراش باتیں سُن کر صارم المسلول والے کی سنت نہ سہی حسّان بن ثابت کاہی کام کر دکھاتے۔ جان نہ سہی زبان ہی ہی۔ **حدیث** من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ الحدیث کے تین درجوں سے پہلے پر نہ بحذرِ عدمِ استطاعت دوسرے درجوں سے کسی ایک ہی عمل کر دکھاتے۔ لیکن نہیں کچھ نہیں۔ زبان سے نہیں۔ دل سے نہیں۔ بلکہ شاتم اور اُسکی قوم کے دل و جان سے خیر خواہ نظر آتے ہیں۔ یہ کرتے تو کیا کرتے۔ بہتیرا وعظ میں مسلمانوں کو سمجھایا۔ اور رات دن کھول کھول کر ہاتھ بڑھا بڑھا اُتونا بما انی ایدیکم واعملوا بما امرتم ان اللہ لا یضیع اجر کم سنایا۔ لیکن کسی نے اسکے معنے نہ سمجھے۔ اور ان سے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ مگر ادھر سے سب مرادیں حاصل ہوگئیں۔

خوشامدیوں کے **خوشامدی** نے جس قدر طَیَّانُ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ سے (جسکی مدح و ذم کسی سے سرخ و سفید کے لاونعم پر ہے) بدگمانی جتلانے اور اُسکی ذاتِ عالی کو طعن (وہو الحق) طاعنین سے بچانے میں اُسکی خوشنودی کا سارٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لیے زور لگایا۔ اور بامید شرکتِ حصولِ مامول بمزدۂ افض علینا مما افاض الناس علیک اُسکی مدح و ثنا میں مشغول رہا۔ (یہاں تک کہ درسِ قرآنی میں بھی اسکی مدح و ذکر خیر کے تقریری نوٹ دیے گئے) اسقدر بلکہ اس سے کمتر اُسکی زبانی ایک حرف بھی ذب عن الرسولؐ نہیں سُنا گیا۔ نہ اُس کے قلم کا کوئی ایک جملہ مخالفوں کے جانگداز الفاظ کی تردید میں لکھا دیکھا۔ سبحان اللہ رِفیِّ الْاَکْمِ وَالْاَجَمِ کی یہ فکر دامن گیر اور نبی العرب والعجم کی غیرت عزت و حرمت پر نہ لکیر۔

یہ مُلا ملنے جو اپنے آپ کو کانبیائے بنی اسرائیل یقین کیے بیٹھے ہیں۔ اور بعض سر بزورِ غرور جو **ظِلُّ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ** کہلاتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گدّی پر بیٹھے سمجھتے ہیں۔ اور اس پاک گدّی پر بیٹھنے کے لائق خیال کرتے ہیں۔ کہاں گئےؔ؟ اُن کو کیا ہُوا؟ کیا جمعہ کے دن صرف اَمّا بَعْدُ

ؐ غور کرو، اس حکم کی تعمیل کا عمل کیسا اختیار کیا ہے۔ [illegible] ؔ [illegible]

بول لینے اور آخرِ تراویح رمضان کا رُخصتانہ اور عید کا عیدانہ لے لینے سے اِس پاک گدی کے حقوق ادا ہو جاتے ہیں؟ صدیقِ اکبرؓ جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گدی پر بیٹھے تو مُرتدوں اور مانعینِ زکوٰۃ سے مقابلہ کرنے کو اکیلے ہی تلوار پکڑ کر نکل چلے۔ گویا جان دے چکے۔ اور کسی کے ساتھ کی بجز اپنے ایمان باللہ وصدق ویقین بر رسول اللہ پرواہ نہ کی۔

بھلا کانگرسی کاسہ لیس جو مخالفانِ اسلام وطاعنانِ بانیٔ اسلام پر سب وشتم سُن کر پھر ان سے خوش دل اور اُن میں مخلوط ہیں، کیا غیرت کریں؟ کریں تو اُنکی سب امیدوں پر پانی پھر جاتا ہے۔ کانگرسی حامی آٹھوں پہر بجناب کانگرس دست بستہ عرض کر رہے ہیں ؎ غلامم تو اُم اَیُّہَا الکانگرس۔ چو من بیکسے را تو ئی داورس، اگر در غلامیت کردم خطا خطا درگزار و رو بیتیم نما۔ مرا از مسلمانیم شو و چیست۔ مرا بایدم سیم و زر بہر زیست

من از ذکرِ قرآں چہ اندوختم۔ چرا وِردِ گاندھی نیاموختم

بابا! یہ دُنیا بُری۔ ہائے دُنیا۔ ہائے دُنیا۔ بڑے بڑے شوخے، غوغا فگن چمن کا ٹوں ٹوں پھر کتا ہو۔ سارق اللضامین۔ ہیچ پسند۔ دوُر بین۔ اگرچہ اوروں کو کچھ کہیں۔ لیکن آپ بے خبر از ہستی، مدہوش مال مستی و مشغولِ زر پرستی ہیں۔ دُور اندیش، صفا کیش۔ صلح کُل۔ کہ اَللّٰہُ اَعْلیٰ وَ اَجَل کے ساتھ اُعْلُ ہُبَل کا نعرہ بھی لگا لیتے ہیں۔ ریاست کے ہندو مدار المہام کو واسطۂ حصولِ وظائف و انعام سمجھ کر خوش کرنے کے لیے ذبیحۂ مشروعۂ اسلام اور جھٹکا چاروں مذہب حرام کو ایک ہی لکھ مارا۔ واہ وا دُوئی دور کر دی۔

خیر۔ ایک نہیں دو نہیں، بہتیرے اسی پیٹ کے مُرید ہیں۔ اور پیٹ کے دھندے میں لگے ہیں۔ کسی کی کیا کہیں۔ ہم بھی تو رات دن اسی تن تن میں رہتے ہیں۔ ہمارا تو کوئی کام ایسا نہیں جو اس کے لیے نہ ہو۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ وغیرہ سب اسی کے لیے ہیں۔

دُنیا کے بچے اِس پیٹ کا کیا کریں۔ بہتوں کو اِس نے اپنا غلام بنایا۔ اپنے کام میں لگایا۔ دانشمند غلاموں نے اِس کی نوکری سے تو اچھا نام پایا ؎

اَے پیٹ تیرے واسطے ہم کیا کیا بنے
مہدی بنے، مسیح بنے مقتدا بنے
بے شرم تو بھرا نہیں، گو ہم خیال میں
نانک بنے، کرشن بنے اور خدا بنے

فقرا۔ اِن کی خود ستائی اور خود نمائی کی بھی آج کوئی حد ہے؟ یہ اپنے وجود کو خدا کا عرش قرار دیے بیٹھے ہیں۔ اور ان سے ہر ایک اناالحق کا مدعی ہے۔ قطب، غوث تو یہ لوگوں کو خود بناتے ہیں۔ خدا جانے اِن کا اپنا درجہ کتنا ہے۔ ہیچ پسند ایسے کہ اگر کوئی اِنہیں خدا بھی کہہ دے۔ تو اُسے شاباش دیتے ہیں۔ شاید انہیں یہ آیت لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّیُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا فَلَا

تَحْسَبُنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ یاد نہیں۔ یاد کیسے ہو۔ خود تو قرآن پڑھتے نہیں۔ ڈھکوسلے ہیں۔ جتنے مارلیں سو مارلیں۔ کوئی ان کا وجودی بنا بیٹھا ہے کوئی شہودی۔ دُور دُور تک دم مارتے ہیں۔ بڑے بڑے خطابوں سے اپنے آپ کو لکھوا کہلا کر مشہور کرتے ہیں۔ اِسقدر حق پسند نہیں جسقدر کہ شہرت پسند ہیں۔ ہر کام میں فخر، نہ شرمِ روزِ حشر، نہ خوفِ توبیخ و زجر۔ ایجنٹ گھیر گھار کر لوگوں کو بیعت کے لیئے لے آتے ہیں^ے۔ یہ دامِ تزویر میں پھنسا کر بیٹھے بٹھائے عمر بھر ان کی کمائی کھاتے ہیں۔ نماز، روزہ وغیرہ احکامِ اسلام کی تو معلوم نہیں کسی کو تاکید کرتے ہیں یا نہیں۔ مگر پیر پر صدق و یقین کی تلقین تو پل پل میں کیا کرتے ہیں۔ ان سے کوئی کہاں ہے؟ جس نے خدا کے پیارے شافعِ روزِ قیامت کی حُرمت و عصمت پر غیرت کی۔ جان دی یا مال دیا؟۔ بلکہ جان لی اور مال لیا۔ انہیں پیغمبرؐ اور اَولادِ پیغمبرؐ سے کیا واسطہ؟ یا اللہ یا اللہ کرکے کیا لیں؟ یا مُریدی یا مُریدی کیوں نہ کیا کریں۔

کہاں گئے وہ اِن کے نعرے تبرّے "ہات تیرا بیڑا غرق کردوں"۔ فقیر صاحب! بے ادبی معاف۔ کسی دشمنِ رسولؐ کا بیڑا غرق کردیا ہوتا۔ مُرشدوں کے مُرشد، ہادیوں کے ہادی پر جان دے دی ہوتی۔ پر کسطرح دے دی ہوتی۔ جبکہ دلِ پُر آز سے یہ آواز نکل رہی ہو۔ مُرِیْدِیْ مُرِیْدِیْ اِنْ کَانَ فِیْ یَدِكَ شَیْئٌ فَاَنْتَ مُرَادِیْ مُرَادِیْ۔ اور ہر وقت قصیدہ نفسانیہ کا یہ بیت وردِ زبان ہو ؎

مُرِیْدِیْ اِئْتِنِیْ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ بِنَقْدٍ اَوْ بِجِنْسٍ اَوْ بِمَالٍ   وَاِنْ کَانَتْ بِبَیْتِكَ بِنْتُ اِبْرَہْ فَجِئْنَا بِہَا وَلَا تَعْتَرِضِ الْجِدَالِ

اَطِعْنِیْ مَا اَمَرْتُكَ یَا مُرِیْدِیْ   وَاِلَّا اَنْتَ مِنْ اَہْلِ الضَّلَالِ

اور قصیدہ نسائیہ کا طبی شغل یہ ہو ؎ فَتَاتِیْ اُدْخُلِیْ فِیْ خَلْوَتِیْ بِیْ   اَلْقِنْكِ کَمَالَكِ فِیْ خَیَالِیْ + اَطِیْعِیْ وَاحْفَظِیْ سِرِّیْ جَمِیْعًا تَکُوْنِیْ خَالِصَۃً عِنْدَ الْمَوَالِیْ   فَاِنَّ نِسْوَۃً مَسَّتْ بِجِلْدِیْ نَجَتْ مِنْ نَارِ سَقَرٍ وَالْوَبَالِ

اِن کے صبح و شام کے وظائف میں سے ایک فائدہ بخش وظیفہ قوالی بھی ہے۔ جسے وہ عبادتِ جانی و مالی سمجھتے ہیں۔ قوالی میں بھی حصولِ ماؔمول کے بڑے بڑے اسرار ہیں۔ اسلیئے ایسے اسراری بزرگوں کو لطفِ سماع کسی اور طرف خیال نہیں ہونے دیتا۔ دیوانِ حافظ کے شعر ؎

خرد در زندہ رود انداز و مے نوش   بگلبانگِ جوانانِ عراقی

نَہَانِی الشَّیْبُ عَنْ وَصْلِ الْعَذَارِیْ   بِسُوْءِ تَقْبِیْلِ خَدٍّ وَّ اعْتِنَاقٖ

سے انہیں جو مزہ آرہا ہے، کیا بات ہے! یہ سُن کر کبھی جھومتے ہیں۔ کبھی گھومتے ہیں۔ اور اس خیال سے کہ اس بیت پر ہمارے جھومنے گھومنے سے کوئی سمجھ والا بدگمان نہ ہوجائے۔ زبان سے اُونچے اُونچے تار سے تار ملا کر

ے لوگوں کو بیعت کرکے کثرتِ مریدی پر اپنا کمال سمجھنا تو بالکل غلط ہے۔ نبوت اور رسالت سے بڑھ کر اور کیا کمال ہے؟ لیکن کئی نبی ایسے آئے، جن کو کسی ایک نے بھی قبول نہیں کیا [illegible]

آج تک سُنا۔ کہ کسی حنفی یا قُطبی مولوی سے بھی کچھ بن آیا؟ یہ تو غیرتِ اسلام اور تمام اعمالِ اسلامی کا کفارہ **گیارھویں** کو سمجھ بیٹھے ہیں۔ اگر اسی میں نجات تھی۔ تو افسوس خدا نے اپنے جان و مال فدا کرنیوالوں کو زمانہ نبوت میں جبکہ دُنیا پر نجات کا ایک بڑا سیدھا راستہ قائم کیا تھا۔ یہ نجات کا گُر نہ بتایا۔ اُن کو تو یہ کرو وہ کرو اِدھر آؤ اُدھر جاؤ معصیت در معصیت میں ڈال رکھا۔ باوجود بجا آوریِ احکام میں سرِمُو سستی نہ کرنے کے پھر بھی وہ اپنی نجات پر کب مطمئن تھے ڈرتے ہر وقت ڈرتے۔ پر آج گیارھویں کے معتقد اِس قدر دلیر ہیں۔ کہ کچھ نہیں کرتے۔ اور اپنی نجات کا دم بھرتے ہیں۔

قَضَيْنَا عُمْرَنَا فِي الْغَافِلِيْن ... عَنِ الْقُرْاٰنِ عَمْداً مُعْرِضِيْن
تَرَكْنَا الْحَقَّ مُعْتَرِضاً عَلَيْهِ ... عَنِ الطُّرُقِ الْهِدَايَةِ هَارِبِيْن
بَقِيْنَا لَا نَصُوْمُ وَلَا نُصَلِّيْ ... وَلَا نَرْعٰى حُقُوْقَ النَّاسِ فِيْنَا
عَصَيْنَا فِي الْاَوَامِرِ وَالنَّوَاهِيْ ... نَسِيْنَا اللهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْن
تَرَكْنَا كُلَّ حَسَنَاتٍ وَّلٰكِنْ ... نُؤَدِّيْ كُلَّ شَهْرٍ يَارَهُوِيْن[1]

غیر مقلد وہابی میاں۔ انہیں عملاً تو تقلیدِ شوکانی کی من مستی اور اعتقاداً شغلِ سعود پرستی۔ بھلا اتنی مصروفیت انہیں کہاں کچھ کرنے دے۔ فرصت ہو تو کچھ سُوجھے بھی۔ لوگوں کو توحید توحید کے نعرے مار مار کر سر درد لگا دیتے ہیں۔ حدیث حدیث سنت سنت پکارتے کھپا دیتے ہیں۔ لیکن خود ترکِ شرک و بدعت نہیں کرتے۔ اِن کے اُستاد رونق بخشِ کاشانۂ وہابیت ساقیِ بزمِ میخانۂ نجدیت نوابِ والاجاہ صدیق الحسنؒ خاں مرحوم اپنی کتاب غزل الغزلات نفخ الطیب میں جبکہ مولانا عبدالحی لکھنوی مغفور نے ابراز الغی اور السعی المشکور لکھ کر اُن کا دم ناک میں بند کر دیا تھا۔ تو بہ حرفِ **ندائیہ** شرکیہ اپنے اُستاد مُلا شوکانی سے بطلبِ امداد بھوپال سے فریاد کرنے لگے ؎

زمرۂ رائے در افتاد بر اصحابِ سنن ... شیخ سنت مددے قاضیِ شوکاں مددے

نواب صاحب کے اِس ندا و استغاثہ بجنابِ مُلا شوکاں پر کسی وہابی کے کان پر جُوں بھی نہ رینگی۔ لیکن ہمارے اِس کہنے کی ؎ زمرۂ **وائے بی** اُفتاد بارباب یقیں۔ نورِ ایماں مددے، سیّد جیلاں مددے اگر کسی وہابی کو خبر ہو جائے۔ تو بڑے بڑے وہابی تو ایک طرف، چھوٹے چھوٹے وہابڑوں کو ہی دیکھو گے

[1] ہم نے اپنی عمر غافلوں میں گزار دی، قرآن سے جان بوجھ کر منہ پھیر رکھا۔ قرآن و حدیث کو اعتراض کر کر چھوڑ دیا۔ ہدایت کے راہوں سے بھاگتے ہیں۔ نہ ہم نماز پڑھتے ہیں نہ ہم روزہ رکھتے ہیں۔ نہ ہی آپس میں ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت کرتے ہیں۔ ہم نے خدا کے امر و نہی کی کچھ پرواہ نہیں کی اور خدا کو بالکل بھلا دیا ہے۔ ہر ایک نیک کام کو ہم نے چھوڑ دیا ہوا ہے۔ لیکن ماہ بماہ پیر کی گیارھویں ضرور دیا کرتے ہیں۔

کہ کس طرح تڑپتے ہیں - اور ہمیں کن کن لفظوں سے یاد کرتے ہیں -

آجاکر فرقہ وہبیہ کے پاس ادائے سنت کے لیے کئی لاکھ حدیث واجب العمل سے آمین رفع یدین اور فاتحہ خلف الامام کا جھگڑا رہ گیا ہے اور کچھ بھی ان کے پاس نہیں - ہے تو بے ادبی * یہ قوم باوازِ دہل کہینگے کہ یہ لوگ بہت بے ادب ہیں - گویا ادب اس فرقہ میں ہے ہی نہیں - انہیں اسلام کا کچھ فکر نہیں - ہے تو حنفیوں کا - کیونکہ ان کے نزدیک بڑے کافر حنفی ہیں - حنفی نہ رہینگے - تو زمین پاک ہوگی[1] **لطیفہ** - کسی نے اپنے دوست سے بیان کیا - کہ ایک بڑا پابندِ سنت، ابنِ قیم وابنِ جوزی کی ملت - نجدیوں کی عزت، اسماعیلی بھائیوں کی ات پت اب موجود ہے - جو رات دن کی نماز کے بعد جب دعا مانگتا ہے بجسب امر اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً بہت گریہ وزاری کرتا ہے - دوست بولا - ہاں روتا ہے - پر تجھے معلوم ہے کیسے روتا ہے ؟ وہ حنفیوں کو روتا ہے - کہ یا اللہ مجھے اتنی عمر روتے گزری - لیکن ابھی تک روئے زمین پر حنفی نظر آرہے ہیں - **الفاظِ دعا** رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْاَحْنَافِ نَفْسًا وَاجْعَلْنَا عَلَى الْاَرْضِ عمارًا ۞ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يَفْقَهُوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْنَ الَّا مَنْ يَعْلَمُهُمُ الْفِقْهَ فَكَانُوْا لِلنُّعْمَانِ اَنْصَارًا ۞ كُلَّمَا دَعَوْتُكَ يَارَبِّ لَا بْعَادِهِمْ عَنِ الدُّنْيَا فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِیْ اِلَّا اِكْثَارًا -

گھگچڑ ایک اور فرقہ ہے - جو نہ مقلد ہیں نہ غیر مقلد - دونوں کو ملتے ہیں - دونوں سے جدا ہیں - انکو پنجابی میں گھگچڑ کہتے ہیں - لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ان کا علمی و عملی دعویٰ دونوں مذکورہ بالا فرقوں سے جدا ہے - ان کے معتقدان کی مدح میں بہت غلو کر رہے ہیں - اور یہ سُن کر قبول کرتے ہیں - انہیں بھی انجمن شکم پروری کی ممبری کے کام کاج سے فرصت نہیں ہوتی - اور خدمتِ اسلام کا موقع نہیں ملتا - اور جو وقت ملتا ہے، اسلامی فرقوں کی سرکوبی اور ممبرانِ انجمن کی خاکروبی میں گزر جاتا ہے -

تازہ بات یہ، کہ کسی میاں کے مشی الاقدام فی اللیل الی المرام کو مشی النوم اعتقاد کیئے بیٹھے ہیں -

استفتاء اس مشی الاقدام للوداد اور ضرب الاقدام الی البغداد میں کیا فرق ہے ؟ بینوا توجروا

فتویٰ - بہت بڑا فرق ہے - وُہ بالکل حرام - اور یہ ہر وجہ حلال -

خیر، کچھ کر رہے ہیں تو مرزائی - نہیں کر رہے تو مرزائی - بِنا تو چکڑالوی نے بھی مخالفوں کے حملہ روکنے کی رکھی تھی - پر وُہ تو جلد جاتا رہا - اور پچھلوں نے اُس بِنا کی اینٹ اینٹ کر دی - اب یہی دو تین فرقے ہیں - مقلد

[1] اس امر کی صداقت کے لیے رسالہ الجرح علی ابی حنیفہ مولوی شمس الدین بنارسی کا مطالعہ کرو - خاص کر تاریخ ولادت و وفات دیکھو - حضرت وکیل صاحب نے اس رسالہ کا جواب لکھا - اور ہم نے تاریخوں کا نتیجہ بہتر کی اخراج کرکے بطور ضمیمہ لگا دیا ہے -

ینیٰھما - سو یہ تینوں نہ تو حمایتِ اسلام کے شائق ہیں - اور نہ ہی کسی میدان کے لائق ہیں - اور نہ ہی
کل ہیں فرصت ملتی ہے - ان میں بڑا عنادی فرقہ **ہیچو ماعیوں** کا ہے - جو مخالفوں کو مسلمانوں
سالہ تیار کر کے دے رہے ہیں اور ان کے مقتدا برائے اثباتِ دعوٰئے مثلیت بوجودِ رسالت ، انہیں
ر گئے ہیں - سو پس جبکہ ان کے پاس پچھلے مثلیوں کا لکھا موجود ہے تو اب یہ اعتقادِ مثلیت سی کیسے
مقتداؤں کی روایات ان کے لیے قرآنی آیات سے زیادہ معتبر ہیں - ہمارے نزدیک ان کا یہ اعتقاد
رہا ہے -

وجود کو یہ ہیچ ما اور مثلِ خود سمجھتے ہیں - اُس **پاک وجود** کی جوتی جیسے تو ان کے سلفی بھی
کسی صفت میں مخلوق سے نہیں ملتا ہو کوئی مخلوق اُس سے کسی پاک صفت میں ملتی ہے - وہ
بے مثل ہے - مثلیوں سے وہ کون ہے اور کہاں ہے جس کے ہر ایک عضو میں وہ
تے ہیں - جو آپ کے اعضائے شریفہ میں ہیں - فضلاتِ خارجہ ، بول و براز ، خون ، پسینہ
قیامت تک حتیٰ کہ طاہر و مطہر و بجنابتہ کا علم کس کو علم ہے ؟ مانا کہ خدا کا سمجھایا ہوا (اور یہ
سے خدا نے کس کو سمجھایا ؟ بے سمجھ ، سمجھائے ہوئے ، ان پڑھ پڑھائے ہوئے کے برابر ہے ؟
ایسے بے ادبوں کو یہ بھی سمجھ نہیں آتی - کہ دو شخصوں سے ایک نے کسی کو پڑھایا - اب وہ علم
اسکے سینہ میں ہے - دوسرا بے علم کسی وقت بھی اُس کی برابر نہیں ہو سکتا کہ ہو سکتا ہے ؟ نہیں ہل
مُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ کے جواب میں لَا يَسْتَوُونَ شاہد ہے - عالم کسی وقت جاہل ہو کر بے علم
ہے کوئی بتاؤ - وہ کون میاں ہیں - جو دن میں کئی بار عالم ہوتے ہیں اور کئی بار بے علم ؟
بجسب تعلیم الٰہی عالم ہیں - جن کو تعلیمِ الٰہی نہیں - جن کا دل علمِ الٰہی کے نور سے منور نہیں - وہ اُن
کے برابر کیونکر ہو سکتے ہیں - ہو سکے - تو خدا کے اُن پاک الفاظ کے جو صدہا نفی استوا بین العالم
کے ہیں ، کیا معنی بتاؤ گے ؟

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ میں اپنے نبی پر اعطائے علم کا احسان رکھتا ہو - پر جب ایسا ہو کہ کبھی دے
تو یہ کیا احسان ہے ؟ اُس نے تو مراتبِ نبوت کو کمال تا کمال پہنچانے کے لیے جو آپ جانتے نہ
پ کو عطا کر رکھا تھا - آپ کسی وقت بھی علمِ نبوت یعنی نورِ حق سے خالی نہیں رہتے تھے - رہا یہ
تھے - سو خود فیصلہ کر لو کہ کیا نہ جانتے تھے ؟ آپ درسِ الٰہی میں تعلیم پاتے پاتے معلم ہو گئے
- اچھی طرح سمجھ لو کہ کتاب کیا چیز ہے ، حکمت کیا شے ہے ؟

ل کتاب علمِ باطن کا مطالعہ کرو -

قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم ہونے کی تحقیق۔ **احادیث** میں اسکی تصدیق ۔ دیگر بنی آدم سے آپ کا بہمہ وجوہ ممتاز ہونا اور ہر وقت آپ کے روشن ضمیر اور قلب منور ہونے کے ثبوت اور آپ کے سوا اوروں کو بجز آپ کے ذریعہ کے علم و نور حاصل نہ ہونا انبیاء کو مثلنا کہنے پر غضب الٰہی کی جگہ مذکور ہے۔

اِن مُلّاؤں پر خدا کا غضب ۔ اِن سے ہر ایک اپنے آپکے لئے عالم بلکہ اَعلم النّاس ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے ۔ اور بجبر کہتا ہے ۔ کہ جتنا میں پڑھا ہُوں دوسرا نہیں ۔ فلاں فن میں میں بے مثل ہوں فلاں علم میں میری برابر کوئی نہیں ۔ ہر حال میں اپنی خصوصیت بیان کرتا ہے ۔ ہر شان میں اپنی بے مثلی عیاں کرتا ہے ۔ یہ خودی اور نخوت کہ اگر کوئی کہہ بیٹھے ۔ کہ فلاں مولوی صاحب یہ کہتے ہیں حالانکہ آپنے یہ فرمایا تھا" تو رگِ فرعونی فوراً جنبش میں آجاتی ہے ۔ اور بسرِ غرور و دلِ پُرجوش بے ساختہ و حواس باختہ کہہ دیتے ہیں ۔ "میں اُسے کیا جانتا ہُوں ۔ اُسے خبر کیا ہے میرے پاس جو کتابیں ہیں وہ اسکے فلک نے نہ دیکھی ہونگی ۔ گھر بیٹھا بک بک کرتا ہے ۔ سامنے آکر بات کرے" اسی جوش و خروش میں قصیدۂ فخریہ کے یہ بیت دُہراتے دُہراتے اور فوں فوں کرتے گھر جا پہنچتے ہیں ؎

انا الاستاذ کل الناس خدمی　　فمن یتخیل بحالی فی جلالی
انا الصّدر العلوم فاین مثلی　　ولی فیه الکمال علی الکمال ۔
انا العلامة الدهر الشهیر　　واعلمکم فمن منکم مثالی
فمثل محمد یمکن یقینا　　ومثلی فی الوجود من المحال

اللہ اللہ اپنی بے مثلی کا اسقدر دم مارتے ہیں ۔ اور خدا کے **بے مثل پیارے** کے ساتھ آپ مثل بنتے ہیں ۔ ایسا بے شرم بھی کوئی پیر و مرشد والا ہوگا ۔ انہیں یاد نہیں آتا ۔ کہ حق تعالٰے نے ہمارے اِس دعوے کو بحکم "فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ" خارج کردیا ہے ۔ اور حبیبِ حق ۔ نبی پاک ۔ ساشی علی الافلاک النجم الثاقب ۔ الحاشر العاقب کا حق بحکم وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ثابت کردیا ہے ۔

ایسے بیوقوفوں پر افسوس کی کوئی حد ہے ۔ جو اپنے گھر کو بھی نہیں سوچتے ۔ خدا کے برگزیدہ اور افضل المخلوقات بے مثل ہستیوں میں بے مثل ہستی کو اپنے جیسا بنانے کی کوشش میں یعنی آپ کو عروجِ افضلیت سے نیچے خود بشریت میں تنزل دینے کے لیے (مخالفانِ اسلام نے جو جو حکایاتِ لاھیہ و روایاتِ واھیہ اسلامی لباس میں عام مسلمانوں تک پہنچائے ۔ اور قابو لگے اسلامی کتابوں میں درج بھی کیئے کرائے جنکو محققین و ناقدین نے

؎ حدیث میں ہے ۔ یظهر هذا الدین حتی یجاوز البحار حتی یخوض البحر بالخیل فی سبیل الله ثم یاتی قوم یقرءون القرآن یقولون قد قرانا القرآن فمن اقرء منا من افقه منا ومن اعلم منا بل فی اولئک من خیر واولئک منکم واولئک هم وقود النار　وفی روایة الطبرانی عن ابن عباس فمن ذالذی هو خیر منا روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے عباس بن عبد المطلب سے ۱۲ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۱۸ مطبوعہ حیدرآباد

جرح وتعدیل کی دُوربین لگاکر دُور سے دیکھ لیا) اپنی سند و مُستند بنائے بیٹھے ہیں۔ اور بعض بعض رطب و یابس کے فراہم کرنے والے مفسروں اور محدثوں پر اسقدر اعتبار کیا ہے۔ کہ اُن کے مجموعہ روایات کو مثل قرآنی آیات کے صحیح سمجھ کر اُن کے مقلد بن گئے۔ اور تحقیق سے کام نہ لیا۔ اور اہلِ عناد کے موضوعہ شانِ نزولوں میں مطالب قرآنی کو مقید کر دیا۔ اور کچھ کا کچھ بنا دیا۔ اور نبیٔ پاک کی عصمت و طہارت پر دھبّہ آنے کی کچھ پرواہ نہ کی۔

اندھیر۔ کہ آج وہ وضعی روایتیں اور جھوٹی حکایتیں کہاں کہاں پہونچیں۔ اور مسلمان خاموش ہیں۔ اِن کی خاموشی احتمالِ تسلیم پیدا کرتی ہے۔ دشمنوں نے امن و اتحاد کو توڑ کر بُغض و عناد پیدا کر دیا۔ بیخ اسلام پر تبرِ فساد دھر دیا۔ مگر انہیں کوئی احساس نہیں۔ عام لوگوں کا تو ذکر ہی کیا ہے؟ خاص کی (کہ خود بھی اپنے آپ کو خاص بلکہ خاص الخاص سمجھتے ہیں) مَت ماری گئی۔ جن کا پیغمبر ہر سے **ہیچمدان** ہونے کا اعتقاد نہیں اُٹھتا۔ انہیں ذرہ سوچ نہیں۔ کہ کہاں مکتبِ قُدسی کا سند یافتہ کہاں دِلّی اور روپڑ کا حواس باختہ۔ کہاں ولایتِ حقیقی کا تمغہ پایا ہوا، کہاں اقلیمِ طریقی کا ڈگری لایا ہُوا۔!!

خیر پچھلوں کے نام یہ باتیں مَنڈھی گئیں۔ لیکن اُسی وقت کے نقادوں نے محکِ حقیقت پر رکھ کر انہیں کا رسند ثابت کر دیا۔ اوروں کو بھی خبر کر دی۔ لیکن زمانہ حال میں جن کو اُن کے صرائی فیصلہ کی خبر نہیں ملی۔ اُن جھوٹی روایتوں کے زہریلے اثر کے دفع کرنے کے لیے کسی مرکب تریاقی کے تیار کرنے کی فکر ہونی چاہیے تھی۔ مگر انہیں کچھ فکر نہیں۔ پچھلے شغل تو پیچھے رہے۔ آج کل تو کانگرس کی شرکت و عدم شرکت کا فیصلہ ان علموں کے درپیش ہے۔ لطف یہ کہ بحسبِ عادت اِن کے، اِسمیں بھی اختلاف ہے۔ یوں تو کوئی کہتا ہے "انقلاب زندہ باد" کوئی کہتا ہے "بادشاہ پایندہ باد"۔ ہائے اے دلِ شاد و ناشاد! تو ہیچ مباد۔ اِن نعروں تبرّوں سے کیا بنتا ہے؟ اِس انقلاب نے کیا زندہ رہنا ہے! یہ تو جھٹ پٹ اپنے اصل کی طرف منقلب ہو جائیگا۔ زندہ انقلاب وہی ہے۔ جو نیک نیتی پر مبنی ہو۔ بھلوں کو خدا کی طرف سے زندگی بھی مل جاتی ہے۔ اور پایندگی بھی۔ یعنی عمر دراز ہوتے ہیں۔ نام ہمیشہ رہتا ہے ؎ سالکِ راہِ صفا را پاک باشد زندگی - مالکِ مہر و وفا را خوش بود پایندگی

افسوس! جب اِن کو این و آن سے فراغت نہیں ملتی۔ چنیں و چناں میں ہر دم مشغول ہیں۔ تو پھر مثلِ انبیائے بنی اسرائیل بنتے اِنہیں کیوں شرم نہیں آتی۔ خُدا سے نہیں شرماتے۔ رسول سے نہیں۔ اُسے مردہ، بیخبر سمجھتے ہیں۔ شرماتے تو کچھ کر دِکھاتے۔ جہان میں اِن کا رُعب ہوتا۔ مگر یہ از دست اوروں کو شرمندہ کرنے کے لیے کُود پڑتے ہیں۔ آپ ذرہ بھر شرم نہیں کرتے ؎

قلتباں را رُست بر دُبرش درخت گفت زیرِ سایہ اش خواہم نشست

ثابت ہو چکا ہے - کہ یہ کسی کام کے نہیں اور یہ جو مشہور ہے اَلعلماء ورثۃ الانبیاء [1]

[1] یہ حدیث صحیح ثابت نہیں۔

وہ اور عالم ہیں۔ ان کا تو اسلام اسمی ہے اور دین رسمی۔ لایبقی من الاسلام الا اسمہ کی پیشینگوئی پہلے
انہیں مولویوں سے شروع ہوئی۔ یہ اگر کسی کام کے ہوتے۔ تو کچھ بنے ہوتے۔ یہ اگر کسی کام کے ہوتے۔ تو
چولہے سے وارے رہتے؟ ؎ اگر لعبتاں را بدے خاق باق۔ نیفتادہ ماندے بسر زیر طاق۔

موقع پا کر غیروں نے سمجھا۔ کہ یہ تو آپس میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کو اپنے فروعی عناد و فساد سے
فراغت نہیں ملتی۔ ہم ان کی غفلت سے جس قدر ہو فائدہ اٹھالیں۔ اسلیے انہوں نے ایسی جرأت کی۔ کہ اس
سے پیشتر انہیں ایسی باتیں کرنے کا حوصلہ نہیں پڑا تھا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب پاک
میں وہ گستاخیاں کرنی شروع کیں۔ اور ایسے اتہام فخر انام پر لگائے۔ کہ زمین و آسمان اسکی برداشت نہیں کر
سکتے۔ لیکن ان مولویوں کے دلوں نے بصد غفلت و آرام شرم و حیائے اسلام کو سلام کرکے اٹھالیا۔ اور آسمان
و زمین کی نہ لی ہوئی چیز کو ظلوم و جہول بن کر قبول کرلیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو کبھی اس بد باطن قوم کا منہ نہ دیکھتے۔ مگر
دیکھو۔ کہ ہر وقت انا معکم پکار پکار کر ان کے پیار کے مشتاق ہیں۔ اور کوئی مسلمان ملامت کرے تو کہہ دیتے ہیں۔
انما نحن مستھزءون۔ اور اگر لائم کانگرسی ہو۔ تو اسے بھی یہی جواب دے کر خوش کردیتے ہیں۔ لکھ لعنت،
نہ ایں شدند، نہ آں شدند۔

عام طور پر کسی مولوی کو فکر نہیں کہ آؤ ہم بھی اسلام کے دشمنوں، صاحب اسلام پر حملہ آوروں کی روک
تھام کریں۔ ملی نہ سہی قالی ہی۔ ملی تو ان کی فطرت نہیں۔ قالی ان کو فرصت نہیں۔ غم اسلام شوق مطالعہ
نہیں۔ کتاب بھی تو کوئی لوہی لے دے تو لے دے۔ یہ بیچارے کہاں سے لائیں۔ ہاتھ پلے کچھ ہو تو کر دکھائیں۔
دو تین مکان کرایہ پر چڑھے ہوئے۔ دو تین ہزار کا زیور۔ تین چار ہزار کا اثاثۃ البیت سو ڈیڑھ سو روپیہ مسجد کی ماہوار آمد۔
سات آٹھ سو کی تراویح۔ اتنے کی عید۔ روز کی دعوتوں سے کیا بنتا ہے۔ اتنی اور متفرق آمدنی سے دو وقت
تو چولہا بھی نہیں دھکتا۔ ایسی غریبی اور ناداری میں فکر اسلام کریں تو کیا کریں؟ کس ہتھیار کو لے کر میدان
میں آئیں؟ کس حوصلہ پر کچھ کر دکھائیں۔ یہ بھی تو ہوئے۔ گدی نشینوں پیروں فقیروں کی آمدنی اور جائداد
کو دیکھو۔ اور ان کے خرچ فی سبیل اللہ حمایت اسلام نصرت دین کا بھی ملاحظہ کرو۔ آ سعدی "خدا بجھ خوش رکھے
تو نے انہیں کہاں دیکھ کر کہا تھا ؎ عبائے بلالانہ برتن کنند۔ ز دخل حبش جامہ زن کنند

رہا جانبازی کا مقابلہ۔ وہ ایک غریب۔ بے علم۔ غیرت مند۔ بادل درد مند۔ سالک مسلک صدق
وصفا۔ ناہج منہج مہر و وفا۔ صدر نشین مسند اخلاص و یقین۔ مستری **علم الدین** شہید رضی اللہ عنہ نے نہایت
جرأت و غایت شجاعت اور پوری ثابت قدمی سے کیا۔ اور بحکم جاھدوا باموالکم و انفسکم آخری جملہ کی تعمیل پر
جاں نثاری کرکے ملیک مقتدر کے حضور میں مقعد صدق پر جابیٹھا۔ ایک جان دے کر کئی جانوں کا مستحق بن گیا ؎

کشتگان خنجر تسلیم را — ہر زماں از غیب جان دیگر است

ان سب کے بعد جو تھا ایک درجہ تھا دل ہٹانا۔ سو اس پر بھی انہیں لوگوں نے عمل کیا ہے۔ جن کے دل میں کچھ غیرتِ اسلام تھی۔ مگر جن کے دل میں محبتِ درم و دام تھی۔ وہ ان درجوں کے حاصل کرنے والوں کو پاگل کہہ کر، لاتعقل لکھ کر قرآنی تقلید میں توہین کرنے والی جماعت کی حمایت میں کمربستہ کھڑے ہو گئے۔ ضلوا فاضلوا یہ کلاب الدنیا تینوں درجوں ۱۔ بیدہٖ ۲۔ بلسانہٖ ۳۔ بقلبہٖ سے بے بہرہ رہ کر سعادتِ دینی سے محروم و ملعون رہ گئے ۔۔ جاؤ بدنصیبو!

خدا انبیا کو مثلنا کہنے پر جس قدر ناراض ہے اور جو وبال اس بیجا کہنے اور اعتقاد رکھنے سے کہنے والوں پر آئے ہیں۔ اور جو وعید آگے کے لیے دیے گئے ہیں۔ وہ قرآن و حدیث میں عیاں ہیں۔ پہلی بات تو خدا کو ناپسند تھی کہ جب کوئی بدکاروں کے روکنے اور بے نوروں کے نور دینے کو خدا کی طرف سے آتا۔ تو یہ مَآ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا کہہ کر اُن سے کنارہ کرتے۔ اور اپنے جیسا سمجھ کر ہر ممکن تکلیف پہنچاتے۔ ۔ اور ان میں اور اپنے میں کچھ فرق نہ جانتے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ تمام انبیاء کی آپس میں صورت و سیرت کا فرق ہے۔ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ کلام الٰہی ہے۔ اور وہاں میں یتفاوتون قولِ رسالت پناہی ہے۔ اگر کفار انبیاء کو مثلنا فی الصورت سمجھتے تھے۔ تو خدا کس بات سے ناراض ہے؟ ناراض تو اس بات سے ہوا۔ کہ وہ اُن کو مثلنا فی الحقیقت سمجھتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ کہلانا بغرضِ موانست فی الصورت ہے۔ نہ بغرضِ مثل در حقیقت۔ کیونکہ نبوت ظہورِ احدیت ہے۔ اور بدیں جہت مظہر بھی خاص حقیقت میں ہونا چاہیے۔ یعنی مظہرِ بے مثل بے مثل ہو۔ حقیقت تو در حقیقت آپکی بے مثل ہے۔ مگر آپ تو ہیئت میں بھی اپنے ساتھ کسی کو نہیں ملنے دیتے اِنِّیۡ لَسۡتُ کَھَیۡئَتِکُمۡ کہہ کر اپنے آپ کو بے مثل قرار دیتے ہیں۔ اگر آپ بے مثل ہو کر دنیا میں نہ آتے۔ جیسے کہ تمام انبیا اپنے اپنے وقت میں بے مثل ہوتے ہیں۔ تو آپ سے ظاہر و باطن میں معارضہ ہوتا۔ حدیث میں ہے۔ کہ جو نبی آتا ہے وہ ظاہر و باطن عیوبِ بشری سے پاک ہوتا ہے۔ شکل و صورت اور صفائی میں بھی بے مثل ہوتا ہے۔ حدیث مابعث اللہ نبیا قط الا بعثہ حسن الوجہ حسن الصوت شاہد ہے۔

آپ کی ہیئت کا بھی چیدہ چیدہ دلوں میں اثر تھا۔ ورحقیقت کی بھی قدر و عزت، کہ اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ **جمالِ ظاہری** یہ کہ سورج کی روشنی میں چلتے وقت آپ کے رخِ انور کا عکس مثل آئینہ دیواروں پر پڑتا تھا۔ لیکن یہ اور کسی کا مذکور نہیں۔ حدیثِ علیؓ لم ار مثلہ قبلہ ولا بعدہ آپ کی صورت کی بے مثلی پر دال ہے۔ **کمالِ باطنی** یہ کہ معجزے اور خوارق عادات۔ فیوض و برکات آپ کی ذات سے نمایاں ہوئے۔ کہاں کوئی اور ایسا آپ کے وقت میں تھا اور ہوا؟ سب مخالفوں کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ ہے تو بشر۔ لیکن بشروں کی اس میں بات کیا ہے؟ بعضوں نے بد اعتقادی سے خلافِ طاقتِ بشری آپ کو کام کرتے دیکھا۔ تو جن کہ دیا

بعضوں نے حسنِ اعتقاد سے آپؐ کو فرشتہ خیال کیا - کہ آپؐ فرشتوں کے کام کرتے ہیں - لیکن حق تعالےٰ نے ان دونوں اعتقادوں کی تردید کی - کیونکہ یہ ہر دو صنف جُدا جُدا آپس میں ایک دوسرے کی مثل ہیں - اور آپؐ ان سب سے بے مثل ہیں - رہا آپؐ کی بشریت کا اعتقاد - سو بشریت کے لغوی معنوں میں تو بے شک آپؐ دوسرے بشروں کی مثل ہیں - لیکن آپؐ کی بشریت میں جو خواص ہیں - وہ کسی ایک میں نہیں - اسلیے آپؐ کی بشریت بھی بے مثل ہے -

قرآن تو آدمیوں کو آپؐ سے باعتبارِ نوعیت ملاتا ہے - چنانچہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ - پھر اس نوعِ بشریت کو بروئے حقیقت انواع سے بے مثل کرنے کے لیے یُوحیٰ اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ[1] کیونکہ نوعِ بشریت میں تو آپؐ نے تواضعاً للہ بنی آدم سے اپنی مماثلت بیان کی - لیکن باعتبار اپنی حقیقت کے (جسے حقیقتِ محمدیہ کہتے ہیں) اس سے انکار کرتے ہوئے بزجر و توبیخ فرمایا اَیُّکُمْ مِثْلِیْ - اور بغرضِ تفہیم فرمایا لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ - آیت و حدیث کا تخالف اِس طرح رفع ہو جاتا ہے - کہ جہت بشریت سے ظاہراً تو مماثلت ہے - اور بروئے حقیقت تمام جہان سے مباینت -

مِثل کی خدا نے اپنے لیے نفی کی ہے - لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ - لیکن مَثل کا اِثبات وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی -

پس مِثل بکسرِ میم تمام مراتب میں کسی مثل کا مُمثل بہٖ سے مساوی ہوتا ہے - جیسا آپؐ ظاہری صورت میں جمیع کے تمام بشر ہیں - شمار و ہیئتِ اعضا میں برابر تھے - گو اُن کی صفائی اور کیفیت میں بھی غیروں کے اعضا سے بے مثل فرق تھا - یہ نہیں کہ لوگوں کی دو دو آنکھیں تھیں اور آپؐ کی تین - لوگوں کے دُو دُو کان تھے اور آپؐ کے زیادہ - بلکہ اعضا و شکلِ اعضا بظاہر بنظرِ سرسری یہی تھی - جو اوروں کے اعضا کی ہے - لیکن خواصِ اعضا میں آپؐ بے مثل تھے - یعنی جو قوتیں اور برکتیں آپؐ کے اُنہیں اعضا میں تھیں - جو اوروں سے ملتے جلتے تھے دوسروں کے اعضا میں نہ تھیں -

مِثل کا معنی شریف بھی ہے - تفضیلِ شرفی میں بولتے ہیں اَمْثَلُکُمْ بمعنی اَشْرَفُکُمْ - مِثل کا کمیت میں بھی برابر ہونے کا ہے - نہ صرف کیفیت میں - کمیت میں بھی آپؐ کی مثل نہیں پائی جاتی - مثال کے طور پر دیکھو حدیث وزن - جس کو دارمی نے ابوذر غفاری سے روایت کیا ہے - کہ فرشتے مجھے ہزار آدمی سے تول کر کہنے لگے - رہنے دو - اگر اسے اسکی تمام امت سے تولوگے - تو بھی یہ وزن میں بھارا ہوگا - کیفیت میں بھی آپؐ کی مثل نہیں پائی جاتی - جسقدر اعجازی صفات و افعال از قسم برکات و افضال آپؐ سے صادر ہوئے اور ظاہری و باطنی فائدہ خلق کو پہنچا - اور کسی وجود سے نہیں پہنچا -

کسی کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ تمام انبیا کے معجزات ایسے ہی ہیں - اور یہ بھی کہ سکتے ہیں -

---

[1] قل انما انا بشر مثلکم تو کہہ میں بشر ہوں جو تم سے شریف نہیں اور اس لائق ہوں کہ خدا سے ہمکلام ہو سکوں یعنی میرے پاس خدا کی وحی آتی ہے -

کہ انجیل، وید میں بُری باتوں سے باز رہنے کا حکم ہے۔ اور اچھے کاموں کے کرنے کا۔ لیکن دیکھنا یہ ہے۔ کہ صاحب
قرآن کے وجودِ مقدس کا ذرہ ذرہ خارجی داخلی جیسا بابرکت ثابت ہوا ہے۔ اور بھی کسی کا ہے؟ کہ ایک ناخن یا ایک
بال بھی اگر آپ کا کسی کو ملا ہے۔ تو اُس نے وہ فائدہ اُٹھایا ہے۔ جو بے شمار خزانہ خرچ کر کے اور لاتعداد آدمیوں کو کام میں
لانے سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ آپ سے دوست دشمن نے فایدہ اُٹھایا۔ اور مانا۔ لیکن دشمنوں نے قساوت
قلبی سے اسکا نام کچھ اور رکھا۔ اور قرآن وُہ جامع معجزہ ہے۔ جو جامعیت کے لحاظ سے کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں رہنے دیتا۔
جو وجود ایسا بابرکت ہوگا اُسے کیا کہا جائیگا؟ کیا کسی مفتری، کذّاب، بدمعاش، دغاباز۔ پلید دل؛
حریص۔ لالچی کے وجود میں یہ برکت مستور ہے؟ کہ نہ تو کوئی کام اُس کے ہاتھ سے کرائیں۔ نہ اُسکی زبان سے کچھ
پڑھوائیں۔ بلکہ وہ یہ بھی خبر نہ رکھے کہ میری کسی چیز کو کوئی کہاں کچھ بنا رہا ہے؟ مگر اُس کی مَیل کچیل اور بال
ناخن۔ بول پسینہ۔ تھوک وغیرہ اشیا سے فائدہ پائیں۔ اور وہ صورتِ فائدہ تمام جہان کو دکھائی دے۔ اور
اگر اُس سے بے یقینی کریں۔ تو وہ فائدہ یکدم نیست و نابود ہو جائے۔ اور اگر دل میں پھر یقین کو قائم کر لیں۔ تو وہ
فائدہ بدستور عائد ہو۔ مثال کے لیے دیکھو برکاتِ دستِ مبارک۔

مثلیو! او **ہیچو ملیئو**! چھیڑ چھاڑ کے بھائیو! خود پسندی کے جان فدائیو! بتاؤ اب بتاؤ۔
کہ وہ وجود جس کا بول و براز پاک۔ جسکا ثُفل خوشبو ناک۔ جس کا خون موجبِ نجات از ہلاک۔ جس کا وجود غیر اللہ
سے بے باک۔ جس کے آگے تمام دُنیا مُشتِ خاک جس کے لعاب سے تشنہ سیراب۔ جسکا بول پینے سے شارب
مستحقِ ثواب۔ جس کی ہاتھ لگی چیز رحمت۔ جس کی نظر پڑی پُر برکت۔ ہند میں ہے یا سندھ میں؟ نجد میں؛
کرتا شفند میں؟ دہلی میں ہے یا دیوبند میں؟ روپڑ میں کہ لاہور میں؟ بھوپال میں کہ اندور میں؟ غزنی میں یا
ملتان میں؟ کراچی میں یا بلوچستان میں؟ بنارس میں ہے کہ نارس میں؟ امرت سر میں ہے یا مکتسر میں؟
بتاؤ بتاؤ خدا کے لیے کہاں ہے؟ وہ اسماعیلی نقاب میں ہے یا اسرائیلی حجاب میں؟ مجھے ایسے وجود کی زیارت
کراؤ۔ خدا سے اجر پاؤ۔ مجھے ایسے وجود کے دیکھنے کا بہت بڑا شوق ہے۔ بینوا بینوا یا ایہا الذین تتمثلون
بحجۃ بینوا بینوا!

آپ کا نام مبشر بہ فی الانجیل **احمد** بصیغہ تفضیل ہے۔ اور آپ کا اپنے آپ کو **اتقٰکم**
اخشٰکم۔ اعلمکم وغیرہ کہنا جو بصیغہ تفضیلِ کُل، احادیث میں مذکور ہے۔ انکُم مِثلی کی تفصیل ہے جو
آپ کی بے مثلی پر صریح دال ہے۔ صحابہ کا آپ کو اشجع الناس، اَجوَد الناس۔ اکرم الناس۔ ابرّ الناس علی نفسہ
وغیرہ وغیرہ کہنا ناس سے مستثنٰی کر دینے کے ارادہ پر ہے۔ یعنی آپ کو ان صفات میں بے مثل کرنے کے لیے۔
تفضیل ایک ایسی صفت کے ثابت کرنے کے لیے آتی ہے جو دوسرے میں نہیں۔ اور وُہ جب

تک بے مثل نہ ہو۔ مفضل ہے نہ فاضل۔ کیونکہ جس کی تفضیل کی جائیگی وہ فی نفسہٖ متفضل ہوگا۔ اگر وہ اپنے خصوصی فضائل میں بے مثل نہیں تو نہ وہ مفضل ہے نہ متفضل۔ جب کوئی اور بھی ایسا ہوگا۔ یعنی اُس کے خصائص میں شریک ہوگا۔ تو وہ سب سے اچھا یعنی مفضل علی الکل کیونکر ہوگا۔ سب سے اچھا اُن سب میں وہ ہوگا۔ جو سب میں بے مثل ہوگا یعنی اگر متکلم کا معنی خیر کم نہ کیا جائے۔ اور وہ سب سے اچھا نہ ہوگا۔ اور فضیلت میں کوئی اور بھی ویسا ہوگا۔ تو وہ بے مثل نہیں ہوگا۔ اور اُسکے کئی مثل ہونگے۔ اُسکا مفضل علی الکل ہونا صحیح نہ ہوگا۔ بہت سی اتفاقی احادیث کو لفظ مثل کے غلط مفہوم سے تعارض پیدا ہونے پر غلط کہنا پڑیگا۔ صحیح ہوگا تو لاریب وہ سب سے اچھا ہوگا۔ یعنی بے مثل ہوگا۔ جیسے احمدؐ کہ وصف احمدیت اُس میں بدرجۂ اتم واکمل پایا جائے۔ تو احمدؐ ہے۔ ورنہ حامد جو مشترک درجہ ہے۔ گویا اُسکے اسم صفت میں اُسکا مادہ یعنی مشتق منہٗ اپنے فضل و کمال میں ایسے انتہا تک پہنچا۔ جو اپنے نہایت میں بے مثل ہے۔ مواہب جلد اول (مصری) صفحہ میں ہے۔ الاسم المبنی صیغۃ علی صیغۃ افعل المنبئۃ عن الانتہاء الی غایۃ لیس ورائہا منتہی۔

آپ کی اور دوسرے بشروں سے اگرچہ نوعِ بشریت میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ لیکن بفحوائے یوحیٰ الیّ بہت بڑا فرق ہے۔ اس فرق میں کسی کی آپ کے ساتھ مماثلت نہیں۔ یعنی آپ کا کوئی مثل نہیں اور آپ اس درجہ میں سب سے بے مثل ہیں۔ کیونکہ وحی بھی کوئی ایسی چیز تو ہے جو اپنی کوشش سے کسی بادشاہ یا امیر کو حاصل نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ ایک **بے مثل عطیۂ ربانی** ہے۔ جس سے معطیٰ لہٗ تمام جہان سے سرفراز و ممتاز و بے مثل ہوجاتا ہے۔ آیت میں تو پہلے بغرض موانست مماثلت فی البشریت جتائی۔ پھر یوحیٰ الیّ کا درجہ بیان کرکے بروئے وحدت فی الحقیقت آپ کو **بے مثل** بنادیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کی نسبت بھی فرمایا ہے۔ لایاتون بمثلہٖ۔ بے شک قرآن کی جامعیت، قرآن کی فصاحت و بلاغت۔ قرآن کے اسرار و حقائق، قرآن کے رموز و دقائق بے مثل ہیں۔ اگرچہ اُس کے حروف کی صورت وہی ہے جو مخلوق کے لکھے ہوئے حروف کی ہے۔ اسی طرح وجود مقدس نبویؐ کی حقیقت (جس وجود کو اُس بے مثل عطیہ یعنی وحی (قرآن) کا مظہر بنایا ہے) بے مثل ہے۔ اگرچہ صورت دیگر صورتوں کے مشابہ ہے۔ فلہٰذا حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے آپ کو قرآن سے تشبیہ دی ہے۔ قرآن کو کتاب کہا، آپ کو بھی۔ قرآن کو نور کہا۔ آپ کو بھی۔ قرآن کو ہُدیٰ کہا آپ کو بھی۔ قرآن کو رسول کہا آپ کو بھی۔ پس مشابہت میں جب مشبہ بہٖ بے مثل ہوگا تو مشبہ ضرور بے مثل ہوگا کیونکہ وجہ شبہ بے مثلی ہے۔

قرآن کے اور آپ کے مذکورہ بالا نام مثلاً ہُدیٰ، نور، رسول، کتاب، مکتوب وغیرہ جب مشترک ہیں۔ اور یہ مسلمۂ فرق اسلامیہ ہے کہ قرآن بے مثل ہے۔ خُدا نے اِسکی مثل لانے کی تحدی کی ہے۔ فاتوا بسورۃ من مثلہٖ اور لایاتون بمثلہٖ کہہ کر قرآن کو کسی کلام کا مثل کرنے یا کسی کلام کو قرآن کے مثل کرنے کا

تمام مخلوق سے عدم امکان بیان کیا ہے۔ ویسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو خدا کی کتاب مبین میں
بے مثل ہیں۔ اور اُن کی مثل ممکن نہیں۔ خدا کا قرآن بے مثل۔ خدا کا محمدؐ بے مثل۔
آپ مثل دیگر امور مشعر بر عقاید و احکام کافۂ اسلام کو متنبہ کر گئے ہیں اَیُّکُمْ مِثْلِیْ اور پھر مزید
اطمینان کے لیے لَسْتُ کَهَیْئَتِکُمْ۔ پھر اس شبہ کو بالکل دور کرنے کے لیے اور مومنین مخلصین کے دلوں میں اپنی
بے مثلی کا اعتقاد راسخ کرنے کے لیے فرمایا اِنِّی لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ۔ خلاصہ ہر سہ احادیث یہ کہ میں سب سے بے مثل ہوں
تم سے میری مثل کوئی نہیں۔ وھو الحق ونحن علیہ۔ بہٖ امنا علیہ وابعثنا علیہ وادخلنا الجنۃ بہ۔ لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ۔ اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلی آلہ کما صلیت وسلمت وبارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم
انک حمید مجید۔

کوئی کہہ دے کہ اس حدیث کے معنے یہ نہیں جو تم نے سمجھے۔ ہم کہتے ہیں کہ نہیں سمجھے۔ پہلے اور
ہونگے۔ پر اس سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ تم سے اب تو کوئی بھی میری مثل نہیں۔ لیکن بعد میں ایک ایسی قوم
موجود ہوگی۔ جو میرے ساتھ مماثلت کی مدعی ہوگی۔ اُن کے زعم میں میرا اور اُن کا فرق صرف یہ ہوگا۔ کہ میں
اُن سے پہلے دنیا میں آیا ہوں۔ اس لحاظ سے وہ مجھے بڑا بھائی کہیں گے اور بس۔

جن لوگوں کو صحیح بخاری پر اصح الکتاب ہونے کا یقین ہے۔ وہ اس لیے کہ امام بخاری تنقیدِ حدیث
میں سب سے ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ اور دیگر محدثین سے اُن کی برابر فنِ حدیث میں کوئی نہیں۔ بہر امر فن امام
مذکور کا فیصلہ قطعی مانتے ہیں (ہم اسی کو تقلید کہتے ہیں) کیونکہ حدیث میں اُن کی تقلید کرنے والوں نے اُن کو
فنِ مذکور میں بے مثل مانا ہے۔ اسی طرح ہم شانِ نبوت و رسالت میں رسولِ مقبول خدا کے پیارے محمدؐ صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم کو بے مثل تسلیم کرتے ہیں۔ اگر مقلدینِ بخاری کسی کو بھی فنِ حدیث میں اُسکا مثل جانتے۔ تو
ضرور اُسکے مقابلہ میں اُس دوسرے کی بھی مانتے۔ اسی طرح اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بے مثل نہ
مانتے۔ اور کسی احد کو بھی اُن کی مثل سمجھتے تو اعمال الیوم واللیلۃ (رات دن کے عملوں) میں کبھی اُن کی مان
لیتے۔ کبھی اُن کے کسی برابر (مثل) کی۔ لیکن نہیں۔ یہ تو ثابت ہوا کہ جب آپ کے مقابلہ میں کسی اور کے قول
وفعل پر چلنا منہی عنہ (ممنوع) ہے۔ تو آپ بذاتہ وفی ذاتہ ولذاتہ خدا کے نور (نبوت و رسالت) اور فیضان
خاصہ میں بے مثل ہیں۔ افسوس کہ امام بخاری کو حدیث میں بے مثل قرار دیں۔ اور حدیث والے
کو جس کی حدیث کی طفیل اُس کی بے مثلی ہے ہیچ ما۔ اور مثلنا۔
مثلیوں نے رسولوں نبیوں کو ما انتم الا بشر مثلنا کہہ کر اُن کی رسالت و نبوت کی حقانیت
سے انکار کیا اور کافر ہوگئے۔ اُن کے اس مقولۂ نامقبول کے معنی یہ ہیں۔ کہ تم کوئی خدا کے بھیجے ہوئے نہیں ہو

تم تو ہمارے جیسے ہو کھاتے پیتے۔ سوتے جاگتے۔ اُٹھتے بیٹھتے دنیا کے تعلقات رکھتے۔ اور تمام بشری لوازم تم پر نظر آتے ہیں۔ نبیوں کو حکم ہوا۔ کہ تم بشریت کو قبول کرو اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ۔ لیکن اپنی بے مثل حقیقت جتانے کے لیے یہ بھی ساتھ ہی کہدو یُوْحٰۤی اِلَیَّ۔ یعنی ہماری خدا کے ساتھ ہمکلامی ہے۔ سوائے ہمارے کوئی تم سے اس رتبہ پر ممتاز نہیں۔ اور نہ یہ شرف حاصل ہے۔ ظاہری بشریت میں تو ہم تم کو تمہارے جیسے نظر آتے ہیں۔ لیکن ہماری باطنی حقیقت بے مثل ہے۔

مثلی اپنے آپ کو رسولوں کی برابر کرنے میں بڑے مستعد ہیں۔ اور بڑی چاؤ سے یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ پڑھ سُناتے ہیں۔ مثلیو! ذرا آگے بھی پڑھو۔ سیاق سباق کو دیکھو۔ بوقت نزولِ قرآن وہ کون تھا جو محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوجتا تھا؟ اگر ہم انبیاء و خواصِ بارگاہِ احدیت کو مثلیت کے مفہوم میں لاویں۔ تو یہ حدیث وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَرَاھُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰہِ وَقَالَ اِنَّھُمْ (الخوارج والملحدین) اِنْطَلَقُوْۤا اِلٰۤی اٰیٰتٍ نَزَلَتْ فِی الْکُفَّارِ فَجَعَلُوْھَا عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مرویہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و علی متبعہ ہم کو یہ معنی نہیں کرنے دیتی۔ تفسیر القرآن بالحدیث کا قاعدہ مجبور کرتا ہے۔ کہ عباد سے مراد وہاں وہی بت ہیں۔ جن کی وہ تعلمِ نزولِ قرآن میں پرستش کیا کرتے تھے۔

مشکل تو یہ ہے کہ [illegible] فرقہ جس کا پیٹ برابر ہے ڈنگے کے بنڑنے پر آتا ہی نہیں۔ شروع سے ہی ان کے کسی گرو نے ال[illegible]ان میں پھونک دیا ہوا ہے۔ کہ پہچاننا نہیں۔ پڑی جائیں پر سر پھیرے جانا۔ اپنے مطلب کی ہر حدیث ضعیف بھی مان لیتے ہیں۔ اپنے برخلاف ہو تو صحیح کی طرف بھی مائل نہیں ہوتے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ستفترق امتی علٰی ثلث وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا فرقۃ واحدہ۔ عرض کی گئی۔ کہ اُس فرقہ ناجیہ کی جو راستی پر ہے شناخت کیا ہے؟ فرمایا۔ کہ وہ میرے اور میرے صحابہ کی راہ پر ہوگا۔ اب ایک طرف ہیں اصحاب۔ دوسری طرف اُن کے غیر جو اُن کی راہ پر نہ تھے۔ سو جس فرقہ کا اعتقاد و عمل مثلِ اعتقاد و عملِ صحابہ ہے وہ راستی پر ہے اور جنتی۔ باقی بحسبِ حدیث جہنمی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جہنمیوں کا اعتقاد مثلیت کے بارہ میں کیا ہے؟ کفار و منکرینِ رسالتِ انبیاء قائلینِ مِثْلُنَا جہنمی ہیں۔ کیونکہ مَاۤ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا مقولہ منکرین مذکور ہے نہ مومنین کا۔ پس جس کا اعتقاد مثل اُن کے اعتقاد کے ہو۔ وہ بلا شبہ جہنمی ہے۔ کیونکہ مثل بحکمِ مثل۔ مثلِ انبیاء (اگر ہو تو) حکمِ انبیاء میں۔ مثلِ کفار حکمِ کفار میں۔

بے مثلی ہیں اسی مثلیت کو باعثِ طعن و تشنیع بر اسلام و بانیٔ اسلام پاکر ہر وقت اپنے دلی اعتقاد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بایں اخلاص و یقین کہ آپ باوجود ظاہری بشریت

کہ جو مظہرِ اُلگت ہے بے مثل ہیں حیّزِ تحریر میں لانے کا متمنی رہتا۔ لیکن اپنی بے بضاعتی اور کم استطاعتی سے ڈرتا تھا۔ مگر بروقت کی اُمنگ نے میری سنگ آمادی اور ایسا پکا رنگ چڑھا دیا کہ نہ دن کو دھوپ میں اُڑے اور نہ رات کی نم میں مدھم پڑے۔

بریں ارادہ حتی الوسع فراہمیٔ کتب و مطالعہ میں کوشش کی۔ خیال تھا کہ جو لکھوں نقل کی نقل نہ ہو۔ بلکہ اصل سے جو کہ کوئی محقق ناقل کا منقول عنہ ہے دیکھ کر تسلی کر لی جائے۔ میں کسی قابل نہیں (ما الجراد و ما مرقہا) پر ایک دن مُرفّی تحقیقی سے توفیق کی دُعا کر کے قلم پکڑ بیٹھا۔ الحمد للہ کہ حسبِ خواہش قلبی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام وجودِ مبارک کے خواصِ اعضا من الراس الی القدم عضواً عضواً و جزواً جزواً و برکات مستمرہ جو مُشتا بے مثلی انتخاب ہیں صحیح صحیح شہادتوں سے ایک جا کر کے ایک کتاب کی صورت میں بنام

بے مثل بشر

لمرضاۃ اللہ جناب قدسی مآب حضور پُرنور محبوبِ خدا محمد مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا وآلہ واصحابہ نجوم الہُدیٰ پیش کیا۔ والمامول بالقبول وللہ الحمد

اس کتاب کے جس میں آپ کا بے مثل فی الصفات ہونا ثابت کیا گیا ہے، تین حصے ہیں۔

۱۔ پہلے حصہ میں آپ کے تمام اعضا و اجزائے جسمیہ کے خواص درج کیے گئے ہیں۔ جو دُنیا میں کسی نوع وجود کے لیے کسی نے ثابت نہیں کیے نہ قلم سے نہ زبان سے۔ بدیں طور۔

۲۔ دوسرے حصہ میں آپ کے اخلاقِ عالیہ منجملہ آپ کے اقوال و افعال درج ہیں۔ جن کو اہلِ مذاہب نے اصولِ انسانیت قرار دیا ہے۔ اور عالمِ انسانی کے انتظامِ معاشرتی میں آپ کو بنی نوع انسان سے نہایت درجہ کا عاقل سا اور دانشمند تسلیم کیا ہے۔

۳۔ تیسرے حصہ میں وہ روایاتِ صحیحہ مذکور ہیں۔ جن کے راوی وہی یہودی اور عیسائی وغیرہ ہیں۔ کہ جن کو آنحضرت نے خواب میں رہنمائی کی۔

اب میں حضور سیدِ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر ایک عضو کے خواص تھوڑے تھوڑے بطور نمونہ ناظرین اہل انصاف دور از تعصب و اعتساف پیش کرنے چاہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی دنیا کے کسی اطراف میں سوائے اس **وجودِ مسعود فیض آمود** کے اور بھی کوئی ہے تو وہ کہاں ہے؟ آج سے پہلے کس جہان گت کے کسی مقتدا کے ایسے خواص و برکاتِ ہر جزو و عضو مذکور ہیں؟ جو ایک ہی جگہ بیٹھا بغیر کسی آلہ مصنوعی کے آسمان و زمین کی سنتا اور دیکھتا۔ یا سُناتا اور دکھاتا اور جہان کی خبریں دیتا ہو۔ فی زمانہ اگر متحیر العقول باتیں ظاہر ہو رہی ہیں۔ تو اُن کا ذریعہ سائنس کے اسباب و سامان ہیں۔ لیکن یہاں تو سب اسباب معدوم تھے۔ مدینہ میں، مکہ، ایران اور حبش میں کون سے تار برقی۔ دوربین یا لاسلکی (ائرلیس) تار خبر

رسائی) کے مراکز قائم تھے۔ کہ جن کے ذریعے بنی خزاعہ کی فریاد سُن لی اور کسریٰ پرویز کا قتل اور نجاشی کی وفات کے واقعات عین اُسی روز فرما دیے۔ اور لفظ کُن فرما دینے سے تصویر کا ظاہر ہونا تو کیا اصل وجود مقصود حاضر ہو جاتا تھا۔ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ جنگِ موتہ کے واقعات مدینہ میں ہی بیٹھے ہوئے اُسی روز فرما دیے۔

طرح طرح کے ظاہری و باطنی، جسمانی و دلی امراض کے دُور کرنے میں نہ کوئی طبی دوا استعمال کی جاوے نہ کوئی ہسپتال قائم ہو۔ نہ مسمریزم عمل میں لایا جائے نہ کچھ اَور۔ اُس کی ایک دفعہ کی نظر پڑی اور ایک سکنڈ کے کسی تھوڑے حصہ میں دِل کو پاک کر دے۔ اندرونی بیماریوں کو نکال دے۔ اُس کا ہاتھ پھر جائے۔ تو زخم وغیرہ تمام ظاہری بیماریاں دُور ہو جائیں۔ کسی تکلیف زدہ کی بات سُنتے ہی اُس کی تکلیف جاتی رہے۔ اور چیز کوئی ہو گم کردہ ہو جائے اَور کچھ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کام اُس وجود کے ہیں جو خداوند علام کی قبولیتِ تام رکھتا ہو اور اُسے عزتِ محبوبیت حاصل ہو اور وہ خدا سے ہو اور خدا کے ساتھ ہو۔ خدا اُس کے ساتھ ہو۔

بہر حال ہر اہلِ علم و کمال منصف محقق کو نظر بر حالاتِ خارجی و داخلی یعنی صورت و سیرت بے شک و شبہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ

۶ — از ہمہ شانِ محمد اعظم است

و آخر ما قلنا بعد ما قال الحافظ رحمہ اللہ

ساقی بیا کہ دورِ گل ست و زمانِ عیش
پیش آر جام ہیچ مخور غم ز بیش و کم

چوں خونِ خصم ہمچو صراحی بریختی
با دوستاں بعیش و طرب گیر جامِ جم

حافظ بکنجِ میکدہ دارد قرار گاہ
کالطیر فی الحدیقۃ واللیث فی الاجم

مقصودِ جاں بجسمِ رقیباں برابر است
چوں تجد در عراق و چو دے بند در عجم

از مثلیاں مترس کہ بر قیل و قال شاں
حرفِ حدیثِ اَنکم اندازِ مثلِ ہم

بست و کیم ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۰ھ بروز شنبہ بمقام میرٹھ ال

برکاتِ جسمیۂ آنجناب | # فہرستِ مضامینِ اصل کتاب | علیہ الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین

وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد خاتم انبیاء اللہ **وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ** وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

۱۳۵۰ھ

شعرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج ابن سعد عن محمد بن سیرین قال قلت لعبیدۃ عندنا من شعر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصبناہ من قبل انس قال لان تکون عندی شعرۃ منہ احب الی من الدنیا ومافیہا (بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۹)

اخرج الامام احمد و ابوداؤد واللفظ للامام احمد عن انس بن مالک انہ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منزلہ بمنیٰ ثم قال للحلاق خذ فبدأ بالشق الایمن فوزع الشعرۃ والشعرتین بین الناس ثم قال بالایسر فصنع مثل ذلک ثم قال ھھنا ابو طلحۃ فدفعہ الیہ واخرج مسلم عن انس قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والحلاق یحلقہ واطاف بہ اصحابہ فما یریدون ان تقع شعرۃ الا فی ید رجل

روی البیہقی وابن الاثیر فی کتابہ اسد الغابۃ فی ترجمۃ خالد بن الولید

آپ کے موئے مبارک

ابن سعد نے محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سے کہا۔ کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ بال ہیں۔ جو ہم کو انس رضی اللہ عنہ سے ملے ہیں۔ محمد بن سیرین سن کر کہنے لگے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک بال کا میرے پاس ہونا مجھکو دنیا وما فیہا (یعنی جو دنیا میں نعمتیں موجود ہیں) سے زیادہ تر پسند ہے۔

امام احمد اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہما نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور امام کے لفظ یہ ہیں کہ آپ ایک دفعہ بتقریب حج جب منیٰ میں ایک منزل پر تشریف لائے۔ تو آپ نے ایک حلاق[2] (سر مونڈنے والے) کو بلایا۔ اور سر کے دائیں جانب کے بال ایک ایک دو دو کر کے سب صحابہ میں تقسیم کر دیے۔ پھر بائیں جانب حلاق کی طرف پھیر دی۔ اور فرمایا۔ ابو طلحہ کہاں ہے؟ اور اس طرف کے سارے بال اُن کو عطا کر دیے۔ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ کہ حلاق آپ کے سر کے بال اُتار رہا ہے۔ اور صحابہ گرد ہو رہے ہیں۔ کہ حضورؐ کا کوئی بال بھی زمین پر نہ گرے۔ ہم سے کسی نہ کسی ایک کے ہاتھ آئے۔

روایت کیا ہے بیہقی نے اور ابن الاثیر نے اپنی کتاب اسد الغابہ میں۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ

[illegible]

رضی اللہ عنہ انہ قال اعتمرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی عمرۃ اعتمرہا فحلق شعرہ - فاستبق الناس الیٰ شعرہ فسبقتُ الی الناصیۃ فاخذتہا فاخذتُ قلنسوۃً فجعلتُہا فی مقدم القلنسوۃ فما توجہتُ فی وجہۃٍ الاو فُتح لِیُ ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص [illegible])

اَخرجَ البیہقی ھکذا ان خالدؓ بن الولید کانت فی قلنسوتہ شعرات من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکان لایشھد قتالا الا رزق النصر ۔

اُخرج الحاکم وغیرہ ان خالدؓ بن الولید فقد القلنسوۃَ لہ یوم یرموک فطلبہا حتی وجدھا وقال اعتمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فحلق فابتدر الناسُ جوانب شعرہٖ فسبقتہم ناصیتہ فجعلتُہا فی ھذہ القلنسوۃ فلما شھد قتالا وھی معی الا رزقت النصر ۔

علیہ وآلہ وسلم نے کسی عمرہ میں اپنے سر کے بال اتروائے - اور ہم سب جو اُس وقت آپؐ کی خدمت میں تھے - بال اُٹھا لینے کے لیے آپؐ پر جھکے پڑتے تھے - اور ہر ایک دوسرے سے آگے ہونے کی کوشش کرتا تھا - میری خوش نصیبی سے حضورؐ کی پیشانی مبارک کے بال میرے ہاتھ آگئے - میں نے اُن کو اپنی ٹوپی میں آگے کی طرف سی رکھا - اُن بالوں کی برکت تھی - کہ میں عمر بھر جدھر جاتا گیا - مجھے فتح و نصرت حاصل ہوتی رہی -

بیہقی کے اپنے لفظ یہ ہیں - کہ خالدؓ بن ولید کی ٹوپی میں جو وہ ہر وقت اپنی دستار کے نیچے رکھتے تھے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند موئے مبارک سِئے ہوئے تھے - اُن کی برکت سے وہ جس لڑائی میں جاتے - اور وہ ٹوپی اُن کے سر پر ہوتی - تو ضرور ہی فتح پاتے -

حاکم وغیرہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے - کہ جنگ یرموک میں خالدؓ بن ولید کی ٹوپی گم ہو گئی - وہ عین اُس وقت جبکہ میدان گرم ہو رہا تھا - ٹوپی ڈھونڈنے میں مصروف ہو گئے - لوگوں نے موت کے سامنے جب کہ تیر اور پتھر برس رہے تھے - تلوار اور نیزہ اپنا کام کر رہے تھے - اُن کے کسی اور کام میں لگ جانے کو ناپسند کیا - لیکن وہ ٹوپی کی تلاش میں لگے رہے - آخر ٹوپی اُن کو مل گئی - تو انہوں نے اپنے آپ کو مطمئن پا کر بیان کیا - کہ اس ٹوپی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناصیہ مبارک کے بال ہیں - جبکہ آپؐ ایک دفعہ عمرہ بجا لانے کو بیت اللہ شریف تشریف لے گئے - اور سر مبارک کے بال اتروائے - تو اُس وقت ہم سے ہر ایک بال لینے کی کوشش کر رہا تھا - اور ہر ایک دوسرے پر گرتا تھا - تو میں نے آگے بڑھ کر پیشانی مبارک کے بال حاصل کر لیے - اور اس ٹوپی میں سی رکھے ہیں - میں اسے اِس لیے ڈھونڈ رہا تھا - کہ یہ ٹوپی جس جنگ میں میرے سر پر ہوتی ہے - میں اُس جنگ میں ضرور فتحیاب ہوتا ہوں -

له حجۃ اللہ علی العالمین جلد سوم - ص [illegible]

اخرج المحدثون ان رجلان جلسا وکعب الاحبار قریب منہما فقال احدھما رایتُ فیما یری النائمُ کان الناس حشروا فرایتُ النبیین کلھم لھم نوران نوران ورایتُ لاتباعھم نورا نورا ورایتُ محمدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم ومامن شعرۃ فی راسہ والجسدہ الافیھا نورٌ و رایتُ اتباعہ ولھم نوران نوران فقال کعب اتقِ اللہ یا عبد اللہ و انظر ما تحدث بہ فقال الرجل انما ھی رؤیا منام اخبرت بھا علی ما اریتھا فقال کعب والذی بعث محمدا بالحق وانزل التوراۃ علی موسیٰ بن عمران ھذا لفی کتاب اللہ المنزل علی موسیٰ بن عمران کما ذکرت ۱۲

اخرج بن عساکر عن علی بن ابی طالب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وھو اخذ شعرۃ یقول من اذی شعرۃ من شعریؔ فالجنۃ علیہ حرام ٭

محققین محدثین نے روایت کیا ہے - کہ اہل کتاب سے ایک دن دو شخص مل کر کہیں بیٹھے - اور کعب احبار رضی اللہ عنہ بھی اُن کے قریب ہی تھے - ایک نے دوسرے کو مخاطب کر کے کہا کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے - کہ سب لوگ قبروں سے اُٹھا کر جمع کیے گئے ہیں - اُن میں پیغمبروں کو دیکھا کہ ان سے ہر ایک پیغمبر کے لیے دُو دُو نور ہیں - اور اُن کے تابعداروں کے لیے ایک ایک نور ہے - اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر سے پاؤں تک بال بال نور ہے - پھر مَیں نے آپ کے تابعداروں کو دیکھا - کہ اُن کے لیے دو دو نور ہیں - حضرت کعب یہ سُن رہے تھے - بولے - او خُدا کے بندے! خدا سے ڈر (جھوٹ نہ بولنا - سوچ کر بول جو بولتا ہے) اُس نے کہا (یہ سچ ہے) خواب میں جو مجھے نظر آیا - مَیں نے بیان کر دیا - کعب رض نے کہا - قسم ہے مجھے اُس کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق (قرآن) دے کر دنیا میں بھیجا ہے - اور موسیٰ بن عمران پر توراۃ نازل کی - توراۃ میں بھی بعینہٖ یہی لکھا ہے جو تُو نے بیان کیا ہے -

(حجۃ اللہ علی العٰلمین مطبوعہ بیروت)

ابن عساکر نے علی مرتضیٰ سے روایت کیا ہے - کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا - کہ ایک بال ہاتھ میں پکڑے ہوئے فرما رہے ہیں - کہ جس نے میرے ایک بال کی بھی بے ادبی کی - تو جنت اُس پر حرام ہے -

(جامع صغیر امام جلال الدین سیوطی مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۱۴۰)

راسہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج البغوی بسندہٖ ان اباجہل حلف لئن رأی محمد صلی اللہ

آپؐ کا سر مبارک

محی السنۃ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے روایت کیا ہے - کہ ابوجہل نے قسم کھائی - کہ اگر مَیں محمد صلی اللہ

؎ یہ سوائے آپؐ کے بال کے اور کسی کے بال کا علم نہیں - اگر کسی نے کہا ہے تو وہ کون ہے؟

علیه وآله وسلم یصلی لیرضخن راسه بالحجارة فاتاه وهو یصلی ومعه حجر لیدمغه به فلما رفعه به انثنت یده الی عنقه ولزق الحجر بیده فلما رجع الی اصحابه واخبرهم بما رای سقط الحجر فقال له رجل من بنی مخزوم انا اقتله بهذا الحجر فاتاه وهو یصلی لیرمیه بالحجر فاعمی الله تعالی بصره فجعل یسمع صوته و لا یراه فرجع الی اصحابه فلم یرهم حتی نادوه فقال له ما صنعت فقال ما رایته ولقد سمعت صوته

علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھ لوں گا - تو اُس کے سر کو پتھر سے کچل دونگا - یہ کہہ کر ایک پتھر لے کر آپؐ کی طرف آیا - آپؐ اُسے نماز پڑھتے نظر آئے - ہاتھ اُٹھا کر چاہتا تھا - کہ پتھر آپؐ کے سر مبارک پر مارے - مگر ہاتھ دفعۃً اُس کی گردن سے ایسا چمٹا - کہ نہ ہاتھ گردن سے جدا ہو - نہ پتھر ہاتھ سے گرے - یہ دیکھ کر ڈرا - اور اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا - اور کیفیت حال بیان کی - یہ سُن کر ایک اور شخص قبیلہ بنی مخزوم سے اُٹھ کھڑا ہوا - اور بولا - میں اِسی پتھر سے اُسے قتل کر آتا ہوں - یہ کہہ کر پتھر کو اُٹھا لیا اور آپؐ کی طرف آیا - جب آپؐ کے قریب پہنچا - تو حق تعالےٰ نے اُسے اندھا کر دیا - وہ آپؐ کی آواز (نماز میں قرآن پڑھنے کی) سنتا تھا مگر آپؐ کو دیکھ نہیں سکتا تھا - یہ محسوس کر کے بہت ڈرا - اور اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹا - اور اندھوں کی طرح اِدھر اُدھر بھٹکتا تھا - ساتھیوں نے یہ دیکھ کر اُسے آواز دی - وہ اُن کی آواز پر اُن کے پاس چلا آیا - اور کہا میں اُس کے پاس جا کر اندھا ہو گیا مجھے اُس کی آواز سُنائی دیتی تھی - لیکن وہ خود نظر نہیں آتا تھا - اِسلیے اپنے ارادہ میں ناکام رہا -

اخرج الواقدی عن محمد بن زیاد عن زید بن ابی عتاب عن عبد الله بن رافع بن خدیج عن ابیه قال خرجنا مع النبی صلی الله علیه و آله وسلم فی غزوته یعنی غزوة انمار فلما سمعت به الاعراب لحقت بذری الجبال وانتهی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الی ذی امر فعسکر به وذهب لحاجته فاصابه مطر قبل ثوبه لاجله فنشره

فقالت غطفان لدعثور بن حارث و

واقدی نے محمد بن زیاد سے اُس نے زید بن ابی عتاب سے اُس نے عبد اللہ بن رافع بن خدیج سے اُس نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے - کہ ہم غزوہ انمار (نام قبیلہ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دشمنوں کے مقابلہ کو نکلے - اعراب یہ دیکھ کر پہاڑ کے کناروں میں اُتر گئے - اور آپؐ نے ذی امر میں پہنچ کر لشکر کو وہاں اُتارا - اور خود قضائے حاجت کے لیے دُور تشریف لے گئے - اِس اثناء میں بارش نے آپؐ کے کپڑے کسی قدر تر کر دیے - جن کو سوکھانے کیلئے آپؐ نے ایک درخت پر ڈال دیا - یہ دیکھ کر غطفان نے دعثور بن حارث کو (جو ان کا سردار اور بہادر تھا) کہا کہ محمد [illegible] اس وقت اپنے لشکر سے دُور اکیلے نظر آ رہے ہیں - اور پھر

كان سيدها وكان شجاعا انفرد محمدؐ
عن اصحابه وانت لاتجده اخلى منه
هذه الساعة فاخذ سيفا صارما
ثم انحدر رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم مضطجع ينتظر جفوف
ثوبه فلم يشعر الا بدعثور بن
الحارث واقف على راسه بالسيف
وهو يقول من يمنعك يا محمد فقال
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
الله عزوجل ودفع جبرائيل
عليه السلام صدره فوقع السيف
من يده فاخذ رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم السيف وقال من
يمنعك مني ۔ قال لااحد فقال
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
قم فاذهب شانك فلما ولى قال انت
خير مني قال رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم انا احق بذلك منك ثم
رجع الى قومه فقالوا والله ماراينا
مثل ماصنعت وقفت على راسه
بالسيف فقال والله لااكثر عليه جمعا
ثم اسلم (مسلم جلد ۲ صفحہ [illegible])

اخرج بن اسحق والبيهقی
وابونعيم عن بن عباسؓ قال قال
ابوجهل يا معشر القريش ان محمدا

کوئی ایسا موقعہ ملنا مشکل ہے۔ ہوسکتا ہے۔ تو اُس کا وہاں
ہی کام تمام کر ڈالے۔ دعثور بھی وقت کو غنیمت سمجھ کر تلوار
لے پہاڑ سے اتر آپ کی طرف روانہ ہوا۔ آپ ایک درخت
کے نیچے لیٹے ہوئے کپڑوں کو دیکھ رہے تھے کہ کب خشک
ہوں۔ ناگہاں دیکھتے کیا ہیں۔ کہ دعثور بن حارث تلوار
اُٹھائے آپ کے سرِ مبارک پر کھڑا ہے۔ اور آپ کو
مخاطب کرکے کہہ رہا ہے۔ کہ اب تجھ کو مجھ سے کون بچائیگا؟
آپ نے جواب دیا کہ اللہ جو سب پر غالب اور شان کا
مالک ہے۔ دعثور نے جب اللہ غالب اور برتر کا نام سُنا۔
تو اُس پر رعب چھا گیا۔ جبرئیل نے اُس کے سینے پر ایک
ایسی ضرب لگائی۔ کہ تلوار اُس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلوار کو اُٹھا لیا۔ (اور
دعثور کو مخاطب کرکے) فرمایا۔ بول، اب تجھ کو مجھ سے کون
چھڑائیگا؟ وہ بولا کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جا چلا جا۔
دعثور متعجب ہوکر وہاں سے پھرا۔ اور کہا کہ آپ مجھ سے اچھے
ہیں۔ فرمایا۔ ہاں میں بہتر ہونے کا تجھ سے زیادہ حقدار
ہوں۔ دعثور جب اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا۔
تو انہوں نے نہایت تعجب سے کہا کیا ہوا؟ ہم نے
تجھے اُس کے سر پر کھڑا دیکھا۔ پھر تجھ سے کچھ بھی نہ ہوسکا۔
بولا۔ کچھ نہ پوچھو۔ خدا کی قسم جب تک میں زندہ رہونگا
ایسے محسن سے کبھی نہ لڑونگا۔ اور نہ ہی لوگوں کو اُن کی
لڑائی کے لیے بلاؤنگا۔ پھر وہ مسلمان ہوگیا۔

ابن اسحٰق اور بیہقی اور ابونعیم نے ابن عباسؓ
سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک دن ابوجہل نے اپنے
ہم مذہبوں سے کہا۔ کہ تم دیکھتے ہو محمدؐ ہمارے معبودوں

قد اتی ما ترون من عیب دیننا وشتم اباءنا وتسفیه احلامنا وسب الھتنا وانی اعاھد اللہ لاجلسن لہ غدا بحجر فاذا اجلس فی صلوتہ رضخت بہ راسہ فلیصنع بعد ذلک بنو عبد مناف مابدالھم فلما اصبح اخذ حجرا ثم جلس وقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یصلی وقد غدت قریش فجلسوا فی انديتھم ینظرون فلما سجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم احتمل ابوجھل الحجر ثم اقبل نحوہ حتی اذ ادنامنہ رجع منتھیا منتقعا لونہ مرعوبا قد یبست یداہ علی حجرہ حتی قذف الحجر من یدہ وقامت الیہ رجال من قریش فقالوا مالک قال لما قمت الیہ عرض لی دونہ فحل من الابل واللہ مارایت مثل ھامتہ ولاقصرتہ ولاانیابہ لفحل قط فھم ان یاکلنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ذاک جبرئیل لودنا منی لاخذہ

جبینہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اخرج الخطیب وابن عساکر و

اور ہمارے مذہب و ملت کو کیسا برا کہ رہا ہے۔ اور ہمارے باپ دادوں کو گالیاں دے رہا ہے۔ اور ہماری مذہبی باتوں کو جھوٹ کہتا ہے۔ سو میں عہد کرتا ہوں۔ کہ کل میں اگر محمدؐ کو نماز میں بیٹھا دیکھوں گا۔ تو پتھر سے اُس کا سر توڑ دونگا۔ پھر اُس کی قوم جو چاہیں کریں (میں پرواہ نہیں کرتا) جب اگلا دن ہوا۔ تو پتھر لے کر ایک جگہ انتظاری میں جا بیٹھا۔ کہ کب آپؐ نماز میں مشغول ہوں اور میں پتھر ماروں۔ آخر اُس نے دیکھا۔ کہ آپؐ نماز میں کھڑے ہو گئے ہیں۔ جب سجدہ میں گئے۔ تو ابوجہل بھی پتھر لے کر آپؐ کے قریب آ پہنچا۔ پہنچتا ہی تھا۔ کہ جھٹ سے مارے ہوئے واپس لوٹا۔ اور ڈر کے مارے رنگ فق ہو گیا۔ اور جس ہاتھ سے پتھر آپؐ کے سر مبارک پر مارنے کے لیے اُٹھایا ہوا تھا۔ وہ خشک ہو گیا۔ اور پتھر زمین پر گر گیا۔ جب ساتھیوں نے آپؐ کے نزدیک سے فی الفور لوٹتے ہوئے بدیں حالت دیکھا۔ تو آگے ہو کر پوچھا۔ کیا ہُوا؟ اُس نے کہا۔ جب میں محمدؐ کے قریب ہوا۔ تو میں نے ایک بدمست نر اونٹ کو دیکھا۔ کہ میرے سامنے کھڑا ہے۔ بخدا میں نے کبھی اتنے بڑے سر والا، لمبی گردن والا اور اتنے بڑے دانتوں والا اونٹ نہیں دیکھا تھا۔ میں اگر جان بچا کر جھٹ پٹ لوٹ نہ آتا۔ تو وہ مجھے پھاڑ کھاتا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سُنا۔ تو فرمایا۔ کہ وہ (جو اونٹ کی شکل نظر آیا) جبرئیل تھا۔ ابوجہل اگر میرے نزدیک آ بھی جاتا۔ تو جبرئیل اُسے جیتا نہ چھوڑتا۔

آپؐ کی پیشانی مبارک

خطیب اور ابن عساکر اور ابونعیم اور دیلمی نے حضرت

ابونعیم والدیلمی عن عائشۃ رضؓ قالت کنتُ
قاعدۃً اغزِلُ والنبی صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم یَخصِفُ نعلہ فجعل جبینہ یعرق
وجعل عرقہ یتولد نورا فبہت فقال مالكِ
بہتِ قُلتُ جعل جبینك وجعل عرقك
یتولد نورا ولو رآك ابو کبیر الھذلی
لعلم انك احق بشعرہ حیث یقول ؎

ومُبَرَّأً من کل غُبَّرِ حیضۃٍ
وفساد مرضعۃٍ وداءٍ مغیلِ
واذا نظرتَ الی اَسِرَّۃِ وجہہ
برقت بروقُ العارضِ المتہللِ

عائشہؓ صدیقہ سے روایت کیا ہے - وہ کہتی ہیں - کہ میں بیٹھی چرخہ
کات رہی تھی - اور حضور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے
سامنے اپنی جوتی کو پیوند لگا رہے تھے - اور آپ کی پیشانی مبارک
سے پسینہ چل رہا تھا - اور نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں - یہ دیکھ
کر میں حیران رہ گئی - اور تکتی تکتی کاتنے سے ٹھہر گئی - آپ نے
دیکھ کر فرمایا تجھے کیا ہوا؟ میں نے عرض کی - کہ آپ کی پیشانی مبارک سے
پسینہ ٹپکتا ہے - جسکا قطرہ قطرہ نور کا تارا ہے - اگر ابوکبیر ہذلی (عرب کا
مشہور شاعر) کبھی یہ دیکھ لیتا - تو یقین کر لیتا کہ اُس کے اِس شعر کے مصداق
آپ ہی ہیں - (یعنی اُس نے یہ شعر آپ ہی کو دیکھ کر کہا ہی) ترجمہ:-
اور ہر طرح کی کدورت حیض سے پاک - ایسا پاک اور نظیف کہ اُسکے
دودھ پلانے والی کی طبیعت اور دودھ میں کوئی خرابی نہ ہو - اور وہ
جب تک بچہ کو دودھ پلائے - اُس کے شوہر نے اُس سے ہمبستری نہ کی ہو - اور میں جب اُس کے رُوئے
روشن کی شکنوں کو دیکھوں - تو اُسکے رُخساروں کی روشنی اور صفائی میں وہ شکن صورت ہلال نظر پڑتے ہیں -

اخرج البغوی عن ابن خزیمۃ
انہ رای فیما یری النائمُ انہ سجد علیٰ
جبھۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فاخبرہ فاضطجع لہ وقال صَدِّق
رؤیاك فسجد علی جبھتہ

محی السنۃ بغوی نے ابن خزیمہ سے روایت کیا ہے - کہ
وہ کہتے ہیں - کہ میں نے خواب میں دیکھا - کہ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبینِ مبارک پر سجدہ کر رہا ہوں صبح
آپ کی خدمت میں یہ خواب بیان کی - تو آپ سنتے ہی بیٹھے لیٹ گئے
اور فرمایا لے اپنی اس خواب کو سچ کر لے - اُس نے آپکی پیشانی پر سجدہ کر لیا -

اخرج ابونعیم فی الدلائل
عن جابر فی حدیث طویل ماخلاصتہ
ان امراۃً شکت فی زوجھا عند النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانکرت علیہ
فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اتبغضینہ قالت نعم فقال ادنیا الی
رؤسکما فوضعا جبھتہما علی جبھتہ

ابونعیم نے دلائل میں جابر رضؓ سے ایک لمبی حدیث
روایت کی ہے - جس کا خلاصہ یہ ہے - کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک عورت نے اپنے شوہر کی شکایت
کی - اور ظاہر کیا کہ میں اُسے نہیں چاہتی - آپ نے فرمایا
تو اُسے بُرا جانتی ہے؟ اُس نے کہا ہاں - آپ نے فرمایا
تم دونوں اپنے سروں کو میرے نزدیک لاؤ - پس آپ نے
اُن کے سر جوڑ کر اپنی پیشانی مبارک پر رکھ دیے - وہ

عہ مشکوٰۃ

فصارا مصاحبين حتى كان هو لا يصبر الا بها وهى لا تصبر الا به.

وجهه صلى الله عليه وآله وسلم

قال الله تعالى الله نور السموٰت والارض مثل نوره كمشكوٰة فيها مصباح المصباح فى زجاجة الزجاجة كانها كوكب درى يوقد من شجرة مباركة زيتونة لا شرقية ولا غربية يكاد زيتها يضئ و لو لم تمسسه نار نور على نور يهدى الله لنوره من يشاء. قال نفطويه فى قوله تعالى هذا مثل ضربه الله تعالى لنبيه عليه الصلوٰة والسلام يقول يكاد منظره يدل على نبوته وان لم يتل قرانا كما قال عبد اللهؓ بن رواحة لو لم تكن فيه ايات مبينة لكان منظره ينبئك بالخير

اخرج ابو نعيم عن عائشةؓ قالت كان رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم احسن الناس وجها وانورهم لونا لم يصفه واصف قط الا شبه وجهه بالقمر ليلة البدر وكان عرقه فى وجهه مثل اللؤلؤ اطيب من المسك الاذفر.

فوراً ایسے آپس میں ہو گئے۔ کہ ایک دوسرے کے سوا ایک پل بھی صبر نہ کر سکتے تھے۔

آپؐ کا چہرہ مبارک

حق تعالیٰ اپنی پاک کتاب میں فرماتے ہیں۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔ اُسکے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گھر میں ستون پر چراغ رکھا ہو۔ اور وہ چراغ ایک شیشے میں ہو جو صفائی اور چمک میں مثل ستارہ کی ہو۔ پھر اُسمیں زیتون جیسے درخت کا بے دُود تیل پڑا ہو۔ اور اس چراغ کا تیل آگ دیئے بغیر ہی خود بخود روشن ہو رہا ہے۔ اور اُس کی روشنی چاروں طرف برابر ہو۔ نور پر نور ہے۔ خدا جسے چاہتا ہے اُس نور کی طرف راہ دکھاتا ہے۔

نفطویہ (امام نحو و تفسیر) نے کہا ہے۔ کہ اللہ پاک کے ان الفاظ میں یہ اشارہ ہے۔ کہ چہرہ مبارک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بغیر اظہار دعویٰ نبوت اور قرآن سُنانے کے اہلِ بصیرت کیلئے دلیلِ رسالت و باعث ہدایت ہے۔ جیسا کہ عبد اللہؓ بن رواحہ کا قول ہے۔ کہ اگر محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجود سعادت آمود میں وحی الٰہی اور معجزات و دیگر دلائل نبوت کا اثر ظہور نہ بھی ہوتا۔ تو آپؐ کا چہرہ مبارک ہی آپؐ کی دلیل نبوت کو کافی تھا۔

حافظ ابو نعیم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب لوگوں سے زیادہ خوش منظر اور نورانی رنگ تھے۔ جس واصف نے بھی آپؐ کو دیکھا۔ آپؐ کے چہرہ کو بدر (چودھویں کے چاند) سے تشبیہ دی ہے۔ اور کبھی آپؐ کو پسینہ آتا۔ تو آپؐ کے چہرہ سے موتیوں کے سے قطرے جھڑتے تھے۔ جو خالص کستوری سے زیادہ خوشبودار تھے۔

اخرج الترمذی وابن قانع	ترمذی نے اور ابن قانع نے بھی اپنی اپنی سند سے
وغیرھا باسانیدھم ان عبد اللہ بن سلام قال لما قدم النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم المدینۃ جئتہ لانظر الیہ فلما استیقنتُ وجھہ عرفت انہ وجھہ لیس بوجہ الکذاب وفی روایۃ عنہ انہ قال لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم المدینۃ انجفل علیہ الناس ای اسرعوا فکنت ممن اتی علیہ فلما رایت وجھہ عرفت انہ وجہ غیر کذاب فسمعتہ یقول یایھا الناس افشوا السلام وصلوا الارحام واطعموا الطعام وصلوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنۃ بسلام فعند ذلک قلت اشھد انک رسول اللہ حقا وانک جئت بالحق تم	اور ان کے سوا اور بھی بہت محدثوں نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی ہے۔ کہ جب آپؐ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں تشریف لائے۔ تو میں آپؐ کے دیکھنے کو گیا میں نے آپؐ کے پاس پہنچ کر غور سے دیکھا۔ تو میں نے یقین کر لیا۔ کہ یہ چہرہ جھوٹوں کا چہرہ نہیں۔ (ترمذی جلد ۲ ص۔۔) اور ایک روایت میں انہی سے مروی ہے۔ کہ جب حضورؐ علیہ السلام مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے۔ تو لوگ کام کاج چھوڑ کر جلد جلد آپؐ کے دیکھنے کو آتے تھے۔ میں بھی آیا۔ جب آپؐ کا چہرہ دیکھا۔ تو میرے دل میں یقین ہو گیا۔ کہ یہ منہ جھوٹا منہ نہیں ہے۔ اس وقت آپؐ لوگوں سے فرما رہے تھے۔ کہ لوگو سلامتی پھیلاؤ۔ صلہ رحمی (یعنی اپنوں سے محبت ملاپ) کرو۔ اور بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ اور رات کو جبکہ کوئی نہ دیکھتا ہو۔ خدا کی عبادت کرو۔ اور آرام سے جنت میں جاؤ۔ مجھے آپؐ کے سچا ہونے کا یقین تو پہلے ہی سے آپؐ کا چہرہ دیکھتے ہی ہو گیا تھا۔ اب اس کلام کو (جو اصول معاشرت اور حصول نجات آخرت

کے لیے کافی ہے) سن کر اور بھی اطمینان ہو گیا۔ اور نہایت ذوق شوق سے خدا کے ایک ہونے اور آپؐ کے اس کا سچا رسول ہونے کی شہادت دی۔

وروی الترمذی ایضاً بسندہ الی ابی رمثۃ التیمی رضی اللہ عنہ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ومعی ابن لی فاریتہ فلما رایتہ قلت ھذا نبی اللہ	ترمذی نے ابی رمثہ تیمی سے یہ بھی روایت کی ہے۔ کہ میں جب پہلی دفعہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (اور ابھی میں مسلمان نہیں تھا) تو میرے ساتھ میرا ایک بچہ بھی تھا۔ میں نے اسے دور سے دکھایا۔ اور (چہرہ مبارک پر نظر پڑتے ہی) بے اختیار میری زبان سے نکل آیا۔ کہ بے شک یہ نبی اللہ ہے۔
اخرج المحدثون باسانیدھم ان ابا قحافۃ سأل ابنہ ابابکر الصدیق قبل	محدثین نے اپنی اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ کہ ابو قحافہ نے اپنے بیٹے ابو بکر (صدیق) کو قبل از اسلام خود آپؐ

ان یسلم هل رایت محمدا قال رایتُ

جماً لیس بوجه الکذاب

قال الامام حجة الاسلام ابو حامد الغزالی فی الاحیاء اعلم من شاهد احوال صلی الله علیہ والہٖ وسلم واصغی الی سماع اخبارہ المشتملة علی اخلاقه وافعاله واحواله وعاداته وسجایاہ و سیاسته لاصناف الخلق وهدایته الی ضبطهم وتالفه اصناف الخلق و قودہ ایاهم الی طاعته مع ما یحکی من عجائب اجوبته فی مضائق الاسئلة وبدائع تدبیراته فی مصالح الخلق و محاسن اشاراته فی تفصیل ظاهر الشرع الذی یعجز الفقهاء والعقلاء عن ادراک اوائل دقائقها طول اعمارهم لم یبق له ریب ولا شک فی ان ذلک لم یکن مکتسبا بحیلة تقوم بها القوة البشریة بل لا یتصور ذلک الا بالاستمداد من تائید سماوی و قوة الٰهیة وان ذلک کله لا یتصور لکذاب ولا ملبس بل کانت شمائله صلی الله علیه واٰله وسلم واحواله شواهد قاطعة بصدقه حتی ان العربی القح کان یراہ فیقول ما هذا وجه کذاب فکان یشهد له بالصدق بمجرد شمائله فکیف من شاهد اخلاقه ومارس احواله صلی الله

کے دیکھنے کو بھیجا۔ وہ دیکھ کر آئے۔ تو باپ سے بیان کیا۔ کہ میں جس مُنہ کو دیکھ کر آیا ہوں وہ جھوٹا مُنہ نہیں ہے۔

امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی نے احیاء العلوم میں لکھا ہے۔ کہ جس شخص نے آپؐ کے حالات اور آپؐ کے اخبارات مُشتمل آپؐ کے اخلاقِ عالیہ و افعالِ حسنہ و احوالِ عجیبہ و عادات و سِیَر اور انواعِ مخلوق کے لیے انتظامِ سیاسی اور لوگوں کو ہدایت کی دعوت دینے اور باہمی اُلفت دِلانے کے اور اپنے نبیِ برحق منوانے کے طریق اور منکرین کے مشکل مشکل سوالوں کے جواب باصواب دینے اور مصالحِ خلق کو تدبیر میں لانے اور ظاہر شریعت کے دلائل تسلیم کرانے اور معارف و حقائق کے دقیقے بیان کرتے ہیں (جہاں بڑے بڑے فقہا اور عقلا کی عقل اور ادراک عمر بھر کام نہ دے سکے) غور و فکر سے دیکھا۔ اور سنا۔ تو اُسے یقین ہوگیا۔ اور ذرہ بھر شک نہ رہا کہ جمیع علوم آپؐ کے سینہ میں کسبی یعنی تعلمی اور تعلیمی ذریعہ سے حاصل نہیں تھے۔ بلکہ وہبی یعنی اللہ کی طرف سے عطا شدہ ہیں۔ اور وُہ تمام افعال محض تائیدِ غیبی اور تقویتِ الٰہی سے تھے۔ اور وُہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ ایسی باتیں کسی جھوٹے اور دھوکا باز میں نہیں پائی جاتیں۔ بلکہ آپؐ کے شمائل یعنی سیرتیں اور احوال (اقوال و افعال) آپؐ کے سچا ہونے پر براہینِ قاطعہ اور دلائلِ ساطعہ ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی سادہ طبیعت عربی کسی وقت آپؐ کے چہرۂ روشن کو دیکھ لیتا۔ تو قسم کھا کر کہ دیتا کہ یہ مُنہ جھوٹوں کا مُنہ نہیں ہے۔ اور آپؐ کی ظاہری باطنی سیرت و عادات کی صفائی پر سچے دل سے آپؐ کے سچا نبی ہونے کا قائل ہو جاتا۔ یہ تو عام لوگوں کی حالت تھی۔ تو قیاس کیا چاہئے کہ وہ جو شریفانہ سیرتوں اور پسندیدہ عادتوں کی

علیہ وآلہٖ وسلم فی جمیع مصادرہٖ و مواردہٖ

(احیاء العلوم جلد دوم صہ ۲۷۲)

روی الترمذی عن حسن بن علی علیہما السلام قال سالتُ خالی اباھند بن ابی ھالۃ وکان وصافا وفیہ یتلألؤ وجھہ تلالؤ القمر لیلۃ البدر

(شمائل ترمذی مجتبائی صفحہ ۳)

اخرج بن عساکر عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قال کنت اخیط فسقطت منی الابرۃ فطلبتہا فلم اقدر علیہا فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فتبینت الابرۃ بشعاع نور وجھہ فاخبرتہ فقال یاحمیرا الویل ثم الویل ثلاثا لمن حرم النظر الی وجھی

اخرج الترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ما رایت شیئا احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کان الشمس تجری فی وجھہ اذا ضحک یتلألؤ فی الجدر۔

اخرج ابونعیم من طریق ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی الجھم عن ابیہ عن جدہ قال سمعت اباطالب حدث عن عبد المطلب قال بینا

قدر کرنے والے ہیں - وہ کئی وقتوں میں آپؐ کے پاس رہ کر اور آپؐ کے جمیع اوقات کے حالات کو دیکھ سُن کر کیسے اعتبار کرتے ہونگے ! -

ترمذی نے حسن بن علی علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ مَیں نے اپنے ماموں ابوھند بن ابی ہالہ سے (جو فصیح و بلیغ اور عرب کے علم ادب اور وصف بیان کرنے میں بڑے مانے ہُوئے تھے) آپؐ کے نورِ جمال کے اوصاف بیان کرنے کی درخواست کی - تو اُنہوں نے جو بیان کیا - اُسمیں یہ بھی بیان کیا - کہ آپؐ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند جیسا روشن تھا -

ابن عساکر نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے - وہ کہتی ہیں - کہ مَیں اندھیرے میں بیٹھی کچھ سی رہی تھی - میرے ہاتھ سے سُوئی گر گئی - ہر چند تلاش کی - اندھیرے کے سبب سے نہ ملی اتفاقاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے آئے - آپؐ کے رُخِ انور کی روشنی سے تمام اندر روشن ہو گیا - مَیں نے زمین پر پڑی ہُوئی سُوئی اُٹھالی - آپؐ نے فرمایا - عائشہ ! افسوس افسوس افسوس (۳ بار) جس نے مجھے نہ دیکھا -

ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے - وہ کہتے ہیں - کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ کوئی خوش شکل نہیں دیکھا - ایسا دکھائی دیتا تھا - کہ آپؐ کا رُخ روشن ایک آفتابِ عالمتاب ہے - ہنستے تھے - تو دیواروں پر عکس پڑتا تھا -

ابونعیم نے ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی جہم سے اُس نے اپنے باپ سے - باپ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے - وہ کہتا ہے مَیں نے ابوطالب سے سُنا - وہ اپنے باپ عبد المطلب سے بیان کرتے ہیں - عبد المطلب کہتے ہیں - بحالیکہ مَیں بیت اللہ شریف

انا نائمٌ فی الحجر رایتُ رؤیاها التی
فزعت منها فزعا شدیدا فاتیت
کاهنة قریش فقلت لها
انی رایتُ اللیلة کان شجرة نبتت
قد نال رأسها السماءَ وضربت
باغصانها المشرقَ والمغربَ وما
رایت نورا ازهر منها اَعظم من نور
الشمس سبعین ضعفا ورایت
العرب والعجم ساجدین وهی
تزداد کل ساعة عظما ونورا و
ارتفاعا ساعة تخفی وساعة تظهر
ورایت رهطا من قریش
قد تعلقوا باغصانها ورایت
قوما من قریش یریدون قطعها
فاذا دنوا منها اخذهم شاب لم
ار قط احسن منه وجها و
لا اطیب منه ریحا فیکسر اظهرهم
ویقلع اعینهم فرفعت یدی
لاتناول منها نصیبا فقلت
لمن نصیبُ فقیل النصیب
لهٰؤلاءِ الذین تعلقوا بها و
سبقوک الیها فانتبهت مذعورا
فزعا فرأیت وجه الکاهنة
قد تغیر ثم قالت ان صدقت
رؤیاک لیخرجن من صلبک

کی جانب شمال اندرونِ حطیم سویا ہوا تھا۔ تو میں نے ایک خواب
دیکھا۔ جس سے میرے دل پر بہت بڑا رُعب بیٹھ گیا۔ اِس
خواب کی تعبیر کے لیے میں ایک کاہنہ کے پاس (جو اِس سبب
سے کاہنۃ القریش مشہور ہے کہ یا تو وہ قریشیوں سے تھی یا
قریش اکثر اُس کے پاس پوچھنے آتے تھے) گیا۔ اور بیان کیا۔
کہ آج رات میں نے ایک خواب دیکھا۔ کہ میرے دیکھتے ایک درخت
زمین سے نکلا ہے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اِتنا بڑھا۔ کہ اُس کا سر
آسمان سے جا لگا۔ اور اُسکی ٹہنیاں مشرق مغرب میں دور تک
پھیل گئیں۔ اور وہ درخت اِسقدر نورانی ہے۔ کہ میں نے اِس قدر
روشن اور نورانی شعاعیں کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ سورج کی روشنی سے
ستّر حصہ اُسکی روشنی زیادہ تھی۔ پھر میں نے دیکھا۔ کہ تمام عرب و عجم
اُسکے آگے گر گرائے سجدہ میں پڑے ہیں۔ اور یہ اپنے پھیلاؤ اور
اُونچائی اور نورانیت میں ساعت بساعت بڑھ رہا ہے۔ کبھی تو چھپ
جاتا ہے۔ کبھی دکھائی دیتا ہے۔ اور میں نے قریش سے ایک جماعت
کو دیکھا ہے۔ کہ اُسکی ٹہنیوں سے لٹکے پڑے ہیں۔ اور اِن سے
بعض کو دیکھا ہے۔ کہ اُسے قطع کرنا چاہتے ہیں۔ اور جب بھی
وہ اپنے بُرے ارادہ کو پُورا کرنے کے لیے اُسکے قریب آتے ہیں تو
ایک خوبصورت جوان خوش بُو کہ اِس سے پہلے ویسا میں نے کبھی نہیں
دیکھا۔ اُن کو پکڑ کر ہٹا دیتا ہے۔ اور اِس شدت سے ہٹاتا ہے کہ
اُن کی کمر توڑ دیتا ہے۔ اور آنکھوں پر دھپڑ لگاتا ہے۔ میں نے ہاتھ
اُٹھایا۔ کہ میں بھی اِس نورانی درخت کی کسی ٹہنی سے لٹک جاؤں
اور اپنا نصیبہ اِس سے حاصل کروں۔ عبدالمطلب کہتے ہیں۔
کہ میں جب یہ بیان کر چکا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ اُسکے چہرہ کا رنگ
بدل گیا۔ اور نہایت مضطرب ہو کر بولی۔ اگر تیرا یہ خواب سچا ہے۔
تو ضرور ایک شخص تیری پشت سے پیدا ہوگا۔ جو مشرق و مغرب

رجل يملك الشرق والغرب ويدين له الناس ثم قال لابي طالب لعلك ان تكون هذا المولود فكان ابوطالب يحدث بهذا الحديث والنبي صلى الله عليه وآله وسلم قد خرج ويقول كانت الشجرة والله ابا القاسم الامين۔

(دلائل النبوة مطبوعہ حیدرآباد)

کا مالک ہوگا۔ اور مخلوق خدا اُسکے قدموں میں جھکیگی عبدالمطلب نے اِس خواب کو بیان کرکے ابوطالب سے کہا۔ کہ شاید تو ہی وہ ہو۔ جو میری پُشت سے ہے۔ لیکن جب سید کائنات علیہ وآلہ الصلوٰت کا ظہور ہوا۔ اور آپؐ نے دعوت حق شروع کردی۔ اور عبدالمطلب فوت ہوچکے ہوئے تھے۔ تو ابوطالب آپؐ کے سامنے لوگوں کو یہ خواب سُنایا کرتے تھے۔ اور خدا کی قسم کھاکر کہتے تھے۔ کہ وہ درخت یہی ابوالقاسم امینؐ ہے یعنی **محمد** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مترجم مؤلف۔ اِسی درخت پُر نور کی مثالِ ظہور اِس آیت میں ہے۔ جو سورہ ابراہیم میں ہے

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا

اخرج البيهقي عن جامع بن شداد قال كان رجل منا يقال له طارق فاخبر انه راى النبي صلى الله عليه وآله وسلم بالمدينة فقال هل معكم شيء تبيعونه قلنا هذا البعير قال بكم قلنا بكذا وكذا وسقا من تمر فاخذ بخطامه وسار الى المدينة فقلنا بعنا من رجل لا ندري من هو ومعنا ظعينة فقالت انا ضامنة لثمن البعير رايت وجه رجل مثل القمر ليلة البدر لا يخيس بكم فاصبحنا فجاء رجل بتمر قال انا رسول رسول الله اليكم يامركم ان تاكلوا من هذا التمر و

بیہقی نے جامع بن شداد سے روایت کیا ہے۔ کہ ہم کو ایک آدمی نے جسے طارق کہتے ہیں خبر دی۔ اُس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک وقت جبکہ ہم مدینہ کے باہر اُترے ہوئے تھے، دیکھا۔ آپؐ نے ہم سے فرمایا۔ کہ تمہارے پاس کوئی چیز بیچنے کی ہے؟ ہم نے ایک اُونٹ دکھایا۔ آپؐ نے فرمایا کتنے کو دوگے؟ ہم نے ایک مقدار (وسق[1]) کھجور کی بتائی۔ آپؐ نے (سوائے اِس کے کہ قیمت کی کمی بیشی میں جو ہم نے بتائی تھی۔ کوئی کلام کریں) اونٹ کی مہار پکڑلی اور شہر میں لے گئے۔ ہم نے آپس میں ایک دوسرے کو کہا کہ ہم نے ایک ناواقف آدمی کو اُونٹ پکڑادیا۔ جسے ہم جانتے نہیں کہ یہ کون ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے۔ ایک عورت جو ہمارے ساتھ ایک ہودج میں بیٹھی ہوئی تھی۔ بولی۔ کہ تم اُونٹ کی قیمت کا فکر نہ کرو۔ اس کی میں ضامن ہوں۔ یہ شخص جو تم سے اونٹ لے گیا ہے۔ میں نے اُس کے چہرہ کو چودھویں

[1] ایک وسق ساٹھ صاع کا اور ایک صاع ۲۳۴ تولہ کا ہوتا ہے۔

تكتا الواحتى تستوفوا ففطنا

رات کا چاند دیکھا ہے۔ وہ تم سے دھوکا نہیں کریگا۔ خیر۔ اگلی صبح ہی ایک آدمی کھجوروں کا بھار لے کر آیا۔ اور کہا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس یہ دے کر بھیجا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ان سے کھا بھی لو۔ اور اُونٹ کی قیمت بھی پوری کرلو۔ ہم نے سیر ہو کر کھائیں۔ اور اپنے اونٹ کی قیمت کی مقدار کو بھی جو مقرر ہو چکی تھی۔ پورا کرلیا۔ (مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر۔ صفحہ ۲۲۲)

اخرج مسلم فی صحیحہ

عن معاذ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال ستاتون غداً انشاء اللہ تعالےٰ عین تبوك وانکم لن تاتوھا حتی یضحی النھارُ فمن جاء فلا یمس من ماءھا شیئا حتی اٰتی قال فجئناھا وقد سبق الیھا رجلان والعینُ مثل الشراك تبض بشیٔ من الماء فسألھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ھل مسستما من ماءھا شیئا قالا نعم فسبھما وقال لھما ماشآء اللہ ان یقول ثم غرفوا بایدیھم من العین قلیلاً قلیلاً حتی اجتمع فی شیٔ ثم غسل علیہ الصلوٰۃ والسلام وجھہ ویدیہ ثم اعادہ فیھا فجرت العین بماءٍ کثیرٍ منھمرٍ اوغزیر (شك ابوعلی بھما) فاستقی الناس ثم قال علیہ الصلوٰۃ والسلام یامعاذ یوشك ان طالت بك الحیوۃ

مسلم نے اپنی صحیح میں معاذؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سفر میں ہم سے ارشاد کیا۔ کہ تم کل دن بوقتِ چاشت انشاءاللہ تعالیٰ تبوکؔ[1] کے چشمہ پر پہنچو گے۔ یاد رکھنا کہ کوئی تم سے اُس میں داخل نہ ہو اور نہ ہی پانی کو ہاتھ لگائے جب تک کہ میں وہاں پر نہ پہنچ لوں۔ معاذ کہتے ہیں۔ کہ ہم چشمہ کے قریب ٹھیک اُسی وقت جو آپؐ نے فرمایا تھا، پہنچ گئے۔ لیکن ہم میں سے دو شخصوں نے جو پہلے پہنچ گئے ہوئے تھے۔ حضورؐ کی تشریف آوری کا انتظار نہ کر کے چشمہ کے پانی سے کچھ اپنی خواہش پوری کرلی۔ جب حضورؐ با کوکبۂ اقبال و موکبِ منصور چشمہ مذکور پر نزول فرما ہوئے۔ تو دیکھا کہ چشمہ سے بہت کم پانی اور باریک دھار جیسے سُوت کی ڈور نکل رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم سے کسی نے چشمہ کے پانی کو ہاتھ لگایا تھا؟ اُن دونوں نے جو سب سے پہلے آئے تھے۔ مانا۔ آپؐ خفا ہوئے۔ کہ تم نے باوجود منع کرنے کے کیوں ایسا کیا؟ اور میرا انتظار نہ کیا؟ پھر اصحابؓ نے بحسب آپؐ کے ارشاد کے چلیوں سے اُس پانی کو ایک برتن میں جتنا ہو سکا جمع کرلیا۔ تب آپؐ نے اپنا چہرۂ مبارک اور ہر دو دستِ مبارک اُس پانی میں دھوئے۔ اور چشمہ میں گرا دیا۔ چشمہ فوراً جاری ہو گیا۔ اور پانی بہت بہنے لگا۔ یہاں تک کہ تمام لشکر سیر ہو گیا۔ اور سبھی نے اپنے اپنے اونٹ گھوڑے بھی

[1] یہ مقام مدینہ منورہ سے ۱۲ منزل ادھر شام کی طرف واقع ہے۔ یہاں ۹ھ ہجری میں مسلمانوں اور مخالفوں کی آخری لڑائی ہوئی تھی۔

ان ترئ ماهها هٰهنا قد ملئ جنانا وعمرانا (صحیح مسلم مجتبائی دہلی جلد ۲ صفحہ ۲۴۶)

بھجائیے - پھر آپ نے فرمایا کہ اے معاذ! قریب ہے[1] کہ یہ جگہ آباد ہوجائے اور باغ بوٹے لگائے جائیں اگر تو جیتا رہا تو دیکھے گا۔

عن الزهري انه قال ضرب وجه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يومئذ (احد) بالسيف سبعين ضربة وقاه الله شرها كلها

زہری سے مروی ہے۔ کہ جنگِ احد کے دن کسی شقی نے آپ کے چہرہ مبارک پر ستّر دفعہ تلوار کا وار کیا۔ لیکن آپ کو ایک بھی نہ لگی۔ اور چہرہ مبارک تک نہ پہنچنے پائی۔

اخرج ابونعيم عن عباد بن عبد الصمد قال اتينا انس بن مالك فقال يا جارية هلمي المائدة نتغدى فاتت بها ثم قال هلمي المنديل فاتت بمنديل وسخ فقال اسجري التنور فاوقدته فامر بالمنديل فطرح فيه فخرج ابيض كانه اللبن فقلنا ما هذا قال هذا منديل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان يمسح به وجهه فاذا اتسخ صنعنا به هكذا لان النار لا تاكل شيئا مر عليه

حافظ ابونعیم نے عباد بن عبد الصمد سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک دفعہ ہم کئی آدمی انسؓ بن مالک کے ہاں تھے۔ انہوں نے اپنی کنیز کو کھانا لانے کا حکم دیا۔ پھر انہوں نے کہا۔ کہ وہ رومال بھی لا۔ جب وہ لائی۔ تو انسؓ نے اسے میلا دیکھ کر کنیز کو حکم دیا۔ کہ تنور جلا کر اسے اسمیں ڈال دے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد نکالا۔ تو وہ سفید دودھ جیسا نکلا۔ ہم دیکھ کر حیران رہ گئے۔ انسؓ نے کہا۔ جائے حیرت نہیں۔ یہ رومال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے آپ کھانا کھا کر اس سے منہ پونچھتے تھے۔ اور ہم بھی تبرکاً بغرض ادائے سنت بعد فراغت طعام اسی سے منہ پونچھا کرتے ہیں۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے۔ تو ہم اسے اسی طرح آگ میں ڈال کر صاف اور سفید کر لیا کرتے ہیں۔ اور یہ تو تم سب جانتے ہو۔ کہ حضور علیہ السلام کے جسمِ مبارک یا کسی جزو جسم مبارک سے لگی ہوئی چیز کو آگ نہیں جلا سکتی۔

اخرج الحلبی فی کتابه سيرة النبوة انه كان النبي صلى الله عليه وآله وسلم يكثر مجالسة عقبة بن ابي معيط فقدم عقبة من سفر فصنع طعاما ودعا الناس من اشراف قريش ودعا

حلبی نے سیر النبوت میں بسندِ جید روایت کیا ہے۔ کہ حضور سرورِ کائنات علیہ وآلہ الصلوات اکثر اوقات عقبہ بن ابی معیط کے پاس نشست و برخاست رکھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ عقبہ نے کسی سفر سے واپس آ کر عام دعوت کی۔ اشرافِ قوم کو بلایا۔ اور آپ کی خدمت میں بھی قبولِ دعوت کی غرض

[1] آپ کی یہ پیشگوئی آپ کے بعد بعہد خلفائے عباسیہ بوجہ اتم پوری ہوگئی ۱۲۔ [2] سبب سفر وہی ہے اسے ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے

سکون وتؤدۃٍ وتبسم ثم قال انا وھو کنا احوج الی غیر ھذا منك یا عمرؓ ان تامرنی بحسن الاداء وتامرہ بحسن التقاضی اذھب بہ یا عمرؓ فاقضہ حقہ وزدہ عشرین صاعا مکان رعتہ ففعل فقلت یا عمرؓ کل علامات النبوۃ قد عرفتھا فی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حین نظرت الیہ الا اثنتین لم اخبرھما منہ یسبق حلمہ غضبہ ولا یزیدہ شدۃ الجھل علیہ الا حلما فقد خبرتھما فاشھدك انی قد رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمدؐ نبیا ۔ (انوار المحمدیہ ص ۱۲۲ وحجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۳ ومدارج النبوۃ ص ۳)

گستاخی کو دیکھ کر جوشِ غیرت سے رہ نہ سکے۔ اور مجھ کو پکار کر کہنے لگے اودشمنِ خدا! تو پیغمبرِ خدا کے حق میں ایسا بکواس کرتا ہے! اگر مجھے منع نہ کیا گیا ہوتا۔ تو میں تیرا سر تلوار سے اڑا دیتا۔ عمرؓ یہ کہہ رہے تھے۔ اور آپؐ میرے قابو میں آئے عمرؓ کو نہایت سکون اور آرام سے مسکرا کر منع کر رہے تھے۔ کہ اے عمرؓ تجھ کو اسے ڈرانا دھمکانا نہ چاہیئے بلکہ مجھے تو اس کا لینا دینے کی تاکید کرنی چاہیئے تھی اور اسے آرام اور سہولت سے وصول کرنے کی۔ جا، اور جو یہ مانگتا ہے اسے دے۔ اور اسے دھمکی دینے کی دلداری پر بیس صاع زیادہ دے۔ عمرؓ نے ایسا ہی کیا۔ میں نے کہا اے عمرؓ! میرا مال و جان سب کچھ آپؐ پر قربان۔ میں جو دیکھنے آیا تھا سو دیکھ لیا۔ میں تیرے سامنے خدا کے ایک ہونے اور آپؐ کے رسولِ برحق ہونے اور اسلام کے سچا اور صحیح راہِ نجات ہونے کا تہِ دل سے اقرار کرتا ہوں۔

عیناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپؐ کی چشمانِ مبارک

اخرج بن عدی وابن عساکر والبیھقی عن عائشۃؓ وللبیھقی ایضاً عن ابن عباسؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یری فی اللیل فی الظلمۃ کما یری بالنھار فی الضوء

ابنِ عدی اور ابنِ عساکر اور بیہقی نے عائشہ صدیقہ رضؓ سے اور بیہقی نے ابنِ عباسؓ سے بھی روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے اندھیرے میں ایسا ہی دیکھا کرتے تھے جیسا کہ دن کی روشنی میں۔

اخرج الشیخان عن ابو ھریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ھل ترون قبلتی ھھنا فواللہ ما یخفی علیّ رکوعکم ولا سجودکم انی اریکم وراء ظھری

بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا۔ تم نہیں دیکھتے کہ میرا قبلہ تو ادھر ہے جس طرف میرا منہ ہوتا ہے۔ لیکن خدا کی قسم تمہارا رکوع کرنا اور سجدہ کرنا مجھ پر چھپا نہیں رہتا۔ اور میں تم کو پیچھے سے دیکھتا رہتا ہوں۔ (بخاری مجتبائی ۱۸ ص ۱۰۱ و مسلم مصری ۱۶ ص ۱۲۹)

اخرج عبد الرزاق فی جامعه والحاکم وابونعیم عن ابی هریرة ان النبی صلی الله علیه واله وسلم قال انی لانظر الی ماوراءی کما انظر الی ما بین یدیَّ
وقیل کان مابین کتفیه عینان مثل سم الخیاط یبصر بهما لایحجبهما ثوبٌ ولاغیر

عبد الرزاق نے اپنی جامع میں اور حاکم نے اور ابونعیم نے ابوہریرہ رض سے روایت کیا ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - کہ میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں - جیسا کہ آگے سے دیکھتا ہوں -

فائدہ مروی ہے کہ آپ کے دونوں دوش مبارک کے درمیان پیچھے کو سوئی کے ناکے کی سی دو آنکھیں تھیں کہ آپؐ اُن سے اپنے پیچھے سب کچھ دیکھتے تھے - اور کپڑا وغیرہ اُن سے دیکھنے کو نہیں روک سکتا تھا -

اخرج ابن سعد عن ابی عامر الصحابی ان النبی صلی الله علیه واله وسلم لما جاءه خبر جعفر رض واصحابه مکث حزینا ثم تبسم فقیل له فقال انه احزننی قتل اصحابی حتی رایتهم فی الجنة اخوانا علی سرر متقابلین

ابنِ سعدؒ نے ابی عامرؓ صحابی سے روایت کی ہے - کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب مسجد مدینہ میں جعفرؓ طیار اور اُن کے ساتھیوں کی جنگِ موتہ میں خبر شہادت پہنچی تو آپؐ سُن کر تھوڑی دیر غمگین رہے، پھر مسکرائے - عرض کی گئی کہ آپ کیوں مُسکرائے ؟ فرمایا میں اپنے دوستوں کے قتل پر غمگین ہوا - پر اب اُنہیں بہشت میں ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے دیکھ کر خوشی سے مُسکرایا ہوں -

اخرج الواقدی عن شیوخه قال رفعت الارض لرسول الله صلی الله علیه واله وسلم حتی نظر الی معترك القوم فلما اخذ خالد رض بن الولید اللواء قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم الأن حمی الوطیس

واقدی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ جنگِ موتہ کے دن جب لڑائی ہو رہی تھی - تو حق تعالیٰ نے میدانِ جنگ کو آپؐ کے سامنے کردیا - (جو جو علمِ اسلام اُٹھاتا اور جس جس صورت سے شہید ہوتا آپؐ مسجد مدینہ میں بیٹھے بتا رہے تھے اور آنسو جاری تھے) جب خالدؓ بن ولید نے علم اسلام اُٹھایا تو آپؐ نے فرمایا کہ اب گھمسان کی پڑی -

اخرج البیهقی وابونعیم عن موسی بن عقبة عن بن شهاب ان یعلی بن منبه قدم علی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم بخبر

بیہقی اور ابونعیم نے مُوسےٰ بن عقبہ سے - اُس نے ابنِ شہاب سے روایت کیا ہے کہ یعلیٰؓ بن منبہ جب جنگِ موتہ کی خبر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ جنگ کے تفصیلی حالات

اهل المؤتة فقال له صلى الله عليه وآله وسلم ان شئت فاخبرنی وان شئت اخبرتك قال اخبرنی یا رسول الله فاخبره رسول الله خبرهم كله ووصفه لهم فقال والذی بعثك بالحق ما تركت من حدیثهم حرفا لم تذكره وان امرهم كما ذكرت فقال صلى الله عليه وآله وسلم ان الله رفع لی الارض حتی رایت معركتهم

رویٰ[1] الطبرانی عن بشیر الحارثی انه قال كانت نائرة فی بنی معاویة فذهب النبی صلى الله عليه وآله وسلم یصلح بینهم فالتفت الی قبر فقال لا دریت فقیل له فقال ان هذا یسأل عنی فقال لا ادری

ورویٰ[2] بن سعد عن خزیمة بن ثابت عن النبی صلى الله عليه وآله وسلم انه قال انی رایت الملٰئكة تغسل حنظلة بن عامر بین السماء والارض بماء المزن فی صحاف الفضة ـ

اخرج[3] الطبرانی عن بن عمرؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ما هو كائن فیها الی یوم القیٰمة كانی انظر الی كفی هذا

پہلے میں تجھ کو بتاؤں یا تو۔ اُس نے عرض کی آپ ہی بتائیں۔ آپ نے جو کچھ وہاں ہوا، جو کسی پر گزرا، جس جس طرح کوئی شہید ہوا، سب سُنا دیا۔ حبلی نے سُن کر کہا کہ اللہ پاک کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر حق بنا کر دنیا پر بھیجا ہے۔ آپ کے بیان میں اصل ماجرے سے سرِ مُو فرق نہیں ہے۔ اور واقعی اسی طرح ہُوا جیسا کہ آپ نے حرف بحرف بتا دیا ہے۔ فرمایا، اُس وقت اللہ تعالیٰ نے میدانِ جنگ کو میرے سامنے کر دیا تھا اور مَیں دیکھ رہا تھا۔ (کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۶۴)

طبرانی نے بشیر حارثی سے روایت کیا ہے کہ بنی مُعاویہ میں کچھ نزاع تھی۔ اِسلیے آپ اُن کی مصالحت کے لیے اُن کے ہاں تشریف لے گئے۔ اثناء میں آپ نے ایک قبر کی طرف دھیان کرکے فرمایا، مجھے نہیں معلوم! کسی نے عرض کی کہ آپ نے یہ کیا فرمایا؟ فرمایا کہ اِس مقبور سے میری نسبت سوال ہو رہا ہے اور وُہ کہتا ہے، مجھے نہیں معلوم۔

ابنِ سعد نے خزیمہ بن ثابت سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ مَیں نے دیکھا ہے۔ کہ فرشتے حنظلہؓ بن عامر کو زمین اور آسمان کے درمیان چاندی کے تختہ پر غُسل دے رہے ہیں۔

طبرانی نے ابنِ عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت سید الانبیاء علیہ وآلہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو اُٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا۔ جو اس میں ہے اور قیامت تک ہونا ہے ایسا صاف دیکھ رہا ہوں۔ جیسا کہ میں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی (ہتھیلی سامنے کرکے) کو دیکھ رہا ہوں۔

[2] روایت کیا ہے اسکو عبداللہ نے الشرح سے ۱۲ تہذیب الاسماء والصفات نووی مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۱۰۴

[1] کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۰۵ [3] کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰۵

اخرج الشیخان عن عقبۃ بن عامرؓ قال صلّٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم علٰی قتلٰی احد بعد ثمان سنین کالمودع للاحیاء والاموات ثم طلع المنبر فقال انی بین ایدیکم فرط وانا علیکم شہید وان موعدکم الحوض وانی لانظر الیہ وانا فی مقامی ھذا وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانی لست اخشی علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخشی علیکم الدنیا ان تنافسوا فیھا فتقتتلوا فتھلکوا کما ھلک من قبلکم

بخاری و مسلم نے عقبہؓ بن عامر سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مقتولانِ اُحد پر آٹھ سال کے بعد نماز (جنازہ) پڑھی۔ جیسے کوئی سب موجودہ و گزشتہ یعنی حاضر، غائب کو رخصت کرتا ہے۔ پھر منبر پر چڑھے اور فرمایا میں تمہارے سامنے تمہارے لیے تمہارے آگے جانے والا ہوں۔ اور بے شبہ میرے تمہارے ملنے کا وعدہ گاہ حوضِ کوثر ہے۔ اور میں اب اس مقام میں کھڑا ہوا اُسکو دیکھ رہا ہوں۔ اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں اور مجھے تم پر یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد خدا سے شرک کرو گے۔ خوف ہے تو یہ کہ تم دُنیا کے ایسے گرویدہ ہو جاؤ گے کہ آپس میں لڑمرو گے جیسے کہ تم سے پہلے دُنیا کے طالب لڑمرے۔

اخرج بن سعد والبیہقی من طریق العلاؓ بن محمد الثقفی رضی اللہ عنہ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بتبوک فطلعت الشمس بضیاء وشعاع ونور لم ارھا طلعت بہ فیما مضی فاتی جبرئیل النبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم فقال یا جبرئیل مالی لمری الشمس الیوم طلعت بضیاء و نور لم ارھا طلعت بہ فیما مضی قال ذلک ان معاویۃ بن معاویۃ اللیثی مات بالمدینۃ الیوم فبعث اللہ الیہ سبعین الف ملک یصلون علیہ قال وفیم ذلک قال کان یکثر قراۃ قل ھو اللہ احد باللیل والنہار و فی ممشاہ وقیامہ وقعودہ فہل لک

ابن سعد اور بیہقی نے علاءؓ بن محمد ثقفی کے طریق سے روایت کی ہے کہ ہم مقام تبوک میں ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں تھے، سورج کے نکلنے کا وقت تھا۔ کہ یکایک سورج عجیب و غریب چمک دمک اور حیرت خیز روشنی اور شعاعوں کے ساتھ نکلا۔ ہر روز سے نئی اور نرالی روشنی تھی۔ پُر رونق اور نور النور کہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ہم سب دیکھ دیکھ متعجب ہو رہے تھے۔ کہ جبرئیل ؑ حضور میں آ حاضر ہوئے۔ آپؐ نے پوچھا کہ آج اس آب و تاب کے ساتھ سورج کے چڑھنے کا اور کیا سبب ہے؟ کہا، اسلیے کہ معاویہ بن معاویہ لیثی (یہ بڑے صالح اور آپؐ کے مقبول صحابی تھے) مدینہ منورہ میں دار دنیا سے انتقال کر گئے ہیں۔ خداوند جل و علا نے ستر ہزار فرشتے اُن کی نماز جنازہ کے لیے بھیجے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا۔ کہ اُسکی اسقدر عزت کونسی خدمت بجا لانے پر ہے۔ کہا وہ رات دن چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت ہر دم سورہ اخلاص

لہ بخاری مطبوعہ استنبول و مسلم مطبوعہ مصر ص ۲۸۵

ان اقبض لك الأرض فتصلي عليه قال نعم واخرجا من وجه اخر عن عطاء بن ابي ميمونة وابو يعلى عن انسؓ فضرب بجناحيه فلم يبق من شجرة ولا اكمة الا تضعضعت ورفع له سريره حتى نظر اليه فصلى عليه وخلفه صفان من الملائكة ۔

وصلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على النجاشي في المدينة وهو في الحبشة ۔

وعن ابن عباس في حديث طويل عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم فكشف الله عن بصري فرايت مشارق الارض ومغاربها ۔

اخرج المحدثون عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم زويت لي الارض فرايت مشارقها ومغاربها وسيبلغ ملك امتي ما زوي لي منها ۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰۵)

اخرج ابن مردويه من طريق سليمن التيمي عن انسؓ ابي هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لما اسري بي الى السماء رايت موسى يصلي في قبره ۔

اخرج الشيخان عن جابر بن

(قل ہو اللہ احد) کو وردِ زبان رکھتے تھے آپؐ چاہیں تو میں زمین کو کھینچ کر آپؐ کے سامنے کردوں۔ تاکہ آپؐ بھی اسکا جنازہ پڑھیں اور وہ آپؐ کی دُعائے مُستجاب سے مستفیض ہو۔ فرمایا ہاں۔ جبرئیلؑ نے پہار کر سب کچھ آپؐ کے آگے سے ہٹا دیا۔ کہ کوئی چیز حائل نہ رہی۔ جنازہ کو آپؐ نے دیکھا اور ستر ہزار فرشتہ کو پیچھے لے کر نماز جنازہ ادا کی۔ اور اس حدیث کو ابن سعد اور بیہقی نے ایک اور طریق سے بھی عطا ابن ابی میمونہ سے اور ابو یعلی نے انسؓ سے روایت کیا ہے۔

فائدہ مدینہ منورہ میں آپؐ نے نجاشی شاہ حبشہ کا جنازہ بھی ادا کیا ہے۔ اور احناف کے نزدیک وہ بھی آپؐ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

اور حضرت ابن عباس رضؓ سے ایک طویل حدیث میں ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ خدائے برتر نے میری آنکھوں کو اسقدر دُور بین بنایا ہے کہ میں نے زمین کے مشرقی مغربی کونے اور کنارے دیکھ لیے۔

محدثین نے ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرے لئے زمین اکٹھی کرکے سامنے کردی گئی ہے۔ میں نے اسکا مشرق مغرب سب کچھ دیکھ لیا ہے۔ اور جسقدر میرے لیے زمین اکٹھی کرکے میرے سامنے کردی گئی ہے۔ میری اُمت اُسکی مالک ہوگی۔

ابن مردویہ نے بطریق سلیمن تیمی انس رضؓ سے اُنہوں نے ابی ہریرہ رضؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس رات مجھے معراج ہوئی۔ تو بیت المقدس پہنچتے ہوئے میں نے دیکھا۔ کہ موسےٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔

بخاری اور مسلم نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے

لہ تفسیر خازن صفحہ ۳۱۹ پر درج ہے۔ وكشف له الارض الحبشة فابصر سرير النجاشي فصلى عليه ۔

عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لما کذبتنی قریش حین اسری بی الی بیت المقدس فقمت فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرہم عن ایاتہ وانا انظر الیہ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ معراج میں عجائبات ملکی وملکوتی اور اسرار لاہوتی وناہوتی دیکھے اور قابل اظہار امور پر جب قریش نے میری تکذیب کی اور بیت المقدس کی ہیئت اور اپنے ایک قافلہ کی نسبت جو بیت المقدس سے واپس آرہا تھا، پوچھا، تو مَیں مقام حجر کھڑا ہوگیا۔ خداوند کریم نے بیت المقدس کو میرے سامنے کردیا۔ مَیں نے اُسکا کونہ کونہ بتادیا۔ اور اُن کے قافلہ کو بھی دیکھ کر اُنہیں پتہ دے دیا۔

اخرج البخاری فی التاریخ و البیہقی وابو نعیم وابن مردویہ عن انس قال خرجت مع النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم الی المسجد وفیہ قوم رافعوا ایدیہم یدعون فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تری بایدیہم ماری قلت ما بایدیہم قال بایدیہم نور قلت ادع اللہ ان یرینیہ فدعا اللہ فارانیہ

بخاریؒ نے تاریخ میں اور ابونعیم اور ابن مردویہ نے انسؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسجد میں آیا۔ کچھ لوگ وہاں ہاتھ اُٹھائے دُعا مانگ رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اِن کے ہاتھوں میں نور بھرا ہے۔ مَیں نے عرض کی۔ کہ خُدا سے مجھے بھی اس کے دیکھنے کی قوت دِلادیں۔ آپؐ نے دُعا کی۔ اور جو آپؐ دیکھ رہے تھے۔ مَیں نے بھی دیکھ لیا۔

اخرج ابن ماجہ وابو داود عن عباسؓ بن مرداس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دعا لامتہ عشیۃ عرفۃ بالمغفرۃ فاجیب انی قد غفرت لہم ما خلا الظالم فانی اخذ للمظلوم منہ قال ای رب ان شئت اعطیت المظلوم من الجنۃ وغفرت للظالم فلم یجب عشیتہ فلما اصبح بالمزدلفۃ اعاد الدعاء فاجیب الی ما سأل قال فضحک صلی اللہ علیہ والہ وسلم او قال تبسم فقال ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بابی انت وامی ان ھذہ لساعۃ

ابن ماجہ اور ابوداؤد نے عباسؓ بن مرداس سے روایت کیا ہے۔ کہ آپؐ نے عرفہ کی رات امت کی مغفرت کی دُعا کی۔ تو جناب باری سے حکم ہوا۔ کہ مَیں نے سب کو بخشا، پر ظالم کو نہیں کیونکہ مَیں مظلوم کا بدلہ ظالم سے ضرور لونگا۔ آپؐ نے عرض کی کہ تو بے نیاز ہے، اگر چاہے تو مظلوم کو جنت میں کوئی اچھا درجہ بعوض اُسکی مظلومی کے عطا کرے اور ظالم کو بخش دے مگر یہ عرض بھی قبول نہ ہوئی۔ جب صبح ہوئی۔ تو مقام مزدلفہ میں پھر آپؐ نے جنابِ الٰہی میں وہی عرض کی اور قبول ہوگئی۔ آپؐ دُعا کرتے کرتے آخر میں ہنسنے لگ گئے یا مسکرائے (راوی کو شک ہے کہ ہنسے یا مسکرائے) تو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی کہ ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں، خدا ہمیشہ

ما كنت تضحك فيها فقال الذی اضحك اضحك الله سنك قال ان عدو الله ابليس لما علم ان الله قد استجاب دعائی وغفر لامتی اخذ التراب فجعل يحثوه علی رأسه و يدعو بالويل والثبور فاضحكنی ما رايت من جزعه

اخرجه الترمذی عن عائشة رض

ان رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم قال انی لانظر الی شياطين الجن والانس قد فروا من عمر رض (ترمذی فی فضائل عمر رض)

اخرجه الامام احمد والنسائی عن البراء قال لما كان حين امرنا رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم بحفر الخندق عرضت لنا صخرة لا تاخذ منها المعاول فاشتكينا ذلك النبی صلی الله عليه وآله وسلم فجاء فاخذ المعول فقال بسم الله ثم ضرب ضربة فكسر ثلثها وقال الله اكبر أعطيت مفاتيح الشام والله انی لأبصر قصور الحمر الساعة ثم ضرب الثانية فقطع ثلثاً آخر فقال الله اكبر أعطيت مفاتيح فارس وانی والله لابصر قصر المدائن الابيض الآن ثم ضرب الثالثة فقال بسم الله فقطع بقية الحجر فقال الله اكبر أعطيت مفاتيح اليمن والله انی لابصر ابواب صنعاء الساعة

آپ کو ہنستا رکھے۔ آپ کس بات سے ہنستے ہیں؟ فرمایا دشمنِ خدا ابلیس نے جب جانا کہ رب پاک نے امت کے حق میں میری دُعا کو قبول فرمایا ہے۔ تو مَیں نے دیکھا کہ اس حسد سے کہ خدا نے میری امت کو بخش دیا ہے مٹی اپنے سر پر ڈال رہا ہے اور سخت حسرت و افسوس سے واویلا کر رہا ہے تو مجھے اُس کی حاسدانہ حالت اور جزع فزع کرنے سے ہنسی آگئی۔

ترمذی نے اُم المومنین عائشہ صدیقہ رض سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ شیطان جنی و انسی عمر رض سے ڈرتے بھاگ جاتے ہیں۔

امام احمدؒ اور نسائیؒ نے براءؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو مدینہ منورہ کی ایک طرف میں خندق کھودنے کا حکم دیا۔ تو کھودتے کھودتے ایک پتھر ظاہر ہوا۔ جس پر کدال یا گینتی یا اور کوئی چیز کام نہیں کرتی تھی آخر آپ کو اطلاع دی گئی۔ آپ تشریف لائے اور کدال پکڑ کر اور بسم اللہ کہہ کر ایک ایسی ضرب لگائی۔ کہ تیسرا حصہ پتھر ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اور فرمایا، کہ مجھے شام کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں۔ اور خدا کی قسم مَیں اس وقت شام کے شہروں کے سُرخ محلات کو دیکھ رہا ہوں پھر آپ نے ایک اور ضرب لگائی۔ پتھر کا دوسرا حصہ بھی ٹوٹ کر پارہ پارہ ہوگیا۔ آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اور فرمایا مجھے فارس کے خزانوں کی کنجیاں بھی دی گئیں۔ اور خدا کی قسم میں اس وقت فارس کے دار السلطنت کی چٹی پٹی (چونہ گچ) عمارتوں کو دیکھ رہا ہوں پھر آپ نے بسم اللہ پڑھ کر ایک اور ضرب بھی لگائی اور پتھر کا بقیہ حصہ بھی ریزہ ریزہ ہوگیا۔ آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

وفی روایت النسائی حتی رأیتہا بعینی۔

اور فرمایا مجھے یمن کے خزانوں کی کنجیاں بھی دی گئی ہیں۔ اور خدا کی قسم میں اسوقت صنعاء (ملکِ یمن کے دارالسلطنت) کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں۔ جہاں تک میں نے دیکھا ہے میری اُمّت مالک و قابض ہوگی اور نسائی کی روایت میں بجائے لابصر کے رأیتہا بِعَینی ہے۔ یعنی میں نے شام اور فارس اور یمن کے محلات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

اخرج احمد وابن سعد عن ابن عباسؓ بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بفناء بیتہ بمکۃ جالس اذمر بہ عثمان بن مظعون فکشر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال لہ الا تجلس قال بلی فجلس الیہ فبینما ھو یحدثہ اذ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ببصرہ الی السماء فنظر ساعۃ الی السماء فاخذ یضع بصرہ حتی وضع علی یمینہ فی الارض فتحرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن جلیسہ عثمان الی حیث وضع بصرہ فاخذ ینغض رأسہ کانہ یستفقہ ما یقال لہ وابن مظعون ینظر فلما قضی حاجتہ شخص بصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی السماء کما شخص اول مرۃ فاتبعہ بصرہ حتی توارت فی السماء فاقبل الی عثمان بجلسۃ الاولی فقال عثمان یا محمد ما رأیتک تفعل کفعلک بالغداۃ قال وما رأیتنی فعلت فاخبرہ قال او فطنت لذلک قال نعم قال ان جبرئیل اتانی انفا قال فما قال لک قال اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبیٰ الآیۃ فذالحین استقر

امام احمدؒ اور ابن سعد رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ مکّہ میں ایک دن جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے گھر کی دیوار کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ عثمانؓ بن مظعون بھی وہاں آنکلا اور آپؐ کو دیکھ کر مسکرایا۔ آپؐ نے فرمایا بیٹھتا ہے؟ کہا ہاں۔ درحالیکہ وہ آپؐ سے باتیں کر رہا تھا آپ نے ذرا دوسری طرف ہو کر آنکھیں آسمان پر لگادیں۔ اور گھڑی تک دیکھتے رہے۔ پھر آہستہ آہستہ اپنی نظر کو نیچا کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اپنی دائیں طرف نظر کو ٹھہرادیا۔ اور عثمان کی طرف سے پھر کر جدھر اپنی نظر تھی، ہو گئے۔ اور سر کو آگے کی طرف جھکادیا۔ جیسے کوئی کسی اپنے پاس بیٹھے ہوئے کی بات بڑے غور اور توجہ سے سنتا ہے۔ عثمانؓ یہ دیکھ رہا تھا۔ جب اُدھر سے فارغ ہولیے تو پھر پہلے کی طرح کھلی آنکھوں سے آپؐ کی نظر رفتہ رفتہ نیچے سے اُوپر کو جاتی آسمان پر جالگی۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر عثمانؓ کی طرف جیسے کہ حالتِ مذکور سے پہلے تھے، متوجہ ہو بیٹھے۔ عثمانؓ نے آپؐ کا نامِ پاک لے کر کہا اس سے پہلے مَیں نے کبھی آپؐ کو ایسا کرتے نہیں دیکھا جیسا کہ آج۔ فرمایا تُو نے مجھے کیا کرتے دیکھا ہے؟ عثمانؓ نے جو دیکھا تھا عرض کیا۔ فرمایا تُو نے میری اس بات کو پایا؟ کہا ہاں۔ فرمایا میرا ایسا کرنا جبرئیل کے آنے جانے کے لیے تھا۔ یعنی پہلے میں نے اُسے اُترتے دیکھا تو اُس کے ساتھ میری نظر بھی اُترتی آتی تھی۔ پھر اُسے جاتے دیکھا تو میری نظر بھی اُس کے ساتھ ہی گئی۔ عثمانؓ نے عرض کی پھر وہ آپؐ سے کیا کہہ گیا

الایمان فی قلبی و احببت محمداً

فرمایا، اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝ عثمان رض کہتا ہے کہ یہ سن کر ایمان نے میرے قلب میں قرار پکڑا۔ اور آپ کی محبت میرے دل میں بیٹھ گئی۔

اخرج الامام احمد رح عن ابن عباس رض انہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رأیتُ ربی عزّ وجل

امام احمد رح نے ابن عباس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ فرمایا ہے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا ہے۔

روی الطبرانی فی معجمہ الاوسط بسند صحیح عن ابن عباس رض انہ قال رأی محمد ربہ مرتین - مرۃ بعینہ ومرۃ بقلبہ ؂

طبرانی رح نے معجم اوسط میں بسندِ صحیح حضرت ابن عباس رض سے روایت کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ہے ایک بار آنکھ سے اور ایک بار دل سے۔

(جامی رح) ؎ دید محمد نہ بچشم دگر بلکہ بداں چشم کہ دارد بہ سر

وعنہ ایضاً ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رأی ربہ بعینہ ؂

ابنِ عباس رض سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو آنکھوں سے دیکھا ہے۔

عن عکرمۃ بن ابی جہل قال انی سألتُ بن عباس ھل رأی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ربہ بعینہ قال نعم (رأی ربہ بعینہ)

اور عکرمہ بن ابی جہل کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رض سے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو آنکھوں سے دیکھا ہے؟ کہا ہاں (آنکھوں سے)

واخرج البزار من طریق قتادۃ عن انس ان محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رأی ربہ عزوجل

اور بزار نے بطریق قتادہ انس رض سے روایت کی ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

اخرج الطبرانی عن ابن عباس رض قال نظر محمد الی ربہ قال عکرمۃ فقلتُ لہ نظر محمد الی ربہ قال نعم جعل الکلام لموسی والخلۃ لابراھیم والنظر لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ؂

طبرانی رح نے اوسط میں ابنِ عباس رض سے روایت کی ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ عکرمہ کہتے ہیں میں نے ابنِ عباس رض سے پوچھا کہ ٹھیک آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو ابنِ عباس رض نے کہا ہاں دیکھا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے لیے کلام، ابراہیم علیہ السلام کیلئے خلت۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نظر +

اخرج النسائی عن عائشۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لھا ان جبرئیل یقرء علیک السلام قالت وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تری مالا نری

نسائی نے عائشہ صدیقہ رض سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا یہ جبرئیل تم کو سلام کرتا ہے۔ میں نے کہا علیک و علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کو نظر آتا ہے جو ہم کو نظر نہیں آتا +

اجفانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج بن الجوزی عن جعفر بن محمد علیہما السلام قال کان الماء یستنقع فی جفون النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکان علیٌّ ع یحسوہ ای یشربہ بفمہ سُئِلَ علیٌّ ع عن سبب فہمہ وحفظہ قال لما غسلت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمع الماء فی جفونہ فرفعتہ بلسانی وازدرتہ فاری قوۃ حفظی منہ ۔ (کنز العمال)

شفتاہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

روی عن فضلؓ بن عباسؓ لما وضع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی قبرہ نظرتُ وجہہ اخر رؤیتہ اذ رایتُ شفتیہ یحرك فادنیتُ اذنی عندھا فسمعت و ھو یقول اللھم اغفر لامتی فاخبرتھم بھذا فتعجبوا بشفقتہ علی امتہ ۔

(کنز الاعمال وحجۃ اللہ علی العلمین)

فمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اطیب افواھا کما رواہ صاحب الشفاء لبسندہ عن خارجۃ بن زید کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوقر

آپؐ کے مژگانِ مبارک

ابنِ جوزی نے امام جعفر صادق بن امام محمد باقر علیہم السلام سے روایت کیا ہے کہ ہمارے جدِّ اعلیٰ جناب سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب غسل دیا گیا تو جو پانی آپؐ کے مژگانِ مبارک میں رہ گیا وہ ہمارے جدِّ اوسط سید الاولیا علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ نے زبان سے چاٹ لیا تو اُن کے سینے میں جس قدر معارف وحقائق اسرارِ وحدت و رموزِ حقیقت تھے اُسی پانی کی بدولت تھے۔ حضرت علیؑ خود فرماتے ہیں کہ جس روز سے میں نے وہ پانی پی لیا ہے میری قوتِ حافظہ بے حد بڑھ گئی ہے۔

آپؐ کے لب مبارک

فضلؓ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قبر میں رکھ دیا گیا تو میں نے آخری دیدار کی غرض سے آپؐ کے چہرہ مبارک کی زیارت کی۔ دیکھتا ہوں کہ آپؐ کے لب مبارک حرکت کر رہے ہیں۔ میں نے کان نزدیک لاکر سُنا تو آپؐ فرما رہے تھے "اللھم اغفر لامتی" اے رب میری امت کو بخش دے۔ میں نے یہ امر تمام حاضرین سے ذکر کیا۔ تو آپؐ کی اس شفقت بحالِ امّت پر سب خوش ہُوئے۔

آپؐ کا دہان مبارک

آپؐ کا دہانِ مبارک پاک اور خُوش بُو تھا چنانچہ قاضی عیاض مالکی رح نے بسندِ خود شفا میں خارجہ بن زید سے روایت کیا ہے کہ آپؐ مجلس میں سب سے زیادہ وقر رکھتے تھے۔ ممکن نہ تھا کہ آپؐ کے دہانِ پاک کے اطراف سے کچھ نکلے۔

الناس فی مجلسه لایکاد یخرج شیٔ من اطرافه ۱۲ (مسلم مصری جلد ۲ صفحہ ۳۹۰)

اخرج البیہقی وابن ماجه وابو نعیم واحمد عن وائل بن حجر قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدلو من ماء فشرب من الدلو ثم صب فی البئر او قال ثم مج فی البئر ففاح منه مثل رائحة مسك ۔

بیہقی اور ابن ماجہ اور ابونعیم اور احمد نے وائل بن حجر سے روایت کیا ہے۔ کہ آپ کے پاس ایک ڈول آب لایا گیا آپ نے اُس سے پیا اور باقی کنوئیں میں ڈال دیا۔ تو اس سے کستوری کی خوشبو آنے لگی۔

(دلائل النبوت ابونعیم مطبوعہ حیدر آباد دکن)

اخرج الطبرانی عن عمیرة بنت مسعود انها دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هی واخواتها یبایعنه وهن خمس فوجدته یاکل قدیدا فمضغ لهن قدیدة ثم ناولهن القدید فمضغتها کل واحدة قطعة قطعة فلقین الله وما وجد لافواههن خلوف

طبرانی نے عمیرہ بنت مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ ہم پانچ سگی بہنیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ اُس وقت قدید کھا رہے تھے۔ تو آپ نے ایک پارہ قدید کو نرم چبایا اور ہمیں دیا۔ اُس سے تھوڑا تھوڑا لے کر ہم پانچوں نے کھایا۔ آپ کے دہانِ مبارک کی برکت سے خواہ اُن کی کوئی حالت ہوتی اُن کے مُنہ سے ہمیشہ خوشبو آتی تھی۔

اخرج ابوداود عن عبد الله بن عمرو قال کنت اکتب کل شیٔ اسمعه من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارید حفظه فنهتنی قریش وقالوا اتکتب کل شیٔ تسمعه من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر یتکلم فی الغضب والرضا فامسکت عن الکتاب فذکرت ذلك الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاومأ اصبعه الی فیه فقال اکتب فوالذی نفسی بیده ما یخرج منه الا حق ۔

ابوداود نے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں، میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنتا تو یاد رہنے کی غرض سے لکھ لیا کرتا۔ قریش نے مجھے منع کیا کہ ہر بات جو تو آپ سے سنتا ہے لکھ لیتا ہے۔ آپ آخر بشر ہیں۔ کبھی غصہ کی حالت میں بھی آپ کے منہ سے کچھ نکل جاتا ہے۔ یہ سُن کر میں لکھنے سے رُک گیا۔ اور یہ آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے اپنے منہ کی طرف اُنگلی سے اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ اس منہ سے ہر حالت میں جو نکلتا ہے، حق نکلتا ہے۔ (ابوداؤد مطبوعہ مجتبائی دہلی ج ۱ صفحہ ۲۵۸)

اخرج ابونعیم عن الواقدی قال کان ناجیة بن الاعجم یقول دعانی

ابونعیم نے ابن عباس رضہ سے روایت کیا ہے۔ کہ جب صلح حدیبیہ میں نزولِ اجلال جناب رسول کریم صلی اللہ

رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حين شكى اليه قلة الماء فاخرج سهما من كنانة فدفعه الى ودعا بدلو من ماء البئر فتوضأ ثم مضمض فاه ثم مج فى الدلو ثم قال انزل بالدلو فصببا فى البئر واثرخ ماءها بالسهم ففعلت فوالذى بعثه بالحق ما كدت اخرج حتى كاد يغرقنى ففارت كما يفور القدر حتى طمت واستووا بشفيرها يغترفون من جانبيها حتى نهلوا من آخرهم

علیہ وآلہ وسلم کا ہوا۔ تو اُس کا پانی بالکل خشک ہوگیا ہوا تھا۔ گرمی سخت اور آپ کے ساتھ مجمع کثیر تھا۔ یہ دیکھ کر آپ نے پانی کا ایک جام منگایا۔ اور مضمضہ کرکے کوئیں میں ڈالا۔ آپ کے دہانِ پاک کی برکت سے پانی جوش مار کر کنارہ چاہ تک آپہنچا۔ کہ لوگ اُس سے تک بھر بھر کر پینے لگے۔ (دلائل النبوۃ مطبوعہ حیدرآباد)

قال فى سيرة النبوية استشهد حارثة بن سراقة الانصارى يوم بدر فجاءت امه الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بعد ان تقدم الى المدينة فقالت يا رسول الله حدثنى عن حارثة فان يكن فى الجنة لم ابك عليه ولكن احزن وان يكن فى النار بكيت ما عشت فى الدنيا فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انها ليست بجنة ولكنها بجنان وحارثة فى الفردوس الاعلى فرجعت وهى تضحك وتقول بخ بخ لك يا حارثة ثم دعا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم باناء من ماء فغمس يده فيه ومضمض فاه ثم ناول ام حارثة فشربت ثم ناولت ابنتها فشربت ثم امرها ينضحان فى جيوبهما ففعلتا فرجعتا من عند رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وما بالمدينة امرأتان اقر عينا منهما ولا اسر ۔

سیرتِ نبویہ میں ہے کہ بدر کے دن حارثہؓ بن سراقہ انصاری شہید ہوگئے تو اُن کی والدہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جبکہ آپ مدینہ منورہ میں واپس تشریف لائے حاضر ہوکر عرض کیا کہ مجھے آپ حارثہ کی بات سُنائیں۔ اگر وہ جنت میں ہے تو میں اُس پر نہ روؤں صرف بمقتضائے بشریت جو غم ہو سو ہو۔ اور اگر دوزخ میں ہے تو جب تک جیونگی روؤنگی۔ فرمایا جنت نہ کہہ بلکہ جنان کہہ۔ اور حارثہ تو فردوسِ بریں میں ہے یہ سُن کر وہ ہنستی اور بخ بخ یا حارثہ کہتی ہوئی پیچھے ہٹی۔ پھر آپ نے ایک برتن میں پانی منگایا اور اپنے دستِ مبارک سے ایک چُلو لے کر مضمضہ کیا۔ اور پانی میں ڈال کر حارثہؓ کی ماں کو دیا۔ اُس نے خود پیا اور اپنی بیٹی کو بھی دیا۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ تم دونوں اس پانی سے اپنے سینے پر چھینٹے لگاؤ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ وہاں سے لوٹیں تو کوئی عورت اُن سے زیادہ تر روشن چشم اور خوش چہرہ نہ تھی۔

اخرج الطبرانى عن ابى امامةؓ قال كانت امرأة ترافث الرجال وكانت بذية فمرت بالنبى صلى الله عليه وآله وسلم وهو يأكل ثريدا فطلبت منه فناولها

طبرانی نے ابوامامہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت بد زبان جو لوگوں کو گالیاں دیا کرتی تھی اور خود پسند کہ اوروں کو بُرا جانتی تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزری اور آپ اُس وقت ثرید کھارہے تھے۔ اُس نے آپ سے ثرید مانگا۔

فقالت اطعمنی مافی فیك فاعطاها فاكلت فعلاها الحیاء فلم ترافث احد حتی ماتت

آپ نے اُسے دیا۔ وہ بولی یہ نہیں، وہ جو آپ کے دہان میں ہے۔ آپ نے اُسے مُنہ سے نکال کر دیا۔ وہ کھا گئی۔ بمجرد اُس کے کھانے کے اُس کی طبیعت میں شرم وحیا اس قدر بڑھا کہ جب تک جیتی رہی اُس سے کوئی بُرا کام سرزد نہ ہوا۔

اخرج البیهقی عن رجل من الانصار قال دعت امراۃ النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم الی طعام فلما وضع اخذ النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم لقمة فجعل یلوکها فی فمه ثم قال احد لحم شاۃ اخذت بغیر حق فسئلت المراۃ فذکرت ان جارتها ارسلتها بغیر اذن زوجها۔

بیہقی نے ایک انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی۔ جب کھانا آپ کے آگے رکھ دیا گیا۔ تو آپ نے ایک لقمہ لے کر دہانِ مبارک میں ڈالا اور اُسے دانتوں سے چبایا۔ لیکن وہ منہ سے پیٹ میں نہ اُترا۔ فرمایا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جس بکری کا یہ گوشت ہے اُس کی قیمت نہیں دی گئی۔ دریافت کرنے پر اُس عورت نے کہا کہ بے شک یہ بکری میری ہمسایہ عورت نے میری طلب پر اپنے مالک کی بے اجازت پکڑ کر بھیجدی تھی۔ [بوقتِ ضرورت وہ موجود نہ تھا، اس خیال پر کہ جب وہ آ گیا بکری کی قیمت دی جائیگی] (ابوداؤد مطبوعہ مجتبائی دہلی جلد صـ ۱۲۷)

اسنانہ صلی اللہ علیه وآله وسلم

آپ کے دندان مبارک

اخرج البزار والبیهقی ایضا عن ابی هریرۃ ان النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم اذا ضحك یتلألؤ فی الجدر لم یر مثله قبله ولا بعده

بزار اور بیہقی نے بھی ابی ہریرہ رض سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی خندہ فرماتے تو آپ کے دندان مبارک کی دیواروں پر شعاع پڑتی تھی۔ ایسے نورانی دانت نہ اس سے پہلے کسی کے دیکھے نہ پیچھے۔

اخرج بن اسحٰق والبیهقی عن علی علیه السلام قال لما نزلت هذه الآیة علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ قال یا علی اصنع لنا رجل شاۃ علی صاع من طعام واعد لنا عس لبن ثم اجمع بنی عبد المطلب ففعلتُ فاجتمعوا الیه وهو یومئذ اربعون

ابن اسحٰق اور بیہقی نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ جب یہ آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ ایک صاع آرد اور بکری کی ایک ران سے کھانا بنا۔ اور بڑا کاسہ دودھ کا بھی تیار کر اور بنی عبد المطلب کو کھانے کے لیے بُلا۔ میں نے بحسب حکم سب کچھ کر دیا۔ آپ کے چچے ابوطالب، حمزہ، عباس ابولہب اور دیگر بنی عبد المطلب چالیس آدمی کھانے کے لیے

رجلا يزيدون رجلا او ينقصونه فيهم
اعمامه ابو طالب وحمزة والعباس وابو لهب
فقدمت اليهم تلك الجفنة فاخذ منها
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حذية
فشقها باسنانه ثم رمى بها فى نواحيها
فقال كلوا بسم الله فاكل القوم حتى نهلوا
عنه ما نرى الا آثار اصابعهم والله ان
كان الرجل منهم ياكل مثلها ثم قال اسقهم
يا على فجئت بذلك القعب فشربوا منه
حتى نهلوا منه وايم الله ان كان الرجل
منهم ليشرب مثله فلما اراد رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم ان يكلمهم
بدره ابو لهب الى الكلام فقال لقد
سحركم صاحبكم فتفرقوا ولم يكلمهم
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فلما
كان غدا قال يا على عد لنا بمثل الذى
صنعت بالامس من الطعام والشراب
ففعلت ثم جمعتهم له فصنع رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم كما صنع بالامس
فاكلوا وشربوا حتى نهلوا ثم قال رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم يا بنى عبد المطلب
والله ما اعلم شابا من العرب جاء قومه
بافضل مما جئتكم به قد جئتكم بخير
الدنيا والآخرة وفى رواية بن سعد
من طريق نافع عن سالم عن على عليه السلام

جمع ہو گئے - جب درست ہو کر بیٹھ گئے - تو مَیں نے خوان جس
پر کھانا رکھا تھا اُن کے درمیان رکھ دیا پہلے حضورِ پُرنور صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے ایک پارہ گوشت پکڑ کر تھوڑا تھوڑا دانتوں
سے کاٹ کر خوان کے کناروں پر رکھ دیا اور فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ
یہ سُن کر وہ کھانے لگ گئے یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے - اور
کھانا بدستور ہی تھا اُن کی انگلیوں کے نشان لگے ہوئے نظر
آتے تھے - مگر کھانے میں کمی نہ تھی - حالانکہ بخدا اُن سے ایک
آدمی اتنا کھا جاتا تھا - پھر آپ نے مجھے اُن کو دودھ پلانے کا
حکم دیا - مَیں نے وہ لکڑی کا بڑا کاسہ جس میں دُودھ تھا اُن
میں لا رکھا وہ بھی اُنہوں نے سیر ہو کر پیا اور وہ کم نہ ہوا حالانکہ
اتنا دودھ اُن سے ایک آدمی پی جاتا تھا - خورد و نوش سے
فارغ ہوئے تو آپ کچھ کہنا چاہتے ہی تھے کہ ابولہب
جلدی سے بول اُٹھا اے اولادِ عبد المطلب! یہ محمدؐ کا سحر ہے
کہ تم کو رجھا بھی دیا اور کھانا بھی بدستور نظر آتا ہے - یہ سُن کر وہ
سب اُٹھ گئے اور آپ نے جو اُن کو کہنا تھا رہ گیا - خیر - جب
اگلا دِن ہُوا تو آپ نے پھر مجھے وَیسا ہی کھانا تیار کرنے کا حکم دیا -
مَیں نے جو پہلے دِن تیار کیا تھا کر دیا - اور اُن سب کو بُلا کر کھانا آگے
رکھ دیا - آپ نے بدستورِ روزِ اوّل ایک پارۂ گوشت خوان سے اُٹھا
کر دانتوں سے ذرہ ذرہ کر کے خوان کے کناروں پر رکھ دیا پھر وہ کھا
پی کر سیر ہو لئے اور کھانا وغیرہ بھی وَیسے ہی رہا پھر جلدی سے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے بنی عبد المطلب! بخدا
مَیں نہیں جانتا کہ عرب میں کوئی ایک جوان خدا کی طرف سے
وہ کچھ لے کر آیا ہو جو مَیں تمہارے پاس لے کر آیا ہُوں - مَیں دُنیا
اور آخرت کی بھلائی لے کر تمہارے پاس آیا ہُوں - حضرت
علیؑ کہتے ہیں - پھر آپ نے فرمایا تم سے کون ہے جو میرے ساتھ

ثم قال لهم من یوازرنی علی ما انا علیه فقلت انا یا رسول الله وانی لاحدثهم سنا وسکت القوم ثم قالوا یا ابا طالب الاتری ابنک قال دعوه فلن یألو ابن عمه خیرا

میرا بوجھ اٹھائے؟ یہ سن کر سب چپ رہے۔ میں ان سب سے چھوٹا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ کے ساتھ آپ کا بوجھ بانٹتا ہوں۔ میرے اس کہنے سے وہ سب میرے باپ ابوطالب کو کہنے لگے کہ دیکھ تیرا بیٹا تیرے سامنے ہی کیا کہتا ہے؟ ابوطالب نے کہا جانے دو یہ اپنے چچیرے کاموں میں اس کا ساتھ دینے سے سستی نہیں کرتا اور نہ کرے گا۔

لسانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپؐ کی زبان مبارک

مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی

قولہ تعالیٰ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی یعنی یہ ہمارا پیغمبرؐ اپنے آپ سے کچھ نہیں کہتا بلکہ جو ہمارا حکم ہوتا ہے۔ وہی سناتا ہے ایک حرف کی کمی بیشی بھی نہیں کرتا۔

اخرج السہیلی عن ابن عباس انه صلی الله علیه وآله وسلم لما ولد تکلم فقال جلال ربی رفیع الله اکبر کبیرا والحمد لله کثیرا وسبحان الله بکرة واصیلا وانه صلی الله علیه وآله وسلم لا یمس شیئا الا قال بسم الله اول کلام تکلم به لا اله الا الله قدوسا قدوسا نامت العیون و الرحمٰن لا تأخذه سنة ولا نوم۔

سہیلی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ آپؐ جس وقت پیدا ہوئے تو آپؐ کی زبانِ مبارک سے پہلے پہل یہی نکلا جَلَالُ رَبِّیْ رَفِیْعُ اللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُکْرَةً وَّ اَصِیْلًا۔ اور جب آپؐ کسی چیز کو پکڑنا چاہتے تو کہتے بسم اللہ۔ اور جب آپؐ کلام کرنا سیکھے تو اول اول آپؐ کی زبانِ پاک پر یہ کلمے جاری ہوئے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قُدُّوْسًا قُدُّوْسًا نَامَتِ الْعُیُوْنُ وَ الرَّحْمٰنُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔

اخرج الطبرانی وابن عساکر عن ابی هریرة رض قال خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حتی اذا کنا ببعض الطریق سمع صوت الحسنؓ والحسینؓ وهما یبکیان فقال لفاطمةؓ ما شان ابنی قالت العطش فنادی فی الناس هل احد منکم معه ماء فلم یجد مع احد منهم قطرة فقال

طبرانی اور ابن عساکر ابوہریرہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے۔ اثنا میں جبکہ ہم چل رہے تھے تو آپؐ نے حسنؑ اور حسینؑ کے رونے کی آواز سنی۔ تو آپؐ نے جناب مطہرہ فاطمہ زہرا علیہا السلام سے پوچھا کہ بچے کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے عرض کی۔ کہ پیاس کی وجہ سے روتے ہیں۔ آپؐ نے سب کو آواز دی کہ کسی کے پاس پانی ہے؟ مگر کسی کے پاس ایک قطرۂ آب نہ تھا۔ آپؐ نے زہرا

ناولینی احدھما فناولتہ ایاہ من تحت الخدرہ فاخذہ وضمہ الی صدرہ وھو یضغو ما یسکت فادلع لسانہ فجعل یمصہ حتی ھدأ وسکن فلم اسمع لہ بکاء والأخر یبکی کما ھو فقال ناولینی الأخر فناولتہ ایاہ ففعل بہ کذلک فسکت فما اسمع لہ صوتا ۔

فرمایا ایک کو مجھے دے۔ بی بی صاحبہ نے اوڑھنی کے اندر سے ایک آپؐ کو پکڑا دیا۔ آپؐ نے اُسے سینہ سے لگا کر اپنی زبان اُس کے منہ میں رکھ دی وُہ چوس کر چُپ ہو گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا دوسرا بھی دے۔ اُنہوں نے دوسرے کو بھی پکڑا دیا آپؐ نے اُسے بھی زبان چوسا دی وہ بھی سیراب ہو کر چُپ کر گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین صـ۶۶۱)

اخرج بن عساکر عن ابی جعفر قال بینما الحسنؑ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم عطش فاشتد ظماٗہ فطلب النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ماء فلم یجد فاعطاہ لسانہ فمصہ حتے روی ۔ (کنز العمال جلد ۷ صـ۱۰۱)

ابن عساکر نے ابی جعفر رضؓ سے روایت کی ہے کہ اثنائے سفر میں ایک دفعہ امام حسنؑ کو سخت پیاس لگی اور پانی نہ ملا تو آپ نے اُنہیں اپنی زبانِ مبارک چوسا دی اور وہ سیراب ہو کر چُپ ہو رہے۔ (واقعہ وُہی ہے)

اخرج البیھقی وابو نعیم عن رزینۃ مولاۃ رسول اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یوم عاشوراء کان یدعوا بُرضاعہ ورُضعاء ابنتہ فاطمۃ رضؓ فیتفل فی افواھھم ویقول للامھات لا ترضعنھم الی اللیل فکان ریقہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یجزیھم

ابو نعیم اور بیہقی نے رزینہ خادمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اور اپنی بیٹی فاطمہ کے بچّوں کو عاشورا کے دن بُلا کر اُن کے مُونہوں میں اپنا لب مبارک ڈال دیتے تھے۔ اور اُن کی ماؤں کو فرماتے تھے کہ اب انہیں رات تک بھی دودھ نہ دو گے تو انہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ کیونکہ اُن کو آپؐ کا آبِ دہن ہی کافی ہوتا تھا۔

اخرج الحاکم وصححہ والبیھقی و الطبرانی عن عبد الرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضؓ قال کان الحکم بن ابی العاصی یجلس الی النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فاذا تکلم النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اختلج بوجھہ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کن کذلک فلم یزل یختلج حتے مات

حاکم نے بتصحیح اور بیہقی اور طبرانی نے عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضؓ سے روایت کیا ہے کہ حکم بن عاصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ بیٹھتا تھا۔ ایک دن جبکہ آپؐ حاضرین سے کلام کر رہے تھے تو وہ منہ مار مار کر (معاذ اللہ) آپؐ کے سانگ لگانے لگ گیا۔ آپؐ نے دیکھ کر فرمایا چل ایسا ہی رہ۔ چنانچہ وہ مرتے دم تک منہ مارتا مر گیا۔ **ف** آپؐ کی زبانِ پاک سے کلمۂ کُن کا نکلنا ہی تھا۔ کہ وُہ ویسا ہی ہو گیا۔

اخرج بن سعد والبیھقی وابو نعیم عن ابن عباس رضؓ انہ قال حدثنی سلمانؓ ان

ابن سعد اور بیہقی اور ابو نعیم نے ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں میرے پاس سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان

النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعطاہ مثل
بیضۃ الدجاج من الذھب وقال ادھا عما
علیک وکان علیہ اربعون اوقیۃ للیھود الذین
کاتبھم فقال سلمان واین تقع ھذا مما علی
فاخذھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقلبھا علی لسانہ
وقال خذھا فان اللہ سیؤدی عنک قال
سلمان فوزنت لھم اربعین اوقیۃ وبقی عندی
مثل ما اعطیتھم ([illegible])

قال اہل العلم والایمان

قد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یکلم کل ذی لغۃ بلغتہ علی اختلاف
لغات العرب وترکیب الفاظھا واسالیب کلمھا
وکان احدھم لا یتجاوز لغتہ وان سمع لغت
غیرہ فکالعجمیۃ یسمعھا العربی وما ذلک منہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا بقوۃ الٰھیۃ و
موھبۃ ربانیۃ لانہ بعث الی الکافۃ طرًا
والی الناس سودا وحمرا فعلمہ جمیع اللغات
قال تعالی وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ
قَوْمِہٖ ای لغتھم فلما بعثہ اللہ للجمیع علمہ
الجمیع لیحدث الناس بما یعلمون فکان
ذلک من معجزاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وکان کلامہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بای لغۃ افصح من اھلھا وھو حجۃ
بذلک فقد اوتی فی سائر القوی

کیا کہ میرے مالکوں نے جن کا میں غُلام تھا۔ چالیس اوقیہ سونا لے کر
مجھے آزاد کر دینے کا وعدہ کیا ہُوا تھا اور مجھ سے یہ رقم ادا نہیں ہو
سکتی تھی۔ یہ سُن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مُرغی کے انڈے کے برابر سونا عطا کیا اور فرمایا کہ اِسے دے کر
آزاد ہو جا۔ مَیں نے عرض کیا کہ یہ چالیس اوقیہ کہاں ہو گا آپؐ
نے میرے ہاتھ سے لے کر اُسے اپنی زبان مبارک لگا دی۔ اور فرمایا
جا اِس سے تیرا قرض اُتر جائیگا۔ جب میں اُن کے پاس لے گیا تو
اُن کا قرض اُتر کر اُتنا ہی پھر میرے پاس بچ رہا۔

مُحدّثین رحمہم اللہ نے کہا ہے،

آپؐ ہر ایک زبان میں بامحاورہ کلام کرتے تھے اور جب کوئی خواہ
وہ کسی مُلک کا ہو آپؐ کے حضور میں حاضر ہو کر اپنی بولی میں کچھ بولتا
تھا تو آپؐ بھی اُسی بولی میں اُس سے باتیں کرتے۔ ہر ایک زبان میں
آپؐ کو اسقدر مہارت تھی۔ کہ اسلوبِ عبارت اور ترکیب الفاظ دیکھ
کر وُہ زبان دان حیران رہ جاتا تھا۔ جیسے آپ عربی زبان کے فصیح و
بلیغ تھے۔ ایسے ہی جب کسی دوسری زبان کو بولتے تو اُس زبان کے
الفاظ کلمہ و کلام، اُس زبان کے قواعدِ فصاحت و بلاغت کے مطابق
نکلتے حالانکہ غیر زبان کو خواہ کوئی کتنا ہی کوشش کرے مادری زبان والوں
کی برابر نہیں بول سکتا۔ یہ آپ کی زبان مبارک ہی کی خاصیت
تھی۔ کہ مادری زبان والے سُن کر دنگ ہو جاتے۔ یہ آپ کی زبان
میں قوت الٰہی تھی۔ اور آپ ایسے ہی ہونے چاہیئے تھے۔ کیونکہ آپؐ
تمام لوگوں کی طرف بھیجے گئے تھے۔ لہٰذا تمام بنی آدم کی زبانوں کا
زبان دان ہونا ضروری تھا۔ قرآن بھی اسکا شاہد ہے وَمَا اَرْسَلْنَا
مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ۔ آپؐ کے تمام قوے قوتِ بشری سے
بڑھ کر تھے۔ اسلیئے آپؐ بحسب اختلاف اصناف سب صنفوں کی

البشرية المحمودية زيادة ومزية على الناس
مع اختلاف الاصناف والاجناس مما
لا يضبطه قياس وقد خاطب بعض
الحبشة بكلامهم وبعض الفرس بكلامهم
وغيرهم مما هو ثابت فی كتب السنة و
فی شرح الشفا للشهاب الخفاجی ان جماعة
وفدوا على النبي صلى الله عليه وآله وسلم
حين بعث فلما دخلوا المسجد الحرام لم
يعرفوا النبي صلى الله عليه وآله وسلم وكانوا
لا يعرفون العربية فقال رجل منهم بلغته "من
اليون اسران" ايكم رسول الله فلم يفهم
الحاضرون قوله فقال النبي صلى الله
عليه وآله وسلم "اشكداور" معنے اشكد
اقبل ومعنى اور هنا وجعل رسول الله صلے
الله عليه وآله وسلم يجيبه بلغته ولا يفهم القوم
فاسلم وبايع وانصرف لقومه وكان النبي
صلى الله عليه وآله وسلم قد اخبر الصحابة
بقدومه ونعته فسبحان من علمه ذلك انه المنعم الكبير " (مواہب اللدنیہ)

بولیاں جانتے تھے۔ آپ نے بعض حبشیوں اور فارسیوں اور دیگر
ممالک کے لوگوں کے ساتھ اُن کی بولیوں میں گفتگوئیں کی ہیں۔ اور
کتب حدیث میں مذکور ہے۔ علامہ شہاب خفاجی نے شرح شفا
میں لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ قریب زمانہ دعوتِ نبوت کسی ملک سے
ایک وفد آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہُوا۔ جب وہ مسجدِ حرام
میں جہاں آپ اجلاس فرمایا کرتے تھے، داخل ہوئے تو وہ لوگ
آپ کو اس سبب سے کہ آپ کوئی امتیازی سامان لباس وغیرہ
نہیں رکھتے تھے پہچان نہ سکے تو اُن سے ایک شخص آگے ہو کر بولا۔
"من الیون اسران" یعنی تم سے رسول اللہ کون ہیں؟ حاضرین سے
کوئی نہ سمجھا۔ آپ نے ہی فرمایا "اشکداور" یعنی آگے آؤ۔ اشکد
کے معنی آگے آؤ اور اور کے معنی یہاں۔ یہ سُن کر وہ آگے ہوا اور
اپنی بولی میں جو جو پوچھتا رہا آپ جواب دیتے رہے حاضرین میں سے
سوائے اُسکے ساتھیوں کے کوئی کچھ نہ سمجھا۔ آخر اُس نے آپ کو
پیغمبرِ حق تسلیم کر لیا، اور بعد از قبولِ اسلام اپنے دیس کو واپس ہُوئے
آپ نے اُس کے آنے سے پہلے اُس کی خبر اپنے یاروں کو دی تھی۔
پاک ہے وہ ذاتِ اقدس جس نے آپ کو تمام جہان کا علم دیا
ہُوا تھا۔

اخرج ابن عساكر عن محمد بن
عبد الرحمن الزهري عن ابيه عن جده قال
قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم ايدالك الرجل امرأته
قال نعم اذا كان مفلجا فقال له ابو بكر يا رسول
الله ما قال لك وما قلت له قال انه قال
ايماطل الرجل اهله قلت نعم اذا كان مفلسا
قال ابو بكر يا رسول الله لقد طفت في

ابنِ عساکر نے محمد عبد الرحمٰن زہری سے اُس نے اپنے باپ
سے اُس نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن کسی شخص
نے بایں الفاظ "یارسول اللہ ایدالک الرجل امراتہ" سوال کیا۔ آپ
نے فرمایا "اذاکان مفلجا"۔ حضرت ابوبکرؓ حاضر تھے۔ عرض کیا۔ اُس نے
آپ سے کیا کہا اور آپ نے کیا؟ فرمایا اُس نے مجھ سے پوچھا تھا
کہ آدمی اپنی عورت سے قرض اُٹھا کر ادائے قرض میں دیر لگادے
تو جائز ہے؟ میں نے کہا ہاں جب کہ وہ مفلس اور نادار ہو تو کچھ مضائقہ نہیں

العرب وسمعتُ فصحاءهم وما سمعتُ افصح منك قال ادّبنی ربی ونشأتُ فی بنی سعد ۔
(رحمۃ للعالمین صلعم)

نقل الحلبی عن شواهد النبوۃ انه لما جاء سلمانؓ الی النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم لم یفهم النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم کلامه فطلب ترجمانا فاتی بتاجر من الیهود وکان یعرف الفارسیة والعربیة فمدح سلمانؓ النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم وذم الیهود بالفارسیة فغضب الیهودی وحرّف الترجمة فقال للنبی صلی اللہ علیه وآله وسلم ان سلمانؓ یشتمك فقال النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم هذا الفارسی جاء لیؤذینا فنزل جبرئیلؑ وترجم عن کلام سلمانؓ فقال النبیؐ ذلك قال الیهودی ان کنت تعرف الفارسیة فما حاجتك الیّ فقال علیه السلام علمنی الآن جبرائیلؑ فقال الیهودی قد کنتُ قبل هذا اتهمك والآن تحقق عندی انك رسول الله اشهد ان لا اله الا الله واشهد انك رسول الله ۔

اخرج الزبیر بن بکار عن محمد بن ابراهیم بن الحارث قال مرّ رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم فی غزوۃ ذی قردۃ علی ماء یقال له بیسان وهو مالح فقال بل هو نعمان وهو طیب فغیّر رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم الاسم وغیّر اللہ تعالی الماء فاشتراه طلحةؓ فتصدق به ۔ (رحمۃ للعالمین ص ۲۳۲)

حضرت ابوبکرؓ یہ سُن کر بولے میں اکثر عرب کے شہروں اور اطراف میں پھر چکا ہوں اور بڑے بڑے فصحا سے ملا ہوں لیکن میں نے آپؐ سے زیادہ تر کوئی فصیح نہیں دیکھا۔ فرمایا مجھے تعلیم الٰہی ہے اور میں بنی سعد میں پلا ہوں۔

حلبی نے شواہد النبوت سے نقل کیا ہے۔ کہ جب حضرت سلمانؓ فارسی بطلبِ حق جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو آپؐ نے اُس کے کلام کا ترجمہ کرنے کے لیے ایک یہودی کو بطور ترجمان طلب کیا جو تجارت پیشہ اور فارسی زبان جانتا تھا۔ اُس نے سلمانؓ کا کلام سُنا تو چونکہ سلمانؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت و ثنا کر رہے تھے۔ اور یہودیوں کو (جو آپؐ کا بُرا ذکر کر کے لوگوں کو آپؐ کے پاس آنے سے روکتے تھے) بُرا کہہ رہے تھے بیان کیا کہ یہ آپؐ کو بُرا کہہ رہا ہے آپؐ نے فرمایا یہ ہم کو بُرا کیوں کہنے آیا۔ یہ تو ہماری تعریف کر رہا ہے اور یہودیوں کے حق سے رُکنے رُکانے کی شکایت کر رہا ہے۔ ترجمان نے کہا کہ اگر آپؐ اس کے کلام کو سمجھ سکتے تھے تو مجھی بلا کر میرا کیوں حرج کیا؟ فرمایا ابھی مجھ کو جبرئیلؑ نے فارسی سکھائی ہے۔ یہودی نے یہ سُن کر عرض کیا کہ اس سے پہلے تو میں آپؐ کو بہت بُرا جانتا تھا۔ مگر اب مجھے آپؐ کے نبی ہونے کا یقین آگیا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ خُدا ایک ہے۔ اور آپؐ اُس کے سچے رسول ہیں۔

ابنِ بکار نے ابراہیم بن حارث سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ بنی قُرد میں ایک چشمہ پر نزول فرمایا جس کا نام بیسان تھا اور اُسکا پانی بہت نمکین تھا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ بیسان شور ہے۔ فرمایا بیسان نہیں بلکہ نعمان ہے اور وہ میٹھا ہے آپؐ کی زبان ہلنے کی دیر تھی۔ کہ وہ وَهُوَ طَيِّبٌ کہنے سے میٹھا ہو گیا۔ آپؐ نے اُسکا نام بدل دیا خدا نے مزہ اور اثر بدل دیا۔
فائدہ: اِس کوئیں کو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے خرید کر وقف کر دیا تھا۔

اخرجہ الامام احمد ومسلم والبیہقی
عن ابن عباسؓ قال قدم ضماد (مکۃ) وھو رجل
من ازد شنوۃ وکان یرقی من ھذہ الریاح
فسمع سفہاء الناس یقولون ان محمدا مجنون
فقال انی الرجل لعل اللہ ان یشفیہ علی
یدی قال فلقیت محمدا انی ارقی من ھذہ
الریاح وان اللہ یشفی علی یدی من یشاء
فھلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ان الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونؤمن بہ و
نتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا و
ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا
مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا
عبدہ ورسولہ فقال ضماد اعدھن علیّ
(ثلث مرات ۱۲ مسلم) فقال واللہ سمعت قول
الکھنۃ وقول السحرۃ وقول الشعراء فما
سمعت مثل ھؤلاء الکلمات وقد بلغن
قاموس (ناعوس ۱۲ مسلم) البحر فھلم
یدک ابایعک علی الاسلام فبایعہ ۱۲

اخرجہ ابن عساکر عن عثمانؓ بن
عفان قال کان لی مجلس عند ابو بکر فاتیتہ
فقال لی یوما یا عثمان ھذا رسول اللہ محمد
بن عبد اللہ قد بعثہ اللہ برسالتہ الی
خلقہ فھل لک ان تاتیہ فتسمع منہ
فقلت بلی فاتیتہ فقال یا عثمان اجب اللہ

امام احمدؒ اور مسلم اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کیا کہ
کہ قبیلہ ازد شنوءۃ سے ایک شخص ضماد نامی مکہ معظمہ میں آیا
تو بعض لوگوں کو یہ کہتے سُنا کہ محمدؐ کو جن ہے یا جنون۔ اُس نے کہا
کہ مَیں ایسے بیماروں کا علاج معالجہ اور جنتر منتر جانتا ہوں، خدا کسی آدمی
کو میرے ہاتھ سے آرام دے دیتا ہے۔ مجھے دکھاؤ وہ کہاں ہے؟ وہ
اُس کو آپؐ کے پاس لے آئے۔ ضماد جب آپؐ کے پاس آبیٹھا۔
تو آپؐ بولے۔ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ
وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ
سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ
فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا
شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ ضماد
نے کہا اسے پھر پڑھیے۔ آپؐ نے انہیں کلموں کو پھر دُہرا دیا
ضماد نے کہا خدا کی قسم مَیں نے کئی کاہنوں، ساحروں اور
شاعروں کی باتیں سُنیں۔ لیکن یہ جو آپؐ سے مَیں نے سُنا
ہے یہ تو گویا ایک بحرِ زخّار اور دریائے بے کنار ہے اپنا ہاتھ
بڑھایئے۔ مَیں آپؐ کی بیعت کرتا ہوں۔ خدا کی وحدانیت
اور آپؐ کی رسالت کو بصدقِ دل قبول کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر
مسلمان ہوا۔ اور وہ جو اُس کو لائے تھے۔ حیران و نادم ہو کر
پھر گئے۔ الحمد للہ۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۲۰)

ابنِ عساکر نے عثمان بن عفانؓ سے روایت کیا ہے،
وہ کہتے ہیں کہ قبل از اسلام میرا آنا جانا ابوبکر صدیقؓ کے پاس
بہت تھا۔ ایک دن انہوں نے مجھے کہا عثمان یہ اللہ کا رسول
ہے کیا تو نہیں چاہتا کہ اُس کے پاس چل کر اُس کا کلام سنے!
مَیں نے کہا چاہتا ہوں۔ پھر مَیں آپؐ کی خدمت میں حاضر
ہوا۔ آپؐ نے فرمایا، عثمان! اللہ کے حکموں کو قبول کر کے

الی جنتہ فانی رسول اللہ الیك والی خلقہ
قال فواللہ ما تمالکت حینما سمعت قولہ ان
اسلمتُ ۔

اُس کی رضامندی حاصل کر اور اُس کی جنت کا حق دار بن ۔ میں
تیری اور تمام جہان کی طرف بھیجا گیا ہوں ۔ حضرت عثمان کہتے ہیں
کہ میں اتنا ہی سُن کر اسقدر متاثر ہوا کہ بے اختیار ہو کر مسلمان ہو گیا۔

اخرج ابن سعد عن حلیمۃ قالت
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما
بلغ شھرین یحبوا علی کل جانب وفی ثلاثۃ اشھر
کان یقوم علی قدامیہ وفی اربعۃ کان
یمسك الجدار ویمشی وفی خمسۃ حصلت
لہ القدرۃ علی المشی فلما بلغ ثمانیۃ اشھر
کان یتکلم بحیث یسمع کلامہ ولما بلغ تسعۃ
شھر کان یتکلم بالکلام الفصیح ۔

ابن سعد نے حلیمہ سے روایت کیا ہے ۔ کہ جب آپ
دو ماہ کے ہوئے ۔ تو گھٹنوں کے بل صحن خانہ میں ہر طرف
پھرتے تھے ۔ اور تیسرے مہینہ میں آپ پیروں پر کھڑے ہونے
لگ گئے اور چوتھے مہینے میں آپ دیوار کو پکڑ پکڑ کر چلنے لگے
اور پانچویں مہینہ کے آپ اچھے چلتے پھرتے ۔ اور آٹھویں
مہینہ میں آپ پورے طور پر کلام کرنا سیکھ گئے ۔ اور نو ماہ کی
عمر میں ایسا فصیح و بلیغ بولتے تھے کہ اپنی قوم میں فصیح مانے ہوئے
عمر دراز آدمی آپ کا کلام سُن کر حیران رہ جاتے تھے ۔

لحیتہ المبارکۃ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کی ریش مبارک

اخرج البخاری عن عثمان بن عبد اللہ
بن موھب قال دخلت علی ام سلمۃ رض فاخرجت
الینا شعرا من شعر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخضوبا ۔

بخاری نے عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے روایت
کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ام المومنین ام سلمہ رض کے پاس گیا ۔ تو
انہوں نے آپ کے بالوں سے ایک بال ہمارے دیکھنے کو نکالا ۔
جو خضاب کئے ہوئے تھا ۔

اخرج الترمذی عن عبد اللہ بن
محمد بن عقیل بن ابی طالب قال رایت شعر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عند انس
بن مالك مخضوبا ۔

ترمذی نے عبد اللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب
سے روایت کیا ہے ۔ کہ میں نے انس رض بن مالک کے پاس
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگا ہوا ایک
بال دیکھا ہے ۔ (شمائل ترمذی مطبوعہ مجتبائی دہلی ص۵)

اخرج البغوی عن انس رض کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکثر دھن
راسہ وتسریح لحیتہ

بغوی نے انس رض سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اپنے بالوں کو تیل لگایا کرتے
اور اپنی ریش مبارک کو شانہ کیا کرتے تھے ۔

اخرج البیھقی من طریق ثمامۃ

بیہقی نے انس رض سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے

عن انس رض ان یهودیا اخذ شعرۃ من لحیۃ
النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقال اللّٰھم جمله
فاسودت لحیته بعد ما کانت بیضاء ۔"

قال الشیخ ولی اللہ المحدث الدھلوی
فی کتابه الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین
فی الحدیث الخامس عشر من اربعیناته ما نصه
اخبرنی والدی انه کان مریضا فرای النبی صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم فی النوم فقال کیف
حالک یا بنی ثم بشرہ بالشفاء واعطاہ
شعرتین من شعور لحیته المبارکة فتعافی
من المرض فی الحال ببرکتها وبقیت الشعرتان
عندہ فی الیقظة فاعطانی احدھما فها
ھی عندی الی الآن ۔" (الرجی بالقبول)

حلقه صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اخرج النسائی والحاکم و صححه عن
جابر ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و
اصحابه مروا بامرأۃ قد ذبحت لھم الشاۃ
واتخذت لھم طعاما فلما رجعوا قالت یا
رسول اللہ انا اتخذنا لکم طعاما فادخلوا
فکلوا فدخل ھو واصحابه فاخذ لقمة فلم
یستطع ان یسیغها فقال ھذہ شاۃ
ذبحت بغیر اذن اهلها فقالت المرأۃ یا
نبی اللہ انا لا نحتشم من آل معاذ ولا
یحتشمون منّا انا ناخذ منهم ویاخذون منّا

آپ کی ریشِ مبارک کا ایک بال زمین پر گرا دیکھ کر اُٹھا لیا۔ تو آپ نے
اُس کے حق میں دُعائے حصولِ تجمّل کی۔ اُس کی داڑھی سفید
تھی فوراً سیاہ و خوشنما ہوگئی۔ (کنز العمال)

شیخ مُحدّث ولی اللہ دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز اپنی کتاب
در الثمین فے مبشرات النبی الامین کی پندرھویں حدیث کے ضمن
میں لکھتے ہیں۔ کہ مجھے میرے والد بزرگوار شاہ عبدالرحیم قدس
سرّہ نے خبر دی کہ ایک دفعہ میں بیمار ہُوا جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا۔ آپ نے میرا
حال پوچھا اور صحت و شفا کی بشارت دی۔ اور وضو کے لیے پانی
طلب فرمایا۔ بعد از وضو ریشِ مبارک میں شانہ کیا۔ اور دو
بال مجھے عطا فرمائے۔ جب میں بیدار ہوا۔ تو مجھے بالکل صحت تھی
اور وہ دونوں بال میرے ہاتھ میں موجود تھے۔ چنانچہ والد مکرم نے
ایک اُن سے مجھے عطا فرمایا اور وُہ اب تک میرے پاس ہے۔

آپ کا حلق مبارک

نسائی اور حاکم نے جابر بن عبد اللہ سے (اور صحیح کہا حاکم
نے اس کو) روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
اپنے صحابہ سمیت ایک بی بی کے پاس سے گزرے۔ اُس نے آپ
کے لیے بکری ذبح کی۔ جب پھر اُس کے پاس سے واپس گزرے
تو اس نے عرض کی کہ میں نے آپ کے لیے کھانا تیار کر رکھا ہے۔ آپ
مع صحابہ اُس کے گھر میں داخل ہوئے جب اُس نے کھانا آگے رکھا
تو آپ نے گوشت کا ایک لقمہ لے کر منہ میں ڈالا۔ وہ حلق سے نیچے
نہ اُترا۔ فرمایا یہ بکری اُسکے مالک کی رضامندی کے سوا ذبح کی
گئی ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ ٹھیک اس کے مالک کی بےخبری
میں ہم نے پکڑ کر ذبح کر لی ہے۔ لیکن ہمارا اُن سے معاملہ ایسا ہے

کہ ہم آپس میں ایک دُوسرے سے جھجکتے نہیں - بوقتِ ضرورت ہم اُس کی چیز لے لیتے ہیں اور وہ ہماری - نہ ہم بُرا مناتے ہیں نہ وہ -

اخرج ابوداؤد والبیہقی عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی جنازۃ فرایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو علی القبر یوصی الحافر یقول اوسع من قبل رجلیہ اوسع من قبل راسہ فلما رجع استقبلہ داعی امرأتہ فجاء ونحن معہ فجیء بالطعام فوضع یدہ ثم وضع القوم فاکلوا فنظرنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یلوک لقمۃ فی فیہ ثم قال اجد لحم شاۃ اخذت بغیر اذن اھلھا فارسلت المرأۃ الی جار لی قد اشتری شاۃ ان یرسل بھا الی بثمنھا فلم یوجد فارسلت الی امرأتہ فارسلت الیّ بھا فقال رسول اللہ اطعمی ھذا الطعام الاسری -

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۱۱۷)

ابوداؤد اور بیہقی نے عاصم بن کلیب سے، اُس نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے، اُس نے ایک انصاری سے - کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ پر قبرستان تک گئے - مَیں نے دیکھا کہ آپ گورکنوں کو قبر کے صاف اور درست کرنے کی یعنی کبھی تو اُن کو پاؤں کی طرف سے کشادہ کرنے کی کبھی سر کی طرف سے فراخ کرنے کی وصیت کر رہے تھے - جب اُس کو دفنا کر واپس پھرے تو متوفی کی عورت کی طرف سے ایک شخص نے آپ کو کھانا کھانے کا پیغام دیا - آپ اُس کے گھر تشریف لے گئے - ہم بھی آپ کے ساتھ تھے - جب کھانا آگے رکھا گیا - اور آپ نے کھانا شروع کیا - اور ہم نے بھی شروع کیا تو ہم دیکھتے ہیں کہ آپ لقمہ کو دہانِ مبارک میں پھیرتے ہیں اور وہ حلق سے نیچے نہیں اُترتا - فرمایا مَیں معلوم کرتا ہوں کہ جس بکری کا یہ گوشت ہے، اُس کے مالک سے اجازت لے کر ذبح نہیں کی گئی - دریافت پر اُس عورت نے کہا کہ مَیں نے اپنے ہمسایہ کے پاس اپنے کسی آدمی کو بھیجا تھا کہ بکری قیمت سے لے آوے - مگر وہ نہ ملا اور بکری اُس کی عورت نے بھیج دی - فرمایا یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دے -

صوتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کی آواز مبارک

اخرج ابن عساکر عن علیؓ بن ابی طالب قال ما بعث اللہ نبیا قط الا صبیح الوجہ کریم الحسب حسن الصوت و ان نبیکم کان صبیح الوجہ کریم الحسب حسن الصوت -

ابن عساکر نے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ خداوند کریم نے جس پیغمبر کو بھیجا ہے خوبصورت، خوش آواز اور حسب و نسب کا بہتر بھیجا ہے - اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خوبصورت اور خوش آواز اور حسب و نسب کے برتر تھے -

اخرج ابوداؤد والنسائی عن

ابوداؤد اور نسائی نے عبد الرحمٰن بن معاذ تیمی سے روایت

عبد الرحمٰن بن معاذ التیمی قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ونحن بمنی ففتحت اسماعنا حتی کنا نسمع ما یقول ونحن فی منازلنا فطفق یعلمہم مناسکہم حتی بلغ الجمار فوضع اصبعیہ السبابتین۔

کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منٰی میں خطبہ پڑھا۔ کہ جہاں جہاں کوئی بیٹھا ہوا تھا سب کے کان کھل گئے۔ ہم اپنی اپنی فرودگاہوں میں آپ کی ہر ایک بات کو اس طرح سمجھ رہے تھے۔ جیسے کہ کوئی بالکل پاس ہو۔ آپ خطبہ میں ہم کو مناسک حج کی تعلیم دے رہے تھے۔ (ابوداؤد ومجتبائی دہلی ج ۱ ص ۲۶۸)

اخرج البیہقی وابونعیم عن البراء قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حتی سمع العواتق فی خدورھن

بیہقی اور ابونعیم نے براء سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو احکام الٰہی سنائے۔ آپ کی آواز اسقدر بلند تھی کہ گھر بیٹھی پردہ نشینوں نے اپنے اندروں میں سن لیا۔

اخرج ابونعیم عن بریدۃ رض قال صلی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوما ثم انفتل فنادی بصوت سمع العواتق فی خدورھن

ابونعیم نے ابی بریدہ رض سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن ہم کو نماز پڑھائی۔ پھر پیچھے کی طرف پھر کر آواز دی کہ پردہ نشین بی بیوں نے اندروں میں یہ آواز سن لی۔

اخرج ابونعیم عن ابی برزۃ رض قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بالھاجرۃ العلیا بصوت سمع العواتق فی خدورھن

ابونعیم نے ابی برزہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاجرہ علیا پر تشریف لائے اور اونچی آواز سے خدا پاک کے حکم سنائے کہ پردہ نشین عورتوں نے اپنے اندروں میں سب کچھ سن لیا۔

اخرج البیہقی وابن عساکر وابونعیم عن عائشۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جلس یوم الجمعۃ علی المنبر فقال للناس اجلسوا فسمعہ عبد اللہ بن رواحہ وھو فی بنی غنم فجلس فی مکانہ

بیہقی اور ابونعیم نے عائشہ رض سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن منبر پر بیٹھ کر فرمایا کہ سب بیٹھ جاؤ۔ اتنی آواز تھی۔ کہ اس حکم کو عبداللہ بن رواحہ نے کہ اس وقت وہ قبیلہ بنی غنم میں تھے سن لیا۔ اور وہ وہاں ہی بیٹھ گئے۔

اخرج البیہقی فی الدلائل عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم دعا رجلا الی الاسلام فقال لا اومن بک حتی تحی لی ابنتی فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارنی قبرھا

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابی ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ایک شخص کو اسلام لانے کو کہا۔ اس نے عرض کی۔ کہ اگر آپ میری بیٹی کو جلادیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ فرمایا اسکی قبر مجھے دکھادے۔ وہ آپ کو اپنی بیٹی کی قبر پر لے گیا۔ آپ نے کھڑے ہو کر اس کا نام لے کر

فاراه اياه فقال صلى الله عليه وآله وسلم يا
فلانة فقالت لبيك وسعديك فقال صلى
الله عليه وآله وسلم اتحبين ان ترجعي فقالت
والله يا رسول الله انى وجدت الله خيرا لى
من ابوى ووجدت الآخرة خيرا لى من الدنيا

بلایا۔ اُس نے اندر سے آواز دی کہ مَیں حاضر ہُوں۔ آپ نے
فرمایا تُو چاہتی ہے کہ تجھے دُنیا پر واپس بھیج دیا جائے؟
کہا نہیں۔ میرے رب کا پیار ماں باپ کے پیار سے افزوں
تر ہے اور آخرت کا آرام دُنیا کے آرام سے زیادہ ہے۔

(رحمۃ للعالمین ص ۴۳۲)

وروى القاضى فى كتابه الشفاء
عن الحسن البصري انه اتى رجل النبي صلى
الله عليه وآله وسلم فذكر انه طرح بنية
له فى وادٍ كذا فانطلق معه النبي صلى الله
عليه وآله وسلم الى الوادى وناداها باسمها
يا فلانة احيى باذن الله فخرجت وهى تقول
لبيك وسعديك فقال لها ان ابويك قد
اسلما فان احببتِ ان اردك عليهما قالت
لا حاجة لى فيهما وجدت الله خيرا لى منهما۔

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شفا
میں بسندِ خود حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر
عرض کی کہ میری بیٹی جنگل میں مرگئی اور وہاں ہی دفن کی گئی ہے۔
مجھے اُس کی جُدائی کا سخت صدمہ ہے آپ اُس کے ساتھ
اُس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اُسکا نام لے کر پکارا اور فرمایا
بحکمِ خدا قبر سے باہر آ۔ وہ آپ کی آواز سُن کر قبر سے باہر نکل
آئی۔ اور کہا مَیں حاضر ہُوں۔ بھلائی آپ کے لیے ہے۔
فرمایا تیرے ماں باپ مسلمان ہو گئے ہیں اگر تُو چاہے تو مَیں
تجھ کو اُن کے پاس دُنیا پر پھیر دُوں، اُس نے کہا، نہیں، مَیں نے اپنے رب کو اپنے ماں باپ سے
زیادہ شفیق ومہربان پایا ہے (اور مَیں آرام میں ہُوں)

اُذُنُهُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج البيهقى عن جابر بن عبد الله
ان رسول الله حين اراد الله كرامته وابتدأه
بالنبوة كان لا يمر بحجر ولا شجر الا سلم عليه
وسمع منه فيلتفت رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم خلفه وعن يمينه وعن شماله
فلا يرى الا الشجر وما حوله من الحجارة وهى
تحييه بتحية النبوة السلام عليك يا رسول الله.

آپ کے گوشِ مبارک

بیہقی نے جابرؓ بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے۔ کہ اللہ
تعالٰے نے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبری
عطا کرنی چاہی تو ابتدا میں حق تعالٰے نے ہر چیز کو آپ کی پہچان دی
تاکہ انسان اس سے آپ کی رسالت ونبوت کی صداقت کی دلیل
لیں چنانچہ قبل از نبوت جب بھی آپ کسی پتھر یا درخت کے
پاس سے گزرتے تھے تو وہ آپ کو السلام علیکم یا رسول اللہ
کہہ کر پکارتا تھا۔

اخرج الترمذی وابن ماجه و ابونعیم عن ابی ذر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی اری مالا ترون واسمع ما لا تسمعون اطت السماء وحق لہا ان تئط لیس فیہا موضع اربع اصابع الا وملک واضع جبہتہ ساجداً للہ "

ترمذی اور ابن ماجہ اور ابونعیم نے ابوذر رض سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا، میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ چونکہ آسمان اور حق ہے کہ وہ چوں کرے، کیونکہ آسمان پر ایک چپہ جگہ بھی خالی نہیں، جس پر کوئی فرشتہ ماتھا رکھے سجدہ نہ کر رہا ہو۔

اخرج ابونعیم عن حکیم بن حزام قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی اصحابہ اذ قال لہم تسمعون ما اسمع قالوا ما نسمع من شیٔ قال انی لاسمع اطیط السماء وما تلام ان تئط وما فیہا موضع شبر الا وعلیہ ملک ساجد او قائم "

ابونعیم نے حکیم بن حزام سے روایت کیا ہے کہ درانحالیکہ آپ اپنے اصحابوں میں تھے تو آپ نے فرمایا کیا تم سنتے ہو جو میں سنتا ہوں؟ سب نے عرض کیا ہم کچھ نہیں سنتے۔ فرمایا میں تو آسمان کا چوں چوں سنتا ہوں۔ اور ایسا کیوں نہ کرے۔ کیونکہ اُس پر ایک بالشت کی جگہ بھی خالی نہیں کہ جس پر ایک نہ ایک فرشتہ سجدہ میں پڑا ہوا نہ ہو یا اپنے رب کے جلال میں کھڑا نہ ہو۔

اخرج الطبرانی عن ابی ایوب قال قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ابا ایوب اتسمع ما اسمع اسمع اصوات الیہود فی قبورہم "

طبرانی نے ابی ایوب رض سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے ابا ایوب کیا تو سنتا ہے جو میں سنتا ہوں؟ میں یہودیوں کی آواز سنتا ہوں جن کو کہ قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

اخرج الحاکم عن انس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبلال یا بلال ھل تسمع ما اسمع انہم یعذبون فی قبورہم "

(صحیح المستدرک مطبوعہ حیدر آباد)

حاکم نے مستدرک میں انس رض سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال رض کو کہا۔ اے بلال رض تو سنتا ہے جو میں سنتا ہوں؟ انہیں (یہودیوں کو) عذاب ہو رہا ہے اور یہ قبروں میں واویلا کر رہے ہیں۔

اخرج الحاکم عن بن عباس رض و الدارقطنی عن بن عمر رض قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرفع راسہ الی السماء فقال و علیکم السلام ورحمۃ اللہ فقال الناس یا رسول اللہ ماھذا قال مر بی جعفر بن ابی طالب فی

حاکم نے ابن عباس رض سے اور دارقطنی نے ابن عمر رض سے روایت کیا ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ناگہاں آپ نے سر مبارک اوپر اٹھا کر فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ حاضرین نے عرض کیا کہ آپ نے کس کو جواب سلام دیا ہے؟ فرمایا جعفر رض بن ابی طالب فرشتوں کی ایک جماعت کے

ے انوار المحمدیہ صفحہ ۴۸۲

سلام من الملئكة فسلم علیّ ۱۲

اخرج الطبرانی عن میمونة ام المؤمنین رضی اللہ عنہا قالت بات عندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیلة فقام لیتوضاء للصلوٰة فسمعتہ یقول فی متوضئہ باللیل لبیک لبیک لبیک نصرتُ نصرتُ نصرتُ فلما خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قلتُ یا رسول اللہ سمعتک تقول فی متوضئک لبیک ثلاثا ونصرتُ ثلاثا کانک تکلم انسانا فهل کان معک احد فقال هذا راجز بنی کعب وهم بطن من خزاعة یستصرخنی ویزعم ان قریشا اعانت علیهم بنی بکر وقد کانت بنو بکر دخلت فی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلزمت النبی نصرتهم فکانت اعانة قریش لبنی بکر علی خزاعة نقضا لصلحها مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکانت هذه القضیة سببا لفتح مکة فان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجهز بعدها لفتح مکة وفتحها ۔

(رحمة اللعالمین صـ۲۹۳)

اخرج البخاری عن ابی هریرة رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالی قال من عادی لی ولیا فقد اٰذنتہ بالحرب وما تقرب الیّ عبدی بشیٔ احب الیّ مما افترضت علیہ وما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ألخ

ساتھ اوپر سے گزرے ہیں اُنہوں نے مجھ سلام کیا جسکا میں نے جواب دیا۔

طبرانی نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رات میرے ہاں تھے۔ آپ حسب معمول ادائے نماز تہجد کے لیے اُٹھے اور وضو کرنے کی جگہ پر بیٹھے۔ تو مَیں نے سنا کہ آپ نے کسی سے جیسے کوئی پاس ہوتا ہے تین بار لبیک لبیک لبیک اور نُصِرتَ نُصِرتَ نُصِرتَ کہا میں نے عرض کیا کہ آپ لبیک لبیک اور نُصِرتَ کسے کہہ رہے تھے؟ فرمایا بنی کعب (بطن بنی خزاعہ سے) کا راجز (درحالیکہ وہ اُس وقت مکہ میں تھے اور آپ مدینہ منورہ میں) مجھ سے فریاد کر رہا ہے کہ قریش عہد کو توڑ کر بنی بکر کی مدد کر کے ہم کو قتل و غارت کرنے پر آمادہ ہیں۔ میں اُسے کہہ رہا تھا کہ ہم تمہاری قوم (خزاعہ) کی مدد کرینگے۔ چنانچہ آپ نے بحسب وعدہ غیبی قریش پر چڑھائی کی اور مکہ فتح کیا۔

ف صلح حدیبیہ میں بنی بکر قریش کے عہد (ذمہ داری) میں آئے تھے اور خزاعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں تھے۔ اور عہد یہ تھا۔ کہ آئندہ دس سال تک باہمی جنگ نہ ہوگی۔ مگر قریش نے عہد اور شرائطِ صلح کو توڑ دیا۔ اسلیے آپ نے مکہ پر لشکر کشی کی اور حق تعالے نے آپ کو ہمیشہ کے لیے فتح بخشی۔

بخاری رح نے ابی ہریرہ رض سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص میرے کسی دوست سے دشمنی رکھے تو میں اُسے اپنے ساتھ لڑائی کے لیے بُلاتا ہوں۔ اور مجھے اپنے بندہ سے بادائے فرض میرا قرب حاصل کرنا بہت پیارا ہے اور جو ہر وقت میری عبادت میں گزارتا ہے نوافل میں شاغل رہتا ہے تو میں اُس سے پیار لگا لیتا ہوں اور اُس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے سنتا ہے اُس کی آنکھیں ہو

لہ ای الذی احببتہ

جاتا ہوں، وہ مجھ سے دیکھتا ہے۔ (آخر حدیث تک)

روی الطبرانی عن ابی الدرداء ؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اکثروا الصلوٰة علیّ یوم الجمعة فانه یوم مشهود تشهده الملٰئکة لیس من عبد یصلی الا بلغنی صوته حیث کان قلنا وبعد وفاتك قال وبعد وفاتی فان الله عزّ وجل حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء ۱۲ ورواه النسائی ایضاً

طبرانی نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھ پر بہت درود بھیجا کرو کیونکہ اُس دن میں ملائکہ رحمت کا نزول بہ نسبت دیگر ایام زیادہ ہوتا ہے۔ کوئی ایسا شخص نہیں کہ اُس دن مجھ پر درُود بھیجے اور مجھے اسکی یہ آواز نہ پہنچے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ بعد از وفات بھی آپ ؐ سنینگے؟ فرمایا ہاں۔ ہم پیغمبر قبروں میں بھی ویسے ہی رہتے ہیں جیسے دُنیا میں ہوتے ہیں۔

عنقه صلی الله علیه وآله وسلم

آپ ؐ کی گردن مُبارک

اخرج مسلم عن ابی هریرة ؓ قال قال ابو جهل هل یعفر محمد وجهه بین اظهرکم فقیل نعم فقال واللات والعزی لئن رأیته یفعل ذلك لأطأن علی رقبته ولاعفرن وجهه فی التراب فاتی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وهو یصلی لیطأ علی رقبته فما فجأهم منه الا وهو ینکص علی عقبیه ویتقی بیدیه فقیل له ما لك قال ان بینی وبینه لخندقا من نار وهولا واجنحة فقال رسول الله لو دنا منی لاختطفته الملائکة عضوا عضوا وانزل الله کلا ان الانسان لیطغی ۱۲ (مسلم ج ۲ ص ۳۷۲)

مسلم نے ابو ہریرہ رضہ سے روایت کیا ہے کہ ابو جہل نے چند اشخاص سے کہا کہ محمدؐ تم میں آکر اپنا منہ ماتھا زمین پر گھستا ہے؟ (یعنی نماز پڑھتا ہے اور سجدہ کرتا ہے) اُنہوں نے کہا ہاں۔ کہا مجھے لات وعزیٰ کی قسم اگر میں اُسے ایسا کرتا دیکھ لونگا تو میں اُسکی گردن لتاڑ دونگا اور اُس کا منہ خاک میں ملا دونگا۔ یہ کہہ کر اس ارادہ پر آپؐ کی طرف آیا۔ آپؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ لوگوں نے دیکھا کہ آپ ؐ کی طرف آ ہی رہا تھا کہ ناگہاں اپنی ایڑیوں پر پھرا۔ یعنی اُلٹا بھاگتا منہ پر ہاتھ رکھے نظر آیا۔ جیسے کوئی اپنے منہ کو کسی منہ پر پڑتی ہوئی چیز سے بچاتا ہو۔ لوگ دیکھ کر متعجب ہوئے اور اُسے پوچھا کہ تجھے کیا ہُوا؟ کہا میں نے جب آپؐ کی گردن پر وار کرنے کو آگے ہونا چاہا تو مَیں نے دیکھا کہ میرے اور آپؐ کے درمیان آگ کی ایک کھائی ہے۔ اور بڑے بڑے پر مجھے نظر آئے۔ مجھے یقین ہوگیا۔ کہ اگر مَیں آگے بڑھوں تو جلدی آگ میں گر پڑوں۔ خوف کے مارے مَیں وہاں سے بہت جلد اُلٹا دوڑا اور جان بچالایا۔ حضور علیہ وآلہ الصلوٰة والسلام نے اُس کا اپنا یہ بیان چشمدید سنا تو فرمایا کبھی اگر وہ میرے نزدیک آجاتا تو فرشتے اُسکا جوڑ جوڑ جدا کرکے آگ کی کھائی میں پھینک دیتے۔ آیت کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی اسی بارہ میں نازل ہوئی ہے۔

بخاریؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ ابوجہل نے کہا اگر میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھ لیا تو اُس کی گردن لتاڑ دونگا۔ یہ بات آپ کو بھی پہنچ گئی۔ آپ نے فرمایا اگر وہ ایسا کریگا تو فرشتے اُس کو ظاہر پکڑ لینگے۔ یہ کہکر اسی بات کے غصہ پر مسجد کو تشریف لے گئے اور جلدی سے اندر داخل ہوکر ایک دیوار کے پیچھے ہو بیٹھے یہ دیکھ کر میں نے کہا آج خیر نہیں یعنی آپکے غصہ پر خدا کیا کرے۔ اس حدیث کو بزار اور بیہقی اور طبرانی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے

اخرج البخاری عن ابن عباسؓ قال قال ابوجہل لئن رأیت محمدا یصلی عند الکعبۃ لأطأن علی عنقہ فبلغ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقال لو فعل لاخذتہ الملٰئکۃ عیانا فخرج غضبان بقول ابی جہل حتی جاء المسجد فعجل ان یدخل من الباب فاقتحم الحائط فقلت ھذا یوم اشر۔

(بخاری جلد ۶ صفحہ)

آپکے دوش مبارک

کتفاہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بزار اور بیہقی نے ابی ہریرہ رضہ سے روایت کیا ہے، کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھے ننگے ہوجاتے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ چاندی کے ڈھلے ہوئے ہیں۔

اخرج البزار والبیہقی عن ابی ہریرۃؓ اذا وضع یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ردآءہ عن منکبیہ فکانما سبیکۃ فضۃ۔ (ترمذی ایضا)

حاکم نے علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ فتح مکہ کے روز جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ شریف کے اندر تشریف لائے تو آپ نے مجھے ایک طرف بیٹھنے کا حکم دیا اور میرے کندھوں پر چڑھ کر حکم دیا اُٹھ کھڑا ہو۔ میں اُٹھا لیکن جب آپ نے اپنے نیچے میرے ضعف کو معلوم کیا یعنی سمجھا کہ میں آپکا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا تو فرمایا بیٹھ جا۔ اور آپ میرے کندھوں سے اتر آئے اور خود بیٹھ کر مجھے اپنے کندھوں پر چڑھالیا اور بے تکلف کھڑے ہوگئے اسقدر زور اور چستی سے۔ کہ اگر میں چاہتا تو مجھے آسمان تک پہنچا سکتے۔

اخرجؒ الحاکم عن علی علیہ السلام قال انطلق بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حتی اتی الکعبۃ فقال اجلس فجلست الی جنب الکعبۃ فصعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لمنکبی ثم قال لی انھض فنھضت فلما رأی ضعفی تحتہ قال اجلس ثم قال یا علی اجلس علی منکبی ففعلت ثم نھض بی فلما نھض بی خیل الی انی لو شئت نلت افق السماء۔

امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابوجہل جب آپ کو پتھر مارنے کے لیے آپ کے قریب آیا کہ دو بڑے بڑے اژدہا

وحکی الامام الرازی فی تفسیرہ وغیرہ لما اراد ابوجہل ان یرمیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

ف صحیح مستدرک مطبوعہ حیدرآباد دکن۔

بالحجر رامی علی کتفیه شبابین فانصرف مرعوبا۔ (تفسیر کبیر زیر آیت کلا ان الانسان لیطغی)

ابطہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج[1] الشیخان عن انس رض قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یرفع یدیہ فی الدعاء حتی یُری بیاض ابطہ۔

اخرج ابن سعد عن جابر رض قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا سجد یُری بیاض ابطیہ۔

قال المحب الطبری من خصائصہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الابط من جمیع الناس متغیر اللون غیرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وزاد انہ الشعر فیہ۔

اخرج الدارمی عن رجل من بنی حریش قال کنت مع الجیین رجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماعز بن مالک فلما اخذتہ الحجارۃ ارعبت فضمنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فسال علیّ من عرق ابطہ مثل ریح المسک۔

(خصائص الکبری ج ۱ ص ۳۹)

عضدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج البیہقی وابونعیم عن ابی امامۃ قال کان رجل یقال لہ رکانہ وکان من اشد الناس

آپ کے کندھوں پر منہ کھولے کھڑے اُس کو تاک رہے ہیں۔ وہ ڈر کر بھاگا اور پھر تمام عمر آپ کے نزدیک نہ آیا۔

آپ کے بغل مبارک

بخاری اور مسلم نے انس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعا میں اسقدر بلند ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھا ہے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آرہی تھی۔

ابن سعد نے جابر رض سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ کیا کرتے تھے تو آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیا کرتی تھی۔

محب طبری نے آپ کے خصائص میں روایت کیا ہے، کہ آپ کی بغل مبارک کا رنگ متغیر نہیں تھا۔ حالانکہ دیگر آدمیوں کی بغلوں کا رنگ متغیر ہوتا ہے۔ اور نہ ہی آپ کی بغلوں میں بال تھے۔ صاف اور خوش بو تھیں۔

دارمی نے بنی حریش کے ایک ثقہ سے روایت کیا ہے۔ کہ جب آپ نے ماعز بن مالک کو اُسکے اقرار بالزنا پر سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا۔ تو اُس کے بدن پر پتھر برستے دیکھ کر مجھے ڈر کے مارے استادہ رہنے کی طاقت نہ رہی۔ گھبرا کر قریب تھا کہ میں گر پڑتا۔ کہ آپ نے مجھے اپنے ساتھ لگالیا۔ وہ ایسا وقت تھا کہ آپ کی بغلوں کا پسینہ مجھ پر ٹپک رہا تھا اور مجھے اُس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی (خوشبو سے میرا دل قوی رہا)

آپ کے بازوئے مبارک

بیہقی اور ابو نعیم نے ابو امامہ رض سے روایت کیا ہے۔ کہ بنی ہاشم سے ایک شخص رکانہ نام بڑا اشد اور بہت دلیر اور

[1] بخاری ج ۷ ص ۱۳۵

وافتكهم وكان مشركا وكان يرعى غنما في واد
يقال له اضم فخرج نبي الله صلى الله عليه و
آله وسلم ذات يوم وتوجه قبل ذلك الوادي
فلقيه ركانة وليس مع النبي صلى الله عليه و
آله وسلم احد فقام اليه ركانة فقال يا محمد
انت الذي تشتم آلهتنا اللات والعزى
وتدعو الى الهك العزيز الحكيم ولولا رحم
بيني وبينك ما كلمتك الكلام حتى اقتلك
ولكن ادع الهك العزيز الحكيم ينجيك مني
اليوم وساعرض عليك امرا هل لك ان اصارعك
وتدعو الهك العزيز الحكيم يعينك علي و
ادعو اللات والعزى فان انت صرعتني
فلك عشر من غنمي هذه تختارها فقال عند
ذلك نبي الله صلى الله عليه وآله وسلم
نعم ان شئت فاستعد ودعا نبي الله صلى الله
عليه وآله وسلم فصرعه وجلس على صدره
فقال ركانة قم فلست انت الذي فعلت
بي هذا انما فعله الهك العزيز الحكيم و
خذلني اللات والعزى وما وضع احد
قط جنبي قبلك فقال ركانة عد فان انت
صرعتني فلك عشر اخرى تختارها فاخذه
النبي صلى الله عليه وآله وسلم ودعا
كل واحد منهما الهه كما فعل اول مرة فصرعه
نبي الله صلى الله عليه وآله وسلم فجلس على كبده
فقال له ركانة قم فلست انت الذي فعلت

بہادر، مشرک اور دشمنِ اسلام تھا۔ اور ایک جنگل میں جسے اِضَم
کہتے تھے رہا کرتا تھا۔ بکریاں چراتا اور مالدار تھا۔ ایک دن حضور پُرنُور
صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اکیلے اُس طرف جا نکلے۔ رکانہ نے آپ کو دیکھا
اور پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور بولا اے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) تو ہی
ہمارے لات و عزیٰ کی جنکی ہم پرستش کرتے ہیں توہین و تحقیر کیا
کرتا ہے اور ایک اکیلے خدا کی جسے تُو بڑا غلبہ والا اور صاحبِ قوت
جانتا ہے عبادت کرتا ہے۔ ہمارے معبودوں کی ہتک اور اُسکی
مدح و ثنا کیا کرتا ہے۔ اگر میرا تیرا تعلق رحمی نہ ہوتا تو میں تجھے مار دیتا،
ایک بات نہ کرتا۔ آ میرے ساتھ کشتی کر۔ آج تیرے عزیز و حکیم کو
تو دیکھ لوں کتنا بڑا طاقتور اور بہادر ہے۔ میں اپنے لات و عزیٰ
کو پکارتا ہوں تُو اپنے عزیز و حکیم کو کہہ تیری مدد کرے۔ اگر تُو نے مجھے
کُشتی میں زیر کر لیا۔ تو میں تجھے دس بکرے جنہیں تُو پسند کرے
دُونگا۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا اگر تو مجھ سے کُشتی کرنا چاہتا ہے۔ تو
آ تیار ہو۔ یہ سُن کر بڑے غرور اور فخر سے آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا
آپ نے پہلی ہی جھپٹ میں اُسے زمین پر گرا دیا۔ اور اُس کے
سینہ پر ہو بیٹھے۔ رکانہ نے کہا میرے سینہ سے اُٹھ کھڑا ہو۔
اور اپنے دل میں خیال نہ کر کہ تُو نے مجھے گرا دیا ہے، یہ تیرے عزیز و
حکیم کا کام ہے۔ لات اور عزیٰ نے آج میری طرف دھیان نہیں
کیا۔ میرا تو آج تک کسی نے کندھا نہیں لگایا۔ آ۔ دوسری بار
پھر کُشتی کریں۔ اگر تُو نے مجھے گرا دیا۔ تو دس بکرے بکریاں جنہیں تو
پسند کرتا ہے اور تجھے دُونگا۔ آپ نے فرمایا، آ۔ اور اپنے اکیلے
رب کا نام لے کر اُسے پکڑ لیا۔ اور لات و عزیٰ کے پرستار کو اُٹھا
کر چت زمین پر دے مارا اور سینہ پر ہو بیٹھے۔ رکانہ نے جب
یہ دیکھا۔ کہا۔ اُٹھ یہ تیرا کام نہیں۔ تیرا عزیز و حکیم تجھے مدد دے
رہا ہے اور میرے لات و عزیٰ آج مجھ پر کچھ ناراض معلوم ہوتے ہیں

بی هذا انما فعله الملك العزيز الحكيم وخذلني
اللات والعزّى وما وضع جنبي احد قط
قبلك ثم قال ركانة عُد فان انت صرعتني
فلك عشر اخرى تختارها فاخذه نبي الله صلى الله
عليه وآله وسلم وصرعه فقال ركانة لست انت
الذي فعلت بي هذا وانما فعله الملك العزيز
الحكيم وخذلني اللات والعزّى فدونك
ثلثون شاة من غنمي فاخترها فقال له النبي
صلى الله عليه وآله وسلم ما اريد ذلك ولكني ادعوك
الى الاسلام يا ركانة وانفس بك ان تصير
الى النار ان تسلم تسلم فقال له ركانة لا الا ان
تريني اية فقال نبي الله الله عليك شهيد
ان انا دعوت ربي فاراك اية لتجيبني الى
ما دعوتك اليه قال نعم وقريب منه شجرة سمر
ذات فروع وقضبان فاشار اليها نبي الله صلى
الله عليه وآله وسلم وقال لها اقبلي باذن الله
فانشقت باثنتين فاقبلت على نصف شقها
بقضبانها وفروعها حتى كانت بين يدي
نبي الله وبين ركانة فقال له ركانة اريتني عظيما
فمرها فلترجع فقال له نبي الله صلى الله عليه وآله
وسلم عليك الله شهيد لئن انا دعوت ربي
ورجعت تجيبني الى ما دعوتك اليه قال نعم
فرجعت بقضبانها وفروعها حتى التأمت
لشقها فقال له نبي الله صلى الله عليه وآله وسلم اسلم
تسلم فقال له ركانة ما بي الا ان اكون رأيت

مجھے تو آج تک کسی نے پچھاڑا نہیں۔ خیر آ۔ تیسری دفعہ مجھے لات و عزیٰ
پر پوری امید ہے۔ کہ اب کے وہ مجھے مدد دینگے۔ اور اگر تو نے مجھے
گرا دیا تو دس اور بکرے بکریاں جنہیں تو پسند کریگا' انعام دونگا۔
آپ نے اپنے مولیٰ پاک یکتا و بے ہمتا کا نام پاک لے کر اُسے پکڑ لیا
اور وہ یا لات اور یا عزیٰ بکتا ہی رہ گیا کہ فوراً زمین پر پٹکا کر اُس کے
سینہ پر ہو بیٹھے۔ رکانہ نے کہا' میرے سینہ سے اُتر۔ تو نے مجھے کیا گرانا
تھا' مجھے تو آج تک کسی نے گرایا نہیں۔ یہ تیرے عزیز حکیم کا کام ہے
تیس بکرے بکریاں میرے مال سے اپنے حسبِ منشا لے جا۔ آپ نے
فرمایا مجھے تیری بکریوں کی کیا پرواہ ہے! البتہ میں تیرے موحد ہونے کی
پرواہ رکھتا ہوں۔ مجھے افسوس آتا ہے کہ تو میرے رحم سے ہو کر دوزخ کو
جائیگا۔ سب کو چھوڑ کر ایک خدا کو مان' اور اُسی کا ہو جا' وہ تیری
ہمیشہ مدد کریگا۔ اگر تو لات و عزیٰ کو دل سے چھوڑ کر سچے ایک معبود
پر ایمان لے آئے تو دوزخ سے بچ جائیگا۔ رکانہ نے کہا مجھے اپنے ایک
خدا کا کوئی نشان دکھا۔ آپ نے فرمایا ابھی تو تو نے دیکھا ہے۔ کہ
تیرے کتنے خدا لات و عزیٰ وغیرہا میرے ایک خدا یگانہ و یکتا
کے سامنے تجھے کچھ مدد نہیں دے سکے۔ اچھا اگر تجھے کوئی اور نشان
بھی جو تو دیکھنا چاہے دکھا دیا جائے تو تو ایک خدا کو جس نے مجھے اپنا
رسول کر کے بھیجا ہے' مان لیگا؟ بولا ہاں' مان لونگا۔ فرمایا تیری اِس
بات پر خدا گواہ ہے۔ پھر آپ نے ایک درخت کو جس کی جڑھیں بہت
مضبوط اور بڑی شاخیں تھیں اشارہ کر کے کہا اے درخت! خدا
کے حکم کو قبول کر۔ وہ فوراً لمبی طرف کا بیچ سے پھٹ کر دو ہو گیا۔ اور
ایک طرف کا آدھا آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ رکانہ نے کہا بیشک تو
نے مجھے بہت بڑا نشان دکھایا ہے۔ اِسے کہہ دیجئے کہ یہ پھر اپنے نصف سے
مل کر ایک ہو جائے۔ آپ نے فرمایا میں خدا کو تجھ پر گواہ کرتا ہوں کہ اگر
میری دُعا سے باذن اللہ اپنے اصل مقام پر اپنے نصف قائم سے جا کر

عظيما ولاادري ان تحدث نساء اهل المدينة وصبيانهم انه لم يضع جنبي قط احد ولم يدخل قلبي رعب ساعة قط ليلا ونهارا ولكن دونك فاختر غنمك فقال له النبي صلى الله عليه وآله وسلم ليس لي حاجة الى غنمك اذ ابيت ان تسلم فانطلق نبي الله راجعا فاقبل ابوبكر و عمر رضي الله عنهما يلتمسانه فاخبرا انه قد توجه وادي اضم وقد عرفا انه وادي ركانة لايكاد يخطئه فخرجا في طلبه واشفقا ان يلقاه ركانة فيقتله فجعلا يصعدان على كل شرف ويتشرفان مخرجا له اذ نظرا الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقالا يا نبي الله كيف تخرج الى هذا الوادي وحدك وقد عرفت انه جهة ركانة وانه من اقتل الناس واشدهم تكذيبا لك فضحك اليهما النبي صلى الله عليه وآله وسلم ثم قال لم يكن يصل الي والله معي وانشأ يحدثهما حديثه والذي فعل به والذي اراه فعجبا من ذلك فقالا يا رسول الله اصرعت ركانة لا والذي بعثك بالحق ما نعلم انه ما وضع جنبه انسان قط فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم دعوت ربي فاعانني عليه

مل جائے تو تو میری بات کو قبول کر لیگا؟ بولا ہاں۔ آپؐ نے اس درخت سے فرمایا جا' اپنے نصف سے جو اپنی جگہ پر کھڑا ہے' مل کر ایک ہو جا۔ وہ بحکم خدا اسی طرح ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کو حاضر ناظر جان کر اسلام لا۔ اور اس کے عذاب سے بچ۔ رکانہ نے کہا کہ مجھے تمہارے ایک خدا کو ماننے میں اب کیا شبہ ہے جبکہ میں ایک بڑا نشان دیکھ چکا ہوں۔ مگر نفس جھجکتا ہے کہ مدینہ اور نواح کی عورتیں اور بچے جہاں جہاں سنینگے کہینگے کہ رکانہ نے کشتی میں گر کر اسلام قبول کر لیا۔ کیونکہ یہ سب کو معلوم ہے کہ آج تک مجھے کسی نے نہیں گرایا اور نہ میرے دل میں کسی کا ذرہ بھر رعب آیا ہے۔ لیکن آپ میرے مال سے تیس بکرے بکریاں جن کا میں وعدہ کر چکا ہوں لے جائیے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے دنیا کو صرف ایک خدا منوانے کی پرواہ ہے۔ تیرے مال اور تمام دنیا کی پرواہ نہیں۔ یہ کہہ کر آپؐ واپس تشریف لے آئے۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ کی تلاش اور تجسس میں ہر طرف اچان بچان پھر رہے تھے۔ کسی سے یہ خبر پاکر کہ آپؐ وادی اضم کو تشریف لے گئے تھے جنگل کے سر پر انتظار میں کھڑے دیکھ رہے تھے، اور آپس میں کہہ رہے تھے کہ اس طرف جانا بہت مشکل ہے۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اس طرف رکانہ کا قبضہ ہے اور بہت شریر اور دشمن اسلام ہے۔ ناگہاں آپؐ ادھر سے واپس تشریف لاتے نظر پڑ گئے، دونوں نے آگے پہنچ کر عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ اکیلے اس جنگل کو کیوں چلے گئے حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ رکانہ جو مشہور پہلوان اور آپ کا دشمن ہے یہیں رہتا ہے۔ اور وہ بڑا زور آور اور نبرد آزما تیز کشتی گیر اور بے پیر آدمی ہے۔ آپؐ یہ سن کر ہنسے اور فرمایا جب کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت میرے ساتھ ہے اور بموجب وعدہ واللہ یعصمک من الناس میری حفاظت کا ذمہ وار ہے تو رکانہ مجھ سے کسی طرح کی بدسلوکی کیسے کر سکتا تھا؟ پھر آپؐ نے رکانہ سے ملنے اور کشتی وغیرہ کا تمام ماجرا بیان کرنا شروع کر دیا۔ وہ سن سن کر تعجب کر رہے تھے۔ اور خوشی پر خوشی کے لیئے بار بار اس کے زمین پر گرنے کی بات سنتے۔ اور کہتے کہ وہ ایسا زبردست طاقتور ہے کہ آج تک اسے کسی نے گرایا نہیں۔

اُسے گرانا آپ ہی کا کام تھا۔ آپ نے فرمایا خدا نے اُسے گرایا۔ اُس کی طاقت کچھ اور ہے اور میری کچھ اور۔

ف آپ کا رکانہ کو کشتی میں گرا دینا ابوداؤد مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۶ھ جلد ۲ صفحہ ۲۹ پر بھی مروی ہے۔

اخرج هذا الحديث ايضا الحاكم في مستدركه وروى السهيلي والبيهقي انه عليه الصلوٰة والسلام صارع اباالاسود الجمحي وكان شديد ابلغ من شدته انه كان يقف على جلد البقرة ويجاذب اطرافه عشرة لينزعوه من تحت قدميه فيتفرى الجلد ولم يتزحزح عنه فدعا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى المصارعة وقال ان صرعتني امنت لك فصرعه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فلم يؤمن ۔

اِس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں محمد بن رکانہ سے اور ابن اسحاق نے بھی مغازی میں روایت کیا ہے۔ اور واضح ہو کہ سوائے رکانہ مذکور کے اور بھی کئی مشہور زور آوروں سے آپ نے کشتی کی ہے چنانچہ سہیلی اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ آپ نے ابوالاسود جُمحی وغیرہ سے کشتی کی ہے اور یہ اِسقدر سخت اور طاقتور تھا کہ اگر بیل کے رنگے ہوئے چمڑے پر کھڑا ہو جاتا اور دس قوی آدمی اطراف سے پکڑ کر اُسے اُسکے پاؤں کے نیچے سے کھینچ لینے کی کوشش کرتے تھے تو چمڑہ پھٹ جاتا تھا لیکن اُس کے پاؤں کے نیچے سے نہیں نکال سکتے تھے۔ یہ بھی آپ سے اِسلام لانے کی شرط قبول کر کے کشتی لڑا تھا۔ لیکن ہر گیا اور اسلام لانے سے بھی رہ چکا۔

ف بعض اہلِ سِیَر نے رکانہ کے بیٹے محمد سے روایت کیا ہے۔ کہ رکانہ مسلمان ہو گیا تھا۔

ذراعه صلى الله عليه وآله وسلم

آپ کے ذراع مبارک

ذكر الخاطى ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اعطى قوة اربعين نبيا والمراد على ان يرفع النبي صلى الله عليه وآله وسلم على اقبته ليعلوا على ظهر الكعبة فعجز عن ذلك فرفعه النبي صلى الله عليه وآله وسلم على ذراعيه قال علىؓ لوشئت لعلوت السماء الثانية لقوته صلى الله عليه وآله وسلم ۔

خاطی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکیلے چالیس پیغمبروںؑ کی قوت رکھتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ (باوجود قوت و طاقت کے کہ خیبر کے دروازہ کا ایک تختہ اثنائے جنگ میں آخر تک ہاتھ میں اُٹھائے ڈھال کا کام لے رہے تھے اور چالیس آدمی اُسے اُٹھا نہ سکے) فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اُٹھا نہ سکے۔ لیکن حضور علیہ السلام نے اُن کو اپنے ذراع مبارک پر اُٹھا کر سقفِ کعبہ پر بغرض گرانے اُن بتوں کے جو کعبہ کی چھت پر نصب کیے ہوئے تھے چڑھا دیا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب مجھے آپ نے اپنی باہوں پر اُٹھایا۔ تو اِس زور اور شدت سے کہ اگر میں چاہتا تو آپ کے ذراع مبارک کے زور کے بلاوے سے دوسرے آسمان تک پہنچ جاتا۔

عہ ایک پیغمبر میں باعتبار بشریت کے چالیس آدمیوں کی قوت ہوتی ہے۔

۵۱ نزہۃ المجالس صفحہ ۱۹

اخرج[1] ابو یعلی والطبرانی فی الاوسط و ابن عساکر عن ابی هریرة رضی قال جاء رجل الی النبی صلی الله علیه و آله وسلم فقال یا رسول الله انی زوجت ابنتی واحب ان تعیننی قال ما عندی شئ ولکن ائتنی بقارورة واسعة الراس وعود شجرة فاتاه فجعل النبی صلی الله علیه و آله وسلم یسلت العرق من ذراعیه حتی امتلأت القارورة قال خذها وامر ابنتك ان تغمس هذا العود فی القارورة وتطیب به فکانت اذا تطیبت یشم اهل المدینة رائحة الطیب فسموا بیت المطیبین

ابو یعلی نے اور طبرانی نے بھی اوسط میں اور ابن عساکر نے ابوہریرہ رضہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری بیٹی کا نکاح ہے اس میں آپ میری کچھ مدد کریں۔ فرمایا میرے پاس تو کچھ نہیں، لیکن تو کوئی کھلے منہ والی شیشی لے آ۔ آپ نے اپنے ذراع مبارک کا پسینہ اُتار اُتار کر اُس میں بھر دیا اور فرمایا کہ جا اپنی بیٹی کو کہو کہ اس لکڑی کو جس سے مَیں نے پسینہ باہوں سے اُتارا ہے اس شیشی میں ڈبو کر اپنے بدن پر مل لیا کرے وہ پسینہ اس قدر خوشبودار تھا کہ جب کبھی وہ مَلا کرتی۔ تو تمام مدینہ میں اُس کی مہک ہوتی۔ لوگ اُس گھر کو بیت المطیبین کہتے تھے۔

ساعداه صلی الله علیه و آله وسلم

آپ کے ہر دو ساعد مبارک

اخرج[2] مسلم عن ابی برزة ان رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم کان فی مغزی له فافاء الله علیه فقال لاصحابه هل تفقدون من احد قالوا نعم فلانا وفلانا ثم قال هل تفقدون من احد قالوا لا قال لکنی افقد جلیبیبا فاطلبوه فطلب فی القتلی فوجدوه الی جنب سبعة قد قتلهم ثم قتلوه فاتی النبی صلی الله علیه و آله وسلم فوقف علیه فقال قتل سبعة ثم قتلوه هذا منی وانا منه قال فوضعه علی ساعدیه لیس له الا سریر الا ساعدی النبی صلی الله علیه و آله وسلم قال فحفر له و وضع فی قبره ولم یذکر غسلا

مسلم نے ابوبرزہ رضہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ایک میدانِ جنگ میں تھے۔ اللہ نے آپ کو فتح دی۔ اور کفار کا مال بہت آپ کے ہاتھ آیا۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ کون کون ہمارا آدمی شہید ہوا ہے صحابہ نے دیکھ بھال کر اُن کے نام عرض کر دیے پھر آپ نے فرمایا کوئی اور بھی؟ انہوں نے کہا بس یہی ہیں جو عرض کر دیے گئے۔ فرمایا جلیبیب نظر نہیں آتا۔ دیکھو تلاش کرو۔ جب ڈھونڈا تو وہ ایک جگہ سات کفار مقتولین کے (جن کو اُس نے قتل کیا تھا) ایک طرف شہید ہوا پڑا نظر آیا۔ فرمایا یہ مجھ سے ہے اور مَیں اس سے ہوں۔ پھر آپ نے اُسکو اپنی کلائیوں پر اُٹھا لیا اور جب تک قبر پورے طور پر تیار نہ ہوئی کلائیوں پر اُٹھائے رکھا۔ پھر جب قبر تیار ہو گئی تو اُسے کلائیوں سے لحد میں اُتارا۔ **ف** اس حدیث میں اُس کو غسل دینے کا کچھ ذکر نہیں ہے۔

---

[1] حجۃ اللہ علی العٰلمین
[2] صحیح مسلم مطبوعہ مصر جلد دوم صہ۲۷۰ باب فضائل جلیبیب۔

یداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

روی بن سعد عن عمرو بن میمون قال احرق المشرکون عمار بن یاسر بالنار فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یمر بہ ویمر یدہ علی راسہ فیقول یا نار کونی بردا وسلما علی عمار کما کنت علی ابراھیم تقتلک الفئۃ الباغیۃ

(کنز العمال ج ۷ ص ۷۲)

آپ کے دستِ مبارک

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی

ابن سعد نے عمرو بن میمون سے روایت کیا ہے - کہ مشرکین مکہ نے عمار بن یاسر کو آگ میں ڈال دینا چاہا - آگ میں پھینک دینے کو تیار تھے کہ رحمۃ للعلمین منجی یوم الدین مطفی نار المفسدین سید المرسلین شفیع المذنبین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور اپنا دستِ رحمت و شفقت عمار رض کے سر پر رکھ کر فرمایا - اے آگ عمار پر ٹھنڈی ہو جا جیسے کہ تو ابراہیم ع پر ہوئی تھی اور اسے دکھ نہ دے اے عمار تیرے مرنے کا وقت یہ نہیں بلکہ ایک اور وقت باغیوں کی جماعت تجھے قتل کرے گی۔

ف آپ کا یہ فرمان سن کر آگ سرد ہو گئی اور بعد ازاں عرصے کے بعد بایام خلافت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ علیہ السلام شامی باغیوں کے ایک گروہ نے حضرت عمار بن یاسر کو قتل کیا اور آپ کی پیشینگوئی حق ہوئی۔

اخرج البیہقی عن عائشۃ رض قالت اتانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بترس فیہ تمثال عقاب فوضع یدہ علیہ فاذھبہ اللہ

بیہقی نے عائشہ رض سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقاب کی ایک تصویر پر جو ڈھال پر کھچی ہوئی تھی اپنا دستِ مبارک رکھا - جب اٹھایا تو وہ تصویر بالکل منعدم ہو گئی تھی (خصائص الکبریٰ مطبوعہ حیدر آباد دکن جلد ۲ صفحہ ۸۲)

اخرج ابو نعیم عن کعب رض بن مالک قال اتی جابر رض بن عبد اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرای وجہہ متغیرا فرجع الی امرأتہ وقال قد رأیتُ وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متغیرا وما احسبہ الامن الجوع فھل عندک من شیٔ قالت واللہ ما لنا الا ھذا الداجن وفضلۃ من زاد فذبحت الداجن وطحنت ما کان عندھا

ابو نعیم نے بسندِ مذکور (فی الاصل) کعب رض بن مالک سے روایت کیا ہے کہ جنگِ احزاب میں اثنائے حفرِ خندق جابر رض بن عبد اللہ نے دیکھا کہ جناب رسالتمآب مالکِ فیوض و برکات علیہ وآلہ الصلوٰۃ کے چہرۂ مبارک کا رنگ دگرگوں ہے - یہ دیکھ کر گھر آئے اور اپنی بیوی سے بیان کیا اور کہا آپ کی یہ حالت بھوک کے سبب معلوم ہوتی ہے - تیرے پاس آپ کے کھانے کو کچھ ہے؟ وہ بولی بخدا گھر میں تو سوائے اس ایک بکری اور تھوڑے سے آٹے کے اور کچھ نہیں - کہا جو ہے یہی سہی - بی بی نے بکری کو بنایا اور اس

وخبزت وطبخت ثم ثردنا فی جفنۃ لنا ثم حملتها الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقال یا جابر اجمع الی قومك فاتیتہ بہم فقال ادخلہم علی ارسالاً فکانوا یاکلون فاذا شبع قوم خرجوا ودخل آخرون حتی اکلوا جمیعا و فضل فی الجفنۃ شبہ ما کان فیہا وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول لہم کلوا ولا تکسروا عظما ثم انہ جمع العظام فی وسط الجفنۃ فوضع یدہ علیہا ثم تکلم بکلام لم اسمعہ فاذا الشاۃ قد قامت تنفض اذنیہا[1] فقال لی خذ شاتك فاتیت امراتی فقالت ما ھذا قلت ھذہ واللہ شاتنا التی ذبحنا دعا اللہ فاحیاہا لنا قالت اشہد انہ رسول اللہ[2] دلائل النبوت ج ۲ ص ۲۲۴

آٹے کو بھی پکا کر کھانا تیار کیا۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے سب کچھ ایک سینی میں رکھ کر آپ کے پیش کر دیا۔ آپ نے دیکھ کر حکم دیا کہ سب آدمیوں کو جو کھدائی کے کام میں لگے ہوئے ہیں، بلا لا۔ میں سب کو بلا لایا فرمایا تھوڑے تھوڑے کر کے میرے پاس حاضر کر۔ ایسا تھا کہ جتنے آدمی کھا لیتے وہ نکل جاتے۔ اسی طرح سب کھا گئے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ آپ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ کوئی شخص گوشت کی ہڈی نہ توڑے نہ باہر پھینکے سب ایک جگہ رکھتے جائیں۔ جب سب کھا چکے تو آپ نے حکم دیا کہ چھوٹی موٹی سب ہڈیاں جمع کر دو۔ جمع ہو گئیں تو آپ نے اپنا دستِ مبارک اُن پر رکھ کر کچھ پڑھا جسے میں نے سُنا، سمجھا نہیں۔ آپ کا دستِ مبارک ابھی ہڈیوں پر ہی تھا اور زبان سے کچھ پڑھ ہی رہے تھے کہ کچھ کا کچھ بننے لگ گیا۔ یہاں تک کہ گوشت پوست تیار ہو کر بکری کان جھاڑ کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ حضورؐ نے فرمایا، جا اپنی بکری لے جا۔ میں اُس کا کان پکڑ کر اپنی بیوی کے پاس لے آیا۔ وہ حیران ہو کر بولی یہ کیا؟ میں نے کہا ہماری بکری کہ جسے ہم نے ذبح کر کے مجاہدین کو کھلایا تھا، حق تعالٰے نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا سے زندہ کر دیا ہے۔ میری بیوی نے کہا میں دل و جان سے گواہی دیتی ہوں۔ کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

اخرج بیہقی[3] عن سلیمان بن صرد ان ابیّ بن کعب اتی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم برجلین اختلفا فی القرأۃ کل واحد منہما یقول اقرأنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فاستقرأہما فقال احسنتما فقال ابیّ فدخل فی قلبی من الشك اکثر واشد مما کنت علیہ فی الجاھلیۃ فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی صدری وقال اللھم اذھب عنہ الشیطان

بیہقی نے سلیمان بن صرد سے روایت کیا ہے کہ ابی بن کعبؓ دو آدمیوں کو لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور وہ دونوں قرأتِ قرآن مجید میں مختلف تھے اور ہر ایک یہی کہتا تھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسی طرح پڑھایا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اب تم ایک ایک میرے روبرو پڑھو۔ پہلے ایک نے پڑھا۔ آپ نے فرمایا درست ہے۔ پھر دوسرے نے پڑھا آپ نے فرمایا درست ہے۔ حالانکہ دونوں کی قرأت میں اختلاف تھا۔ ابیؓ کہتے ہیں کہ میرے دل میں ایک ایسا بڑا وسوسہ پڑا جو کبھی زمانہ کفر میں

---

[1] حجۃ اللہ علی العالمین اور انوار محمدیہ من مواہب اللدنیہ میں اذنیہا ہے۔ لیکن شرح شفا ملا علی قاری مطبوعہ استنبول جلد اول ص۶۲۵ میں ذنبہا ہے۔ اور یہ بکریوں کے لئے بہت صحیح ہے۔ [2] حجۃ اللہ ص۔۔ و مشکوۃ (انصاری دہلی۔ باب المعجزات)

فما رفضیت عرضا وکان انظر الی اللہ فرقا

بھی نہ پڑا تھا۔ آپ میرے اس وسوسہ کو نورِ نبوت سے معلوم کر گئے۔ اور میرے سینہ پر اپنا دستِ مبارک دبا کر مارا۔ اور زبانِ پاک سے فرمایا "اے رب اس کے سینہ سے شیطان نکال دے" بمجرد اس کے مجھے پسینہ آنا شروع ہوگیا۔ اور وہ بُرے سے بُرا وسوسہ فوراً میرے دل سے جاتا رہا۔ اور بجائے اس کے صدق و یقین میرے دل میں بھر گیا۔ ایسا کہ گویا میں خدا کو ظاہر دیکھتا ہوں۔

اخرج بن ماجہ عن علی علیہ السلام قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی الیمن فقلت یارسول اللہ تبعثنی وانا شاب اقضی بینھم ولا ادری بالقضاء قال فضرب بیدہٖ فی صدری ثم قال اللھم اھد قلبہ وثبت لسانہ قال فما شککت بعد فی قضاء بین اثنین۔

(ابن ماجہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی جلد ۲ صفحہ ۱۶۸)

ابن ماجہ نے حضرت مولائے متقین امیر المؤمنین علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے جب مجھے یمن میں بھیجنا چاہا تو میں تو ناتجربہ کار ہوں۔ کچھ جانتا نہیں فصلِ مقدمات و قضائے قضایا کیسے کروں گا؟ یہ سن کر آپ نے اپنا دستِ فیض پیوست میرے سینہ پر مارا۔ اور دعا کی کہ اے رب اس کے دل کو احقاقِ حق کی قوت دے اور اسکی زبان پر حق کو چلا۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اُس وقت سے تادمِ حیات فریقین کے مقدمات کے فیصلہ کرنے میں مجھ سے ایک ذرہ بھر غلطی نہیں ہوئی۔

اخرج البیہقی عن ابی العالیۃ قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی ابیاتہ التسعۃ یطلب طعاما وعندہ ناس من اصحابہ فلم یوجد فنظر الی عناق فی الدار ما نتجت شیئا قط فمسح مکان الدر قال فدفعت بجنبہ عمدا بین رجلیھا فدعا بقعب فحلب فبعث بہ الی ابیاتہ قعبا قعبا ثم حلب فشربوا (حجۃ اللہ علی العالمین مطبوعہ بیروت صفحہ ۶۲۱)

بیہقی نے ابو العالیہ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک وقت اپنے نو گھروں میں یعنی نو بی بیوں کے پاس کسی کو بھیجا کہ اگر کسی کے گھر میں کچھ کھانے کو ہے تو دیوے اور آپ کے پاس آپ کے اصحابی تھے۔ مگر کسی گھر سے کچھ نہ ملا۔ اتفاقاً آپ کو ایک بچھوری نظر پڑی جو ابھی سُوئی نہ تھی آپ نے اُسکے تھنوں پر ہاتھ پھیرا۔ ہاتھ پھیرتے ہی اُسکے تھن دودھ بھرے اُسکی ٹانگوں کے درمیان نیچے لٹک آئے۔ آپ نے لکڑی کا ایک بڑا کاسہ منگایا۔ اور بچھوری کو دوہا اور اپنے نو گھروں میں ایک ایک کاسہ دودھ کا بھرا ہوا باری باری بھیج دیا۔ پھر آپ نے حاضرینِ مجلس کو دودھ سے سیر کیا۔

وروی البیہقی قصۃ شاۃ عبد اللہ بن مسعودؓ وملخصہا انہ قال وھو صغیر یرعی غنما لعقبۃ بن معیط فمر علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بیہقی نے بسندِ خود آپ کا ایک اور دستی معجزہ روایت کیا ہے۔ مختصراً یہ ہے۔ کہ عبد اللہ رضؓ بن مسعود چھوٹی عمر میں عقبہ بن معیط کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر رضؓ اُس طرف سے گزرے

ابوبکرؓ فقال له رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم هل عندك لبن قال نعم ولکنی مؤتمن فقال ائتنی بشاة لم ینز علیها الفحل قال فاتیته بجذعة فاعتقلها ومسح ضرعها ودعا الله واتاه ابوبکرؓ بصحفة فحلب فیها ثم قال لابی بکرؓ اشرب ثم قال للضرع اقلص فعاد کما کان وکان هذا هو سبب اسلام عبدؓ الله بن مسعود (حجۃ الله علی العلمین ص۴۲۱)

آپؐ نے ابنِ مسعود کو فرمایا تیرے پاس ہمارے پینے کو کچھ دودھ ہے؟ عرض کی۔ کہ ہے تو سہی۔ لیکن یہ دودھ میرے پاس مالک کی طرف سے امانت ہے۔ مَیں اِس میں خیانت نہیں کرسکتا۔ فرمایا کوئی ایسی بکری لا جسے ابھی نر نہ ملا ہو۔ ابن مسعود کا بیان ہے کہ مَیں ایک یکسالہ بکری جو ابھی نر نہ دیکھے تھی، پکڑ لایا۔ آپؐ نے اُس کے تھنوں کو اپنا دستِ مبارک لگایا اور خدا سے دُعا کی۔ ابوبکرؓ نے ایک کاسۂ بزرگ آپؐ کو دیا۔ آپؐ نے دُودھ دوہ کر بھر دیا اور ابوبکرؓ کو پلایا۔ پھر تھنوں کو حکم دیا تم جیسے تھے وَیسے ہو جاؤ۔ وُہ وَیسے ہی ہو گئے جیسے کہ پہلے تھے۔ عبدؓ اللہ بن مسعود کے مُسلمان ہونے کا سبب یہی ایک مُعجزہ ہے۔

اخرج البیهقی بسنده الی ابی بکر الصدیق رضی الله عنه قال خرجت مع رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم من مکة فانتهینا الی حی من احیاء العرب فنظر رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم الی بیت متنحٍ فقصد الیه فلما نزلنا لم یکن فیه الا امرأة فقالت یا عبد الله انما انا امرأة ولیس معی احد فعلیکما بعظیم الحی ان اردتم القری قال فلم یجبها وذلك عند المساء فجاء ابن لها باعنز له یسوقها فقالت له یا بنی انطلق بهذه العنز والشفرة الی هذین الرجلین فقل لهما تقول لکما امی اذبحا هذه وکلا واطعمانا فلما جاء قال النبی صلی الله علیه و آله وسلم انطلق بالشفرة وجئنی بالقدح قال انها قد عزبت ولیس لها لبن قال انطلق فانطلق فجاء بقدح فمسح النبی صلی الله علیه و آله وسلم ضرعها ثم

بیہقی نے بسندِ خود حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کی تو میں بھی آپؐ کے ساتھ تھا۔ راہ میں ہم قبائلِ عرب سے ایک قبیلہ کے پاس پہنچے۔ تو آپؐ نے کچھ فاصلہ پر ایک گھر دیکھا۔ آپؐ اُدھر کو ہو لیے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو گھر میں صرف ایک عورت موجود تھی۔ ہم کو دیکھ کر بولی۔ خدا کے بندو! میں ایک تنہا عورت ہُوں۔ اور میرے پاس اور کوئی نہیں۔ تم اگر مہمان ہُوا چاہتے ہو تو ہمارے قبیلہ کے سردار کے ہاں جاؤ۔ آپؐ نے اُسے کچھ جواب نہیں دیا۔ شام کا وقت تھا۔ اِتنے میں اُسکا بیٹا اپنی بکریاں چراگاہ سے لیئے آتا پہنچ گیا۔ اُس عورت نے بیٹے کو کہا کہ لے وہ ایک بکری جو نہ دودھ والی ہے نہ گابھن ہے اور چھُری ان دو آدمیوں کو دے جو ہمارے ہاں اُترے ہُوئے ہیں۔ اور کہو کہ اسے ذبح کرکے بناؤ پکاؤ خود کھاؤ، ہمیں بھی کھلاؤ۔ آپؐ نے فرمایا اِس چھُرے کو لے جا اور پیالہ لے آ۔ اُس نے کہا۔ یہ بکری کمزور ہے اور دودھ والی نہیں۔ فرمایا تجھے اِس سے کیا غرض؛ تُو پیالہ لے آ۔ وہ پیالہ لے آیا۔ آپؐ نے اپنے دستِ بابرکت سے اُس کے تھنوں کو جھاڑا اور پیالہ دودھ دوہ کر

حلب حتی ملأ القدح ثم قال انطلق به الی امک فشربت حتی رویت ثم جاء به فقال انطلق بهذه وجئنی بأخری ففعل بها ثم سقی ابابکر ثم جاء بأخری ففعل بها کذلک ثم شرب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فبتنا لیلتنا ثم انطلقنا وکانت تسمیة **المبارک** وکثرت غنمها حتی جلبت جلبا الی المدینة فمر ابوبکر فرآه ابنها فعرفه فقال یا امه ان هذا الرجل الذی کان مع المبارک فقامت الیه فقالت یا عبد اللہ من الرجل الذی کانت معک قال وما تدرین من هو قالت لا قال هو النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت فادخلنی علیه قال فادخلها علیه واهدت الیه شیئا من اقط ومتاع الاعراب قال فکساها واعطاها قال ولا اعلمه الا قال اسلمت

پیالہ بھر دیا۔ اور فرمایا جا یہ اپنی ماں کو پلا اور پیالہ واپس لا۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے پھر دودھ دُوہ کر پیالہ بھر دیا۔ اور ابوبکر رض کو پلایا۔ پھر دوہا اور خود پیا۔ ابوبکر رض کہتے ہیں کہ ہم رات وہاں رہے اور صبح روانہ ہُوئے۔ اُس عورت نے آپ کی یہ برکت دیکھ کر آپ کا نام **مبارک** لینا شروع کر دیا۔ آپ کی اُن کے گھر رہنے کی برکت سے اُن کی بکریوں میں دُودھ اور افزونی ہُوئی۔ ایک دفعہ وہ اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ میں آئی۔ اُسکے بیٹے نے وہاں چلتے پھرتے حضرت ابوبکر رض کو دیکھا اور پہچان لیا۔ اپنی ماں سے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جو ایک دفعہ مُبارک کے ساتھ ہمارے ہاں رات رہا تھا۔ وہ اُٹھ کر حضرت ابوبکر کے پاس آئی۔ اور کہا تجھے خدا کی قسم وہ تیرے ساتھ کون تھا، جس نے کچھ بکری کو دُوہ کر ہم سب کو دودھ پلایا تھا۔ ابوبکر رض نے کہا تجھے نہیں معلوم؟ وہ بولی نہیں۔ کہا وُہی تھے **محمد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمام جہان کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ بولی مجھ اُس کے پاس لے چل۔ ابوبکر رض کہتے ہیں۔ کہ میں اُس کو آپ کے حضور میں لے آیا۔ اُس نے کچھ پنیر اور جنگلی لوگوں کے تحفے آپ کے پیش کیے۔ آپ نے اُسے کپڑے بنوا دیے اور کچھ اور بھی بخشا۔ حضرت ابوبکر صدیق رض کہتے ہیں کہ مجھے یہی خیال ہے کہ وُہ اِسلام قبول کر گئی تھی۔

اخرج ابن عساکر والمدائنی عن رجاله ان اسید بن ابی ایاس مسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجهه والقی یده الی صدره فکان اسید یدخل البیت المظلم فیضیئ

ابن عساکر نے اور مدائنی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اُسید بن ایاس کے منہ اور سینہ پر پھیرا تو اُسکا چہرہ اور سینہ اسقدر روشن تھا کہ اگر اُسید اندھیری کوٹھڑی میں داخل ہوتا تو وہ روشن ہو جاتی تھی۔

اخرج ابونعیم والطبرانی عن ابی قرصافة قال کان بدأ اسلامی انی کنت یتیما بین امی وخالتی وکنت ارعی شویهات لی فکانت خالتی کثیرا ما تقول لی یا بنی لا تمر الی

ابونعیم نے ابو قرصافہ رض سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرا باپ مر گیا۔ میری ماں اور ماسی زندہ تھی۔ اور ہمارے پاس چند ایک بکریاں تھیں جنہیں میں چرایا کرتا تھا۔ میری ماسی اکثر وقت مجھے بہ تاکید کہا کرتی تھی۔ کہ کبھی اس شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الرجل تعني النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیخونك
وبضلالك فكنت اخرج الى المرعى فاترك شياهی
واتى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فلا ازال
عندہ اسمع منہ ثم اروح غنمي ضُمَّرًا يابسات
الضروع فقالت خالتي ما لغنمك يابسات
الضروع قلت ما ادري ثم فعلتُ في يوم
الثاني كذلك ثم عدت اليه في يوم الثالث
فاسلمت وشكوت اليه امر خالتي وغنمي
فقال جئني بالشياة فجئته بهن فمسح ضروعهن
وظهورهن فدعا فيهن بالبركة فامتلئن شحما
ولبنا فدخلت على خالتي بهن قالت يابني هكذا
فارع فاخبرتها فاسلمت هي وامي وفي
رواية الطبراني بايعنا رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم وصافحني فلما بايعنا رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم انا وامي وخالتي و
رجعنا من عنده منصرفين قالت لي امي و
خالتي يابني ما راينا مثل هذا الرجل ولا احسن
منه وجها ولا انقى ثوبا ولا الين كلاما راينا
كان النور يخرج من فيه ۳

کے پاس نہ جانا بلکہ اُس کے قریب سے بھی نہ گزرنا۔ کیونکہ اگر تو اُس کے قابو آگیا تو وہ تجھے بے راہ کر دیگا۔ لیکن میں جب چراگاہ میں پہنچ جاتا۔ تو بکریوں کو چھوڑ کر بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ اور آپ کا کلام معجز نظام تمام دن سُنتا مجھے اسقدر لذت آتی کہ اور کچھ یاد نہ رہتا۔ شام کو بکریاں بھوکی بھاکی تابڑے لگے ہُوئے گھر لے آتا۔ میری ماسی پُوچھا کرتی کہ انہیں کیا ہُوا؟ تو انہیں لے جا کر کیا کرتا ہے؟ خالی پیٹ اور دن بدن لاغر ہوئی جاتی ہیں میں کہتا کہ مجھے تو کچھ معلوم نہیں کہ انہیں کیا ہوا؟ اسی طرح دو روز اُس نے بکریوں کو دیکھا اور مجھے خوب ڈانٹا کہ تو کہاں رہتا ہے؟ یہ کیوں بھوکی رہتی ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ تو انہیں چراتا نہیں۔ جب تیسرا دن ہُوا تو میں حسب معمول حضور میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ اور ساتھ ہی یہ شکایت بھی کر دی کہ میری ماسی مجھے آپ کے پاس آنے سے منع کرتی ہے کیونکہ میں تمام دن جناب کی خدمت میں حاضر رہتا ہُوں اور بکریاں کہیں بیٹھی رہتی ہیں۔ ماسی یہ دیکھ کر بہت خفا ہوتی ہے۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا جا اپنی بکریاں میرے پاس لے آ۔ میں وہ سب آپ کی خدمت میں لے گیا۔ آپ نے اُن کی پیٹھوں پر ہاتھ پھیرا اور اُن کے تھنوں کو بھی ہاتھ لگایا اور دعائے برکت کی۔ اُن کے تھن فوراً دُودھ بھر آئے۔ اور گوشت اور چربی سے فربہ ہو گئیں۔ جب مَیں انہیں گھر لے کر آیا۔ تو میری ماسی نے کہا کہ ہاں اسی طرح چرایا کر (اور جہاں آج چراتا رہا ہے ہر روز وہاں ہی لیجایا کر۔ مَیں نے کہا، ماسی جی۔ آج یہ کسی اور جگہ نہیں چریں اور نہ میں اِن کو چراتا رہا ہُوں۔ یہ اُس شخص کی برکت ہے جس کے پاس تک سے گزرنے سے تم منع کیا کرتی تھیں۔ اگر تم کہتی ہو تو اُس کے پاس جایا کروں، کہتی ہو تو نہ جایا کروں۔ اُس کو کہ آؤں گا کہ اپنی برکت واپس لے لے، ماسی نہیں چاہتی۔ یہ سُن کر وہ بولی، نہیں بچا کیوں نہیں چاہتی، اُس کے پاس ضرور جایا کر اور جو وہ کہے اُسے غور سے سُنا کر۔ وہ بہت برکت والا اور ہدایت دینے والا آدمی ہے میرا دل کہتا ہے کہ وہ سچا ہے) پھر وہ اور میری ماں دونوں آپ کے حضور حاضر ہو کر مسلمان

ہوگئیں۔ اور جب ہم آپ کی بیعت کر کے واپس آئے۔ تو میری ماں اور ماسی کہتی تھیں کہ ہم نے کسی کو آپ سے زیادہ خوبصورت اور خوش لباس اور نرم کلام نہیں دیکھا۔ آپ کے منہ سے نور نکلتا ہے۔

اخرج الطبرانی وابن سکن عن مالک بن عمیر رض ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضع یدہ علی راسہ ووجہہ فعمر حتی شاب راسہ ولحیتہ وما شاب موضع ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من راسہ ولحیتہ۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۲۲۰)

طبرانی اور ابن سکن نے مالک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک میرے سر اور ڈاڑھی پر پھیرا۔ مالک نے بہت عمر پائی۔ اور بال سفید ہو گئے لیکن جن پر آپ کا دستِ مبارک پھر گیا تھا۔ وہ مثل جوانوں کے سیاہ اور چمکیلے تھے۔ ایسا ہی عمر بن ثعلب جہنی کے ساتھ ہوا۔ اور وہ ۱۰۰ سو برس جیتا رہا۔ جن بالوں پر آپ کا دستِ مبارک پھر گیا تھا وہ تادمِ زیست سیاہ رہے۔ (روایت کیا ہے اس کو بیہقی اور بغوی نے)

اخرج الترمذی وحسنہ والبیہقی وصححہ من طریق علباء بن احمر عن ابی زید الانصاری رض قال مسح رسول اللہ علی راسہ ولحیتہ ثم قال اللھم جملہ قال فبلغ بضعا ومأۃ سنۃ ومافی راسہ ولحیتہ بیاض ولقد کان منبسط الوجہ ولم ینقبض وجہہ حتی مات

ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور بیہقی نے بطریق علباء بن احمر ابو زید انصاری سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، ابو زید کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر اور داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی کہ الٰہی اسے زینت بخش۔ وہ ایک سو ۱۰۰ اوپر کتنے سال جیئے۔ لیکن سر اور داڑھی کے بال سیاہ تھے اور چہرہ پر ایک ذرہ بھر شکن نہ تھا۔ صاف و روشن جیسے نوجوانوں کا ہوتا ہے۔

اخرج البیہقی عن ابی العلاء قال عدت قتادۃ بن ملحان فی مرضہ فمر رجل فی مؤخر الدار فرأیتہ فی وجہ قتادۃ رض وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسح وجہہ وکنت کلما رأیتہ کان علی وجہہ الدھان (حجۃ اللہ علی العلمین مطبوعہ بیروت ص ۳۴۰)

بیہقی نے ابو العلاء سے روایت کیا ہے کہ قتادہ رض بن ملحان بیمار ہو گئے۔ میں اُن کی خبر کو گیا تو ایک آدمی میرے پیچھے سے گزرا۔ میں نے اُسکا عکس قتادہ کے چہرہ میں دیکھ لیا۔ یہ روشنی و برکت اُن کے چہرہ میں اسلیے تھی کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے چہرہ پر اپنا دستِ مبارک پھیرا تھا میں جب اُن کو دیکھتا تو مجھے معلوم ہوتا کہ انہوں نے اپنے چہرہ پر گھی یا تیل مَلا ہُوا ہے

فی سیر النبویۃ لما کان یوم فتح مکۃ امر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیرتِ نبویہ میں لکھا ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال رض کو کعبہ کی چھت پر اذان

لہ ابو زید کا نام عمرو بن اخطب ہے۔ سلہ ترمذی مجتبائی دہلی ج ۲ ص ۲۰۲

بلالاً رض فاذن على ظهر الكعبة فصار بعض كفار
قريش يستهزؤن ويحكون صوته وكان من
جملتهم ابو محذورة وكان من احسنهم
صوتا فلما رفع صوته بالاذان مستهزئاً
سمعه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فامر
به فمثل بين يديه وهو يظن انه مقتول
فمسح رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ناصيته
وصدره بيده الشريفة قال رضي الله عنه
فامتلأ قلبي والله ايماناً ويقيناً وعلمت
انه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فالقى
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الاذان و
علمه اياه وامره ان يؤذن باهل مكة وكان
سنه ست وعشرون سنة واولاده بعده يتوارثون الاذان بمكة رضي الله عنهم

دینے کا حکم دیا۔ بعض کافر تمخول کرنے اور بُرے لہجہ میں اُس کی نقل
کرنے لگے۔ اُن سے ایک ابو محذورہ تھا۔ اُس کی آواز کچھ اچھی
تھی۔ آپ نے سُن لی۔ اور حکم دیا کہ اُسے حاضر کرو۔ جب حاضر
لایا گیا۔ تو اُسے خیال تھا کہ میں مارا جاؤں گا۔ لیکن آپ
نے اُسے اپنے نزدیک کر کے اُس کی پیشانی اور سینہ پر ہاتھ
پھیرا۔ ابو محذورہ کہتے ہیں کہ بمجرد آپ کے دستِ مبارک
میرا دل ایمان و یقین سے بھر گیا۔ اور میں نے سچے دل سے
سمجھ لیا کہ آپ بے شک رسول اللہ ہیں۔ پھر آپ نے اسے
اذان کے کلمے خود پڑھا دیے۔ اور حکم دیا کہ اب باآوازِ بلند
اذان کہہ۔ کہ سب اہلِ مکہ سُنیں۔ اُس وقت عمر اُس
کی سولہ[١٦] سال کی تھی۔ جب تک جیتا رہا۔ اذان کہتا رہا
اور پھر اُس کی اولاد مکہ میں اُسکی وارث اذان ہوئی۔

اخرج الدارمی عن ابن عباس رض ان
امرأة جاءت بابن لها الى رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم فقالت يا رسول الله ان ابني به
جنون وانه ليأخذه عند غدائنا وعشائنا فمسح
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صدره
فثع فخرج من جوفه مثل الجرو الاسود يسعى ۔
(انوار محمدیہ من مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر صـ ۱۸۹)

وروی النسائی ان محمد بن
حاطب قال كنت طفلا فانصبت القدر على
واحترق جلدي كله فحملني ابي الى رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم فتفل عليه الصلوة والسلام
على جلدي ومسح بيده على المحترق وقال

دارمی نے ابن عباس رض سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت
اپنے لڑکے کو لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
میں آئی۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے بیٹے کو جن چمٹا ہوا
ہے اور اسے صبح و شام خراب کرتا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے سینہ پر ہاتھ پھیرا۔ اُسے فی الفور قے
شروع ہو گئی اور اُسکے پیٹ سے کالے پلے جیسی ایک چیز نکلی۔
جو اِدھر اُدھر دوڑتی پھرتی تھی۔

نسائی نے روایت کیا ہے کہ محمد بن حاطب نے کہا۔ کہ
میں بچہ تھا۔ در جلتی ہنڈی مجھ پر گر پڑی۔ مجھے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گئے۔ آپ نے اپنے
دستِ مبارک پر پھونک مار کر میرے جسم پر پھیر دیا۔ اور
کہا۔ کہ اے رب اِس کا دُکھ دُور کر۔ آپ کا ایسا کرنا

له انوار محمدیہ صـ ۱۹۱

اذهب البأس رب الناس فصرت صحيحا لا بأس بی

اخرج ابن سعد وابن عساکر عن

عبد الملک بن عبید وغیرہ قالوا کان شیبۃ

بن عثمان یحدث عن اسلامہ قال لما کان عام

الفتح ودخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مکۃ عنوۃ قلت اسیر مع قریش الی ہوازن

بحنین فعسی ان اختلطوا ان اصیب من محمد

غرۃ فاکون انا الذی قمت بثار قریش کلہا و

اقول لو لم یبق من العرب والعجم احد الا

اتبع محمدا ما اتبعتہ ابدا فکنت مترصدا لما

خرجت لہ لا یزداد الامر فی نفسی الا قوۃ فلما

اختلط الناس اقتحم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم عن بغلتہ واصلت السیف ودنوت

ارید ما ارید منہ ورفعت سیفی حتی کدت اسورہ

فرفع لی شواظ من نار کالبرق کاد یمحشنی فوضعت

یدی علی بصری خوفا علیہ التفت الی رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فنادانی یا شیبۃ

ادن منی فمسح صدری ثم قال اللہم اعذہ

من الشیطان قال فواللہ لہو کان ساعتئذ احب

الی من سمعی وبصری ونفسی واذہب اللہ

ما کان بی ثم قال ادن فقاتل فتقدمت

امامہ اضرب بسیفی اللہ یعلم انی احب

ان اقیہ بنفسی کل شیء ولو لقیت تلک الساعۃ

ابی لو کان حیا لاوقعت بہ السیف حتی رجع

الی معسکرہ فدخل خباءہ فدخلت علیہ

تھا کہ فوراً تندرست ہوگیا گویا مجھ کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے عبد الملک بن عبید وغیرہ سے اور ابن اثیر نے اسد الغابہ میں شیبہ بن عثمان سے اُس کے اسلام لانے کی کیفیت کو روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز فتح مکہ، مکہ میں بڑی شان و شوکت سے داخل ہوئے۔ تو میرے جی میں آیا۔ کہ اگر کبھی موقع ملا تو میں قریش کے آج کے دن کا بدلہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لونگا۔ قریب ہی جنگ حنین کا موقع آگیا۔ میں نے سوچا کہ قریش کے ساتھ ہوازن کی طرف چلتے ہیں۔ اگر وہاں جنگ چھڑی تو گھمسان میں موقع پا کر میں ہی قریش کے بدلہ میں محمد کو قتل کر دونگا۔ تو تمام قوم کا بدلہ لینے والا تسلیم کیا جاؤنگا اور میرے دل میں یہ قصد اسقدر پختہ تھا کہ اگر تمام جہان بھی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا تابع ہو جائے۔ تو میں کبھی اُسکی اطاعت نہ کرونگا۔ خیر میں موقع پر حاضر ہو کر اپنا ارادہ پورا کرنے کا منتظر تھا اور میرے دل میں یہ خیال ترقی کر رہا تھا۔ آخر جب جنگ چھڑی۔ اور جنگی بہادر ایک دوسرے کو جا پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا تردد و اضطراب اپنے خچر سے اتر آئے۔ میں نے جب یہ دیکھا تو تلوار سنبھال کر اپنا ارادہ پورا کرنے کے لیے حملہ کیا چاہتا ہی تھا۔ کہ آگ کا ایک شعلہ بجلی کی طرح میری طرف آیا۔ قریب تھا کہ وہ مجھے جلا کر راکھ کردے۔ میں نے ڈر سے جلدی سے ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ لیے۔ اور بے بس ہو کر رہ گیا۔ آپ نے پھر کر دیکھا اور فرمایا۔ کہ شیبہ! میرے پاس آ۔ میں آگے ہُوا۔ آپ نے اپنا دستِ فیض پیوست میرے سینہ پر رکھا اور کہا اے رب اسے شیطان کے وسوسہ سے بچا۔ (اور ابن اثیر نے روایت کیا ہی کہ کہا دُور ہو جا اے شیطان اس کے سینہ سے) شیبہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ میرے دل میں جہاں آپ کا بُغض و عناد بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کے

ابویعلیٰ نے اور طبرانی نے بھی اوسط میں اور ابن عساکر نے ابو ہریرہ رضہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور نبویؐ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری بیٹی کا نکاح ہے۔ اس میں آپؐ میری کچھ مدد کریں۔ فرمایا میرے پاس تو کچھ نہیں، لیکن تُو کوئی کھُلے منہ والی شیشی لے آ۔ آپؐ نے اپنے ذراع مبارک کا پسینہ اُتار اُتار کر اُس میں بھر دیا اور فرمایا کہ جا اپنی بیٹی کو کہو کہ اس لکڑی کو جس سے مَیں نے پسینہ باہوں سے اُتارا ہے اس شیشی میں ڈبو کر اپنے بدن پر مل لیا کرے وہ پسینہ اس قدر خوشبودار تھا کہ جب کبھی وہ مَلا کرتی۔ تو تمام مدینہ میں اُس کی مہک ہوتی۔ لوگ اُس گھر کو بَیت المطیّبین کہتے تھے۔[1]

اخرجہ ابو یعلی والطبرانی فی الاوسط و ابن عساکر عن ابی ھریرۃ رضہ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی زوجت ابنتی واحب ان تعیننی قال ما عندی شئ ولکن ائتنی بقارورۃ واسعۃ الراس وعود شجرۃ فاتاہ فجعل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسلت العرق من ذراعیہ حتی امتلأت القارورۃ قال خذھا وامر ابنتک ان تغمس ھذا العود فی القارورۃ وتطیب بہ فکانت اذا تطیبت یشم اھل المدینۃ رائحۃ الطیب فسموا بیت المطیبین

آپؐ کے ہر دو ساعد مبارک

ساعداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مسلم نے ابو برزہ رضہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک میدانِ جنگ میں تھے۔ اللہ نے آپؐ کو فتح دی۔ اور کفار کا مال بہت آپؐ کے ہاتھ آیا۔ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ کون کون ہمارا آدمی شہید ہوا ہے صحابہ نے دیکھ بھال کر اُن کے نام عرض کر دیے پھر آپؐ نے فرمایا کوئی اور بھی؟ انہوں نے کہا بس یہی ہیں جو عرض کر دیے گئے۔ فرمایا جلیبیب نظر نہیں آتا۔ دیکھو تلاش کرو۔ جب ڈھونڈا تو وہ ایک جگہ سات کفار مقتولین کے (جن کو اُس نے قتل کیا تھا) ایک طرف شہید ہوا پڑا نظر آیا۔ فرمایا یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ پھر آپؐ نے اُسکو اپنی کلائیوں پر اُٹھا لیا اور جب تک قبر پورے طور پر تیار نہ ہوئی کلائیوں پر اُٹھائے رکھا۔ پھر جب قبر تیار ہو گئی تو اسے کلائیوں سے لحد میں اتارا۔ **ف** اس حدیث میں اُس کو غسل دینے کا کچھ ذکر نہیں ہے۔[2]

اخرجہ مسلم عن ابی برزۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان فی مغزی لہ فافاء اللہ علیہ فقال لاصحابہ ھل تفقدون من احد قالوا نعم فلانا وفلانا ثم قال ھل تفقدون من احد قالوا لا قال لکنی افقد جلیبیبا فاطلبوہ فطلب فی القتلی فوجدوہ الی جنب سبعۃ قد قتلھم ثم قتلوہ فاتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوقف علیہ فقال قتل سبعۃ ثم قتلوہ ھذا منی وانا منہ قال فوضعہ علی ساعدیہ لیس لہ الا سریر الا ساعدی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فحفر لہ ووضع فی قبرہ ولم یذکر غسلا

[1] حجۃ اللہ علی العالمین [2] صحیح مسلم مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۴۴ باب فضائل جلیبیب۔

یداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

روی بن سعد عن عمرو بن میمون قال احرق المشرکون عمار بن یاسر بالنار وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یمر بہ ویمر یدہ علی راسہ فیقول یانار کونی بردا وسلما علی عمار کما کنت علی ابراھیم تقتلک الفئۃ الباغیۃ

(کنز العمال ج ۷ صفحہ)

آپ کے دست مبارک

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی

ابن سعد نے عمرو بن میمون سے روایت کیا ہے۔ کہ مشرکین مکہ نے عمار بن یاسر کو آگ میں ڈال دینا چاہا۔ آگ میں پھینک دینے کو تیار تھے کہ رحمۃ للعلمین منجی یوم الدین مطفی نار المفسدین سید المرسلین شفیع المذنبین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور اپنا دست رحمت و شفقت عمار رض کے سر پر رکھ کر فرمایا۔ اے آگ عمار رض پر ٹھنڈی ہو جا جیسے کہ تو ابراہیم ع پر ہوئی تھی اور اسے دکھ نہ دے اے عمار تیرے مرنے کا وقت یہ نہیں بلکہ ایک اور وقت باغیوں کی جماعت تجھے قتل کرے گی۔

ف آپ کا یہ فرمان سن کر آگ سرد ہو گئی اور بعد ازاں عرصے کے بعد بایام خلافت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ علیہ السلام شامی باغیوں کے ایک گروہ نے حضرت عمار بن یاسر کو قتل کیا اور آپ کی پیشینگوئی حق ہوئی۔

اخرج البیھقی عن عائشۃ رض قالت اتانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بثوب فیہ تمثال عقاب فوضع یدہ علیہ فاذھبہ اللہ

بیھقی نے عائشہ رض سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقاب کی ایک تصویر پر جو ڈھال پر کھچی ہوئی تھی اپنا دست مبارک رکھا۔ جب اٹھایا تو وہ تصویر بالکل منعدم ہو گئی تھی (خصائص الکبریٰ مطبوعہ حیدرآباد دکن جلد ۲ صفحہ ۸۲)

اخرج ابونعیم عن کعب رض بن مالک قال اتی جابر رض بن عبد اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرای وجہہ متغیرا فرجع الی امرأتہ فقال قد رأیت وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متغیرا وما احسبہ الا من الجوع فھل عندک من شیٔ قالت واللہ ما لنا الا ھذا الداجن وفضلۃ من زاد فذبحت الداجن وطحنت ما کان عندھا

ابونعیم نے بسند مذکور (فی الاصل) کعب رض بن مالک سے روایت کیا ہے کہ جنگ احزاب میں اثنائے حفر خندق جابر رض بن عبداللہ نے دیکھا کہ جناب رسالتماب مالک فیوض و برکات علیہ وآلہ الصلوۃ کے چہرۂ مبارک کا رنگ دگرگوں ہے۔ یہ دیکھ کر گھر آئے اور اپنی بیوی سے بیان کیا اور کہا آپ کی یہ حالت بھوک کے سبب معلوم ہوتی ہے۔ تیرے پاس آپ کے کھانے کو کچھ ہے؟ وہ بولی بخدا گھر میں تو سوائے اس ایک بکری اور تھوڑے سے آٹے کے اور کچھ نہیں۔ کہا جو ہے یہی سہی۔ بی بی نے بکری کو بناتا اور اس

وخبزت وطبخت ثم ثردنا فی جفنة لنا ثم حملتها الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقال یا جابر اجمع الی قومك فاتیته بهم فقال ادخلهم علی ارسالاً فکانوا یاکلون فاذا شبع قوم خرجوا ودخل آخرون حتی اکلوا جمیعاً و فضل فی الجفنة شبه ما کان فیها وکان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول لهم کلوا ولا تکسروا عظماً ثم انه جمع العظام فی وسط الجفنة فوضع یده علیها ثم تکلم بکلام لم اسمعه فان الشاة قد قامت تنفض اذنیها فقال لی خذ شاتك فاتیت امرأتی فقالت ما هذا قلت هذه والله شاتنا التی ذبحنا دعا الله فاحیاها لنا قالت اشهد انه رسول الله۔[1] دلائل النبوة ج ۲ ص ۲۲۴

آسے کو بھی پکا کر کھانا تیار کیا۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے سب کچھ ایک سینی میں رکھ کر آپؐ کے پیش کر دیا۔ آپؐ نے دیکھ کر حکم دیا کہ سب آدمیوں کو جو کھدائی کے کام میں لگے ہوئے ہیں، بلالا۔ میں سب کو بلا لایا فرمایا تھوڑے تھوڑے کر کے میرے پاس حاضر کر۔ ایسا تھا کہ جتنے آدمی کھالیتے وہ نکل جاتے۔ اسی طرح سب کھا گئے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ کوئی شخص گوشت کی ہڈی نہ توڑے نہ باہر پھینکے۔ سب ایک جگہ رکھتے جائیں۔ جب سب کھا چکے تو آپؐ نے حکم دیا کہ چھوٹی موٹی سب ہڈیاں جمع کر دو۔ جمع ہو گئیں تو آپؐ نے اپنا دستِ مبارک اُن پر رکھ کر کچھ پڑھا جسے میں نے سُنا، سمجھا نہیں۔ آپؐ کا دستِ مبارک ابھی ہڈیوں پر ہی تھا اور زبان سے کچھ پڑھ ہی رہے تھے کہ کچھ کا کچھ بننے لگ گیا۔ یہاں تک کہ گوشت پوست تیار ہو کر بکری کان جھاڑ کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ حضورؐ نے فرمایا، جا اپنی بکری لے جا۔ میں اُس کا کان پکڑ کر اپنی بیوی کے پاس لے آیا۔ وہ حیران ہو کر بولی یہ کیا؟ میں نے کہا ہماری بکری کو جسے ہم نے ذبح کر کے مجاہدین کو کھلایا تھا حق تعالے نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا سے زندہ کر دیا ہے میری بیوی نے کہا میں دل و جان سے گواہی دیتی ہوں۔ کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

اخرج[2] عن سلیمان بن صرد ان ابیّ بن کعب اتی النبی صلی الله علیه وآله وسلم برجلین اختلفا فی القراءة کل واحد منهما یقول اقرأنی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فاستقرأهما فقال احسنتما فقال ابیّ فدخل فی قلبی من الشك اکثر واشد مما کنت علیه فی الجاهلیة فضرب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی صدری وقال اللهم اذهب عنه الشیطان

بیہقی نے سلیمان بن صرد سے روایت کیا ہے کہ ابی بن کعبؓ دو آدمیوں کو لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور وہ دونوں قراءتِ قرآن مجید میں متخالف تھے اور ہر ایک یہی کہتا تھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسی طرح پڑھایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اب تم ایک ایک میرے روبرو پڑھو۔ پہلے ایک نے پڑھا۔ آپؐ نے فرمایا درست ہے۔ پھر دوسرے نے پڑھا آپؐ نے فرمایا درست ہے۔ حالانکہ دونوں کی قراءت میں اختلاف تھا۔ ابیؓ کہتے ہیں کہ میرے دل میں ایک ایسا بڑا وسوسہ پڑا جو کبھی زمانہ کفر میں

[1] حجۃ اللہ علی العالمین اور انوار محمدیہ من مواہب اللدنیہ میں اُذنیہا ہے۔ بجائے شرح شفا ملا علی قاری مطبوعہ استنبول جلد اول ص ۱۳۵ میں ذنبہا ہے۔ اور یہ بکریوں کے لئے بہت صحیح ہے۔ [2] حجۃ اللہ صفحہ ۔ ومشکوٰۃ (انصاری دہلی۔ باب المعجزات)

ما رفضیت عرقا وکان انظر الی اللہ فوقا

بھی نہ پڑا تھا۔ آپ میرے اس وسوسہ کو نورِ نبوت سے معلوم کر گئے۔ اور میرے سینہ پر اپنا دستِ مبارک دبا کر مارا۔ اور زبانِ پاک سے فرمایا" اے رب اِس کے سینہ سے شیطان نکال دے" بمجرد اس کے مجھے پسینہ آنا شروع ہو گیا۔ اور وہ بُرے سے بُرا وسوسہ فوراً میرے دل سے جاتا رہا۔ اور بجائے اُس کے صدق و یقین میرے دل میں بھر گیا۔ ایسا کہ گویا میں خُدا کو ظاہر دیکھتا ہوں۔

اخرج بن ماجہ عن علیؑ علیہ السلام قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی الیمن فقلت یا رسول اللہ تبعثنی و انا شاب اقضی بینھم ولا ادری بالقضاء قال فضرب بیدہ فی صدری ثم قال اللھم اھد قلبہ وثبت لسانہ قال فما شککت بعد فی قضاء بین اثنین۔

(ابن ماجہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی جلد ۲ صفحہ ۱۶۹)

ابن ماجہ نے حضرت مولائے متقین امیر المؤمنین علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے جب مجھے یمن میں بھیجنا چاہا تو میں تو ناتجربہ کار ہوں۔ کچھ جانتا نہیں۔ فصلِ مقدمات و قضائے قضایا کیسے کروں گا؟ یہ سُن کر آپ نے اپنا دستِ فیض پیوست میرے سینہ پر مارا۔ اور دُعا کی کہ اے رب اِس کے دِل کو احقاقِ حق کی قوت دے اور اِسکی زبان پر حق کو چلا۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اُس وقت سے تادمِ حیات فریقین کے مقدمات کے فیصلہ کرنے میں مجھ سے ایک ذرہ بھر غلطی نہیں ہوئی۔

اخرج البیہقی عن ابی العالیۃ قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی ابیاتہ التسعۃ یطلب طعاما وعندہ ناس من اصحابہ فلم یوجد فنظر الی عناق فی الدار ما نتجت شیئا قط فمسح مکان اللبن قال فدفعت بضرعہا مدلی بین رجلیہا فدعا بقعب فحلب فبعث بہ الی ابیاتہ قعبا قعبا ثم حلب فشربوا (حجۃ اللہ علی العالمین مطبوعہ بیروت صفحہ ۶۲۱)

بیہقی نے ابو العالیہ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک وقت اپنے نو گھروں میں یعنی نو بی بیوں کے پاس کسی کو بھیجا کہ اگر کسی کے گھر میں کچھ کھانے کو ہے تو دیوے اور آپ کے پاس آپ کے اصحابی تھے۔ مگر کسی گھر سے کچھ نہ ملا۔ اتفاقاً آپ کو ایک پٹھوری نظر پڑی جو ابھی سوئی نہ تھی آپ نے اُسکے تھنوں پر ہاتھ پھیرا۔ ہاتھ پھیرتے ہی اُسکے تھن دودھ سے بھرے اُسکی ٹانگوں کے درمیان نیچے لٹک آئے۔ آپ نے لکڑی کا ایک بڑا کاسہ منگایا۔ اور پٹھوری کو دوہا اور اپنے نو گھروں میں ایک ایک کاسہ دودھ کا بھرا ہوا باری باری بھیج دیا۔ پھر آپ نے حاضرینِ مجلس کو دودھ سے سیر کیا۔

و روی البیہقی قصۃ شاۃ عبد اللہ بن مسعودؓ وملخصہا انہ قال وھو صغیر یرعی غنما لعقبۃ بن معیط فمر علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بیہقی نے بسندِ خود آپ کا ایک اور دستی معجزہ روایت کیا ہے۔ مختصراً یہ ہے۔ کہ عبد اللہ رضؓ بن مسعود چھوٹی عمر میں عقبہ بن معیط کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکرؓ اُس طرف سے گزرے

فقال یا شیب الذی اراد الله بك خیر مما اردت بنفسك ثم حدثنی بکل ما اضمرت فی نفسی مما لم اذکره لاحد قط فقلت انی اشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله ثم قلت استغفر لی یا رسول الله قال غفر الله لك "

دستِ مبارک کی برکت اور آپ کی دُعا سے فوراً وہاں الفت و محبت بھر گئی اور وہ سب کچھ دُور ہو گیا۔ اور آپ مجھے اپنے کانوں آنکھوں اور جان سے بھی پیارے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ آ۔ میرے پاس آ۔ اور ہمارے آگے ہو کر ہمارے دُشمنوں سے لڑ۔ میں نے وہی تلوار جو آپ کے لیے تول رہا تھا۔ آپ کے سامنے کُفّار پر رکھ دی۔ خُدا جانتا ہے کہ میرا دل یہ چاہتا تھا کہ میں مارا جاؤں۔ میرا بال بچّہ خُدا کے پیارے پر فِدا ہو لیکن آپ کو کچھ ضرر نہ پہنچے۔ اور اُس وقت میرے دل میں جاں نثاری کا اِسقدر جوش تھا کہ اگر میرا باپ بھی بخلافِ آنجناب میرے سامنے آجاتا تو میں اُسے بھی قتل کر دیتا۔ خیر جب کفّار خوار ہو چکے اور اِسلام کامیاب۔ اور آتشِ جنگ فرو ہوئی تو آپ فراغت پا کر اپنے لشکر گاہ میں رونق افروز ہوئے۔ اور میں بھی دیوانۂ جمالِ باکمال خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ شیبہ! خدا کا ارادہ تیری نسبت تیرے ارادہ سے اپنی نسبت بہتر تھا۔ پھر آپ نے جو کچھ آپ کی نسبت میرے دل میں تھا اور سب داؤگھات ظاہر کر دیے جو میرے سوا کسی اَور کو معلوم نہ تھے۔ میں نے یہ سب کچھ دیکھ کر سُن کر صدقِ دل سے تسلیم کر لیا اور بہ آوازِ بلند و بادلِ خورسند بجوشِ ارادت و اِخلاص پکارا کہ اے اللہ کے رسول! میں سچّے دل سے خُدا پاک کے ایک اور آپ کے رسولِ خدا ہونے کی گواہی دیتا ہوں۔ وہی معبودِ حق ہے اُسکا کوئی شریک نہیں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ آپ خُدا سے میری اُس بدنیتی کو جو آپ کو معلوم ہو چکی تھی، بخشوا دیجیے۔ فرمایا خُدا نے تجھے وہ گُناہ بخش دیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۴۹۹)

اخرج الحاکم والبیہقی وابو نعیم عن عبد الله بن بسر ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم وضع علی رأسه وقال یعیش هذا الغلام قرنا فعاش مائة سنة وکان فی وجهه ثؤلول فقال لا یموت هذا حتی یذهب الثؤلول من وجهه فلم یمت حتی ذهب " .

حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم نے عبد اللہ بن بُسر سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اُس کے سر پر رکھا۔ اور فرمایا کہ یہ لڑکا ایک قرن زندگی پائیگا۔ تو اُس کی سَو برس عُمر ہوئی۔ اور اُس کے چہرہ پر ثؤلول[1] تھے۔ فرمایا۔ اس کے مرنے سے پہلے یہ دُور ہو جائینگے۔ سو ایسا ہی ہُوا۔

اخرج ابن سعد والبیہقی من طریق ثابت عن انس رض قال کان لام سلیم من ابی طلحة ابن فمات فدخل ابو طلحة فقال کیف امسی ابنی قالت هادئا فتعشی ثم قالت له

ابن سعد اور بیہقی نے بطریق ثابت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ام سلیم کا ایک لڑکا ابو طلحہؓ سے تھا۔ وہ اُسکی غیر حاضری میں مر گیا۔ ابو طلحہ رض جب گھر آیا تو پوچھا کہ لڑکا کیسا ہے؟ وہ بولی آرام میں۔ یہ کہہ کر ابو طلحہ رض کے آگے کھانا رکھا۔ جب کھانے سے فارغ ہُوا

[1] ثؤلول۔ جمع اس کی ثآلیل۔ یعنی مسّا۔

ارایت لوان رجلا اعارك عارية اخذها منك اجزعت قال لا قالت فان الله اعارك ابنك وقد اخذه منك فغدا الی النبی صلی الله علیه و آله وسلم فاخبره بقولها وقد کان اصابها تلك اللیلة فقال النبی صلی الله علیه و آله وسلم بارك الله لکما فی لیلتکما قالت فولدت غلاما وکان من خیر اهل زمانه فخرج الی النبی صلی الله علیه و آله وسلم فحنکه ثم مسح ناصیته وسماه عبد الله فکانت تلك المسحة غرة فی وجهه ۔

تو بولی کہ اگر کوئی شخص اپنی امانت تجھ سے مانگے تو کیا تو اُسے نہ دیگا ؟ اور دے کر پھر پچھتائیگا اور اُسکا غم کریگا ؟ کہا نہیں ۔ کہا تیرا لڑکا جو خداوند کریم نے تجھے امانت دی تھی واپس لے لی ۔ خیرات تو ابو طلحہ نے اپنی اہلیہ کے ساتھ خوش دلی سے گزاری ۔ صبح ہوئی تو ابو طلحہ نے یہ سب ماجرا حضور میں عرض کردیا ۔ فرمایا خداوند کریم تمہاری آج کی رات کو تمہارے لیے با برکت کرے ۔ چنانچہ آپ کی برکتِ دُعا سے خداوند کریم نے اُن کو ایک لڑکا عطا فرمایا ۔ (بیان کرتے ہیں کہ وہ لڑکا اپنے وقت میں سب سے زیادہ نیک تھا ۔ اور انصار میں اُس سے زیادہ کوئی عابد نہ تھا) جب وہ پیدا ہوا تو اُسے حضور نبوی میں لائے ۔ آپ نے اُسکی پیشانی پر ہاتھ پھیرا اور اُسکا نام عبدُ اللہ رکھا ۔ جب تک زندہ رہا ۔ آپ کے دستِ مبارک پھیرنے کی جگہ یعنی پیشانی بہت روشن اور نورانی نظر آتی تھی ۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین ۸۲۵)

اخرج الطبرانی فی الکبیر والاوسط بسند جید والبیھقی عن ام عاصم امرأة عتبة بن فرقد قالت کنا عند عتبة بن فرقد اربع نسوة ما منا امرأة الا وھی تجتھد فی الطیب لتکون اطیب من صاحبتھا وما یمس عتبة الطیب وھو اطیب ریحا منا وکان اذا خرج الی الناس قالوا ما شممنا ریحا اطیب من ریح عتبة فقلنا له فی ذلك قال اخذنی الشری علی عھد رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فشکوت ذلك الیه فامرنی ان اتجرد فتجردت وقعدت بین یدیه والقیت ثوبی علی فرجی فنفث فی یده ثم وضع یده علی ظھری وبطنی فعبق بی ھذا الطیب من یومئذ ۔

طبرانی نے کبیر اور اوسط میں بسندِ جید اور بیہقی نے ام عاصم یعنی عتبہ بن فرقد کی عورت سے روایت کی ہے کہ ہم چار عورتیں عتبہ کے نکاح میں تھیں ۔ اور ہم سے ہر ایک عتبہ کی خاطر ایک دوسرے سے خوشبودار رہنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش رکھتی تھی ۔ لیکن پھر بھی جو خوشبو عتبہ کے وجود سے آتی تھی وہ بہت زیادہ ہوتی ۔ اور اگر وہ کہیں آدمیوں میں جا بیٹھتا تو لوگ کہا کرتے کہ عتبہ خدا جانے کہاں سے ایسی خوشبو لاتا ہے ۔ جس سے کسی قسم کی خوشبو نہیں ملتی ۔ ایک دن ہم نے اُس سے پوچھا ۔ تو اُس نے کہا ۔ کہ ایک دفعہ مجھے شری[1] کی بیماری ہوگئی تھی جس سے میرا سارا بدن خراب ہوگیا ۔ تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خدمت میں اس کی شکایت کی ۔ فرمایا اپنا بدن ننگا کرکے یہاں بیٹھ جا ۔ آپ نے اپنے دست مبارک پر لب ڈالا ۔ اور میرے پیٹ اور پشت پر پھیرا ۔ اُسی دم سے میرے بدن سے خوشبو مہک رہی ہے ۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین ۸۲۶)

اخرج البیھقی وابن عساکر عن

بیہقی اور ابن عساکر نے وائل بن حجر رضؓ سے روایت کی ہے ۔

[1] شری ایک بیماری ہے ۔ جس میں بدن پر بہت سی پھنسیاں نکل آتی ہیں ۔

وائل بن حجر رض قال کنت اصافح النبی صلی الله علیه وآله وسلم او یمس جلدی جلده فاعرف فی یدی بعد ثالثۃ اطیب من ریح مسک

کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کیا کرتا تھا۔ تو کئی دن تک میرے ہاتھوں سے خوشبو آتی رہتی جو کستوری سے زیادہ ہوتی۔

اخرج احمد والبخاری فی تاریخہ و ابن سعد وابو یعلی والبغوی والحسن بن سفیان فی مسندہ والطبرانی والبیہقی عن حنظلة رض بن حذیم ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم مسح راسه بیده وقال له بورك فیك قال الذیال فرأیت حنظلة یؤتی بالشاة الوارم ضرعها والبعیر والانسان به الورم فیتفل فی یده و یمسح بصلعته ویقول بسم الله علی اثر ید رسول الله فیمسحه ثم یمسح موضع الورم فیذهب

امام احمد اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن سعد اور ابو یعلی نے اور بغوی نے اور حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور طبرانی اور بیہقی نے حنظلہ رض بن حذیم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ تجھے برکت دی گئی ہے ذیال نے کہا ہے کہ مَیں نے حنظلہ کو دیکھا کہ اگر کوئی اُس کے پاس بکری لاتا جس کے تھن سُوجے ہوتے یا کوئی ایسا اونٹ اونٹنی یا کوئی ایسا آدمی اُس کے پاس آتا جسے کسی قسم کا ورم ہوتا۔ تو حنظلہ اپنے ہاتھ پر تھوکتا۔ اور پھر اپنے سر کے اُس حصے پر جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ رکھا تھا پھیرتا۔ پھر یہ کہہ کر" اللہ کے نام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک کے اثر پر" اپنا سر جائے متورم پر لگا دیتا۔ تو وہ فوراً اچھا ہو جاتا۔"

(انوار محمدیہ من مواہب اللدنیہ ص۳۲۱)

اخرج البخاری فی التاریخ والبغوی وابن منده فی الصحابة من طریق صاحب بن العلاء بن بشر عن ابیه عن جده بشر بن معاویة انه قدم مع ابیه معاویة بن ثور علی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فمسح راسه ودعا له فکانت فی وجهه مسحة النبی صلی الله علیه وآله وسلم کالغرة وکان لا یمسح شیئا الا برئ "

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۳۳۴)

بخاری نے تاریخ میں اور بغوی اور ابن مندہ نے صحابہ میں بطریق صاحب بن علاء بن بشر اُس نے اپنے باپ سے اُس نے اپنے باپ بشر بن معاویہ سے روایت کیا ہے کہ مَیں اپنے باپ معاویہ بن ثور کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دُعا دی۔ راوی کہتا ہے کہ جہاں آپؐ کا دستِ مبارک پھرا تھا وہ بہت چمکیلا اور روشن تھا۔ اور وہ جگہ اگر کسی عضوِ ماؤف پر لگا دیتا تو صحت ہو جاتی اور وہ آزار جاتا رہتا۔

اخرج ابو نعیم عن عروۃ رض ان ملاعب الاسنة عامر بن مالك اصابه استسقاء فبعث الی النبی صلی الله علیه وآله وسلم

ابو نعیم نے عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ملاعب الاسنہ عامر بن مالک کو استسقا کی بیماری ہو گئی۔ تو اُس نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ میرے لیے دُعا کریں۔

فاصدا يلتمس منه الدعاء وان يشفيه الله ببركته فاخذ صلى الله عليه وآله وسلم بيده الشريفة حثوة من الارض فتفل عليها ثم اعطاها رسوله فاخذها متعجبا يظن انه صلى الله عليه وآله وسلم هزئ به فاتاه بها وهو على شفا فشربها بعد ان وضعها في ماء فشفاه الله ببركته صلى الله عليه وآله وسلم ۱۲

اخرج البغوی وابن شاهين وابن السكن وابن منده والطبرانی والحاكم وصححه والبيهقی وابو نعيم من طريق حزام بن هشام بن حبيش بن خالد عن ابيه عن جده ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حين خرج من مكة مهاجرا الى المدينة هو وابو بكر رض ومولى ابی بكر رض عامر بن فهيرة ودليلهما الليثی عبد الله بن اريقط مروا على خيمتی ام معبد الخزاعية وكانت برزة جلدة تحتبی بفناء القبة ثم تسقی وتطعم فسألوها لحما وتمرا ليشتروه منها فلم يصيبوا عندها شيئا وكان القوم مرملين مسنتين فنظر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى شاة فی كسر الخيمة فقال ما هذه الشاة يا ام معبد قالت شاة خلفها الجهد عن الغنم قال أبها من لبن قالت هی اجهد من ذلك قال أتأذنين لی ان احلبها فدعا بها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فمسح بيده ضرعها وسمى الله ودعا لها فی شاتها فتفاجت عليه ودرت واجترت

آپ نے قاصد کی عرض سُن کر زمین سے مٹی کی ایک مُٹھی لے کر اُس پر اپنا لبِ مبارک ڈالا اور اُسے دی کہ اسے پانی میں گھول کر پی لے قاصد نے لے تو لی لیکن بہت متعجب ہو کر خیال کیا کہ مٹی پر لبِ دہن اُس کی بیماری کی کیا دوا ہے! آپ نے اُس سے مذاق کیا ہے۔ خیر جب وہ اُس کے پاس پہنچا تو وہ تکلیف میں قریب الموت تھا مگر اُس نے جلدی سے اُس مٹی کو پانی میں گھول کر پی لیا۔ اللہ تعالٰے کے حکم سے بہ برکت آپ کے دستِ مبارک اور اثرِ لعابِ دہن فوراً اُسے شفا ہو گئی۔ الحمد للہ

بغوی اور ابن شاہین اور ابن السکن اور ابن مندہ اور طبرانی اور حاکم نے (اور صحیح کہا اسکو) اور بیہقی اور ابو نعیم نے طریق سے حزام بن ہشام بن حبیش بن خالد کے اُس نے اپنے باپ سے اُس نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم جب مکّہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اُن کا غلام عامر بن فہیرہ اور اُن کا بدرقہ عبداللہ بن ارقیط بھی ساتھ تھے۔ راستہ میں چلتے چلتے امِّ معبد خزاعیہ کے خیمے پر سے گزرے اور وہ درمیانی عمر کی عورت (اُدھیڑ) پاکدامن، ہوشیار، پیش خیمہ میں کھلی بیٹھ رہا کرتی تھی۔ اور مسافروں کو کھانا پانی دیا کرتی۔ اُس سے پُوچھا کہ اگر تیرے پاس گوشت یا کھجور ہے تو ہم قیمتاً لیا چاہتے ہیں۔ اُس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں۔ کیونکہ خشک سالی کے سبب ہر چیز میں کمی تھی۔ اور لوگ تکلیف میں تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی نظر ایک لاغر سی بکری پر پڑی جو خیمہ کے ایکطرف باندھی ہوئی تھی۔ فرمایا یہ کیسی بکری ہے؟ امِّ معبد نے کہا یہ ناتوانی کے سبب رہ چکی ہے۔ بکریوں کے ساتھ چراگاہ میں نہیں جا سکتی فرمایا دودھ دیتی ہے؟ اُس نے عرض کی یہ تو کب سے دودھ خشک کر چکی ہے۔ فرمایا تُو اجازت دیتی ہے کہ ہم اسے دوہ لیں۔ عرض کی، کہ اگر آپ کو اسمیں دُودھ نظر آتا ہے تو دوہ لیجئے۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا۔ لاؤ۔ اور اپنا دستِ مبارک اُس کے تھنوں پر پھیرا اور اللہ کا نام لے

لہ [illegible]

ودعا باناء يربض الرهط محلب فيه ثجا حتى علاه البهاء
وسقى اصحابه حتى رووا ثم شرب آخرهم صلی الله علیه
وآله وسلم ثم اراضوا ثم حلب فيه ثانيا بعد بدء حتى
ملأ الاناء ثم غادره عندها ثم بايعها وارتحلوا عنها
فقلما لبثت حتى جاء زوجها ابو معبد يسوق اعنزا
عجافا فلما رای اللبن عجب وقال من این لك هذه
اللبن والشاء عازب حيال ولا حلوب فی البیت
فقالت لا والله الا انه مرّ بنا رجل مبارك من حاله
كذا وكذا فقال صفيه لی قالت رأیت رجلا ظاهر
الوضاءة ابلج الوجه حسن الخلق لم تعبه ثجلة
لم تزر به صعلة وسیم قسیم فی عینیه دعج وفی اشفاره
عطف وفی صوته صهل وفی عنقه سطع وفی
لحيته كثاثة ازج اقرن ان صمت فعلاه
الوقار وان تكلم سما وعلاه البهاء واجمل
الناس وابهاهم من بعيد واحسنه من قريب
حلو المنطق فصل لا نزر ولا هذر كان منطقه
خرزات نظمن ربعة لا بائن من طول ولا
تقتحمه عين من قصر غصنا بين غصنين فهو
انضر الثلاثة منظرا واحسنهم قدرا له رفقاء
يحفون به ان قال انصتوا لقوله وان امر
تبادروا الی امره محفود محشود لا عابس
ولا مفند فقال ابو معبد هو والله صاحب
قریش الذی ذكر لنا من امره ما ذكر بمكة ۔

کر دُعا کی - بکری نے اپنے دونوں پاؤں پھیلا دیے اور تھنوں میں
دودھ بھر آئی اور جگالی کرنے لگ گئی - آپ نے فرمایا کوئی اتنا بڑا
برتن لاؤ جو سب کے لیے کافی ہو - پھر آپ نے اُس کو دُوہ کر بھر دیا کہ
لبالب ہو گیا - اور تمام چکنائی اُوپر بھر آئی - فرمایا ام معبد کو پلاؤ - اُس نے
خُوب سیر ہو کر پیا - پھر آپ نے اپنے ساتھیوں کو پلایا - وہ بھی سیر
ہو لیے - پھر آپ نے پیا (خدا کا درُود و سلام ایسے بابرکت وجود
شفیق رحیم کریم پر ہو) پھر آپ نے دوبارہ دُوہ کر اُس برتن کو ویسے
ہی بھر دیا اور ام معبد کو دے دیا - اور اُس بکری کو خرید لیا اور اسی
کے پاس چھوڑ کر وہاں سے چل پڑے - تھوڑی دیر کے بعد اُس کا
شوہر ابو معبد لاغر اور کمزور بھوک کی ماری بکریاں جنگل سے ہانکتا
لایا - جب اُس نے گھر میں دودھ کا ایک بڑا سا برتن بھرا ہوا
دیکھا تو حیران رہ گیا - اور پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ بکریاں
تو دودھ دیتی ہی نہیں - نہ اِن میں کوئی سُو نیوالی ہے جنگل میں دُور
چرا کرتی ہیں - وہ بولی ہاں یہ ٹھیک ہے - پر آج یہاں سے ایک مبارک
آدمی جس کے رُوں رُوں میں برکت بھری تھی گزرا ہے - اُس نے
ہماری بکری کو جو لاغری اور کمزوری کے سبب بکریوں کے ساتھ
چراگاہ تک نہیں جا سکتی تھی - دوہ کر مجھے اور اپنے ساتھیوں کو
پلایا اور خود پیا اور یہ بڑا برتن بھی بھر کر دے گیا ہے - ابو معبد نے
کہا وہ ایسا آدمی کس شکل و صورت کا تھا؟ بولی - وہ شخص مبارک -
روشن چہرہ - لطیف و نظیف - دلخواہ صورت - پسندیدہ خو - پاک
سیرت - خوشگل اور کشادہ پیشانی - سخاوت سے نہ تھکنے والا - میانہ جسم انہ
بہت لاغر نہ بہت فربہ - خوبصورت - خوش وضع - صاحب جُود و عطا
فراخ اور سیاہ آنکھیں - دلکش چہرہ - خوبصورت پلکیں - نرم آواز -
گردن میں مناسب درازی - بھری داڑھی - پیوستہ ابرُو کہ دونوں میں کچھ فرق تھا - دانت موتیوں کی لڑی -
اُسکی خاموشی میں وقار - گفتگو میں صدق گفتار - ہر حالت میں اصالت - ہر حرکت میں نجابت و شرافت -

عظیم القدر۔ دور و نزدیک سے جمال صوری و معنوی کی شعاعیں اُس کے مبارک چہرہ میں نظر آتی تھیں شیریں کلام۔ خوش گو۔ خوش رُو سرتاپا نورانی اور خوشبو۔ اُسکی صاف بیانی میں کوئی کلام نہیں۔ فصیح و بلیغ۔ اُس کا کلام لطف آمیز و سرور افزا جسے ہر وقت سُننے کو جی چاہے۔ بدگوئی اور بے مزگی سے پاک صحتِ الفاظ و درستی اور سلاست مضمون ایسے جیسے موتی پروئے ہوں۔ درمیانہ قد۔ نہ تو بدزیب لمبا نہ بدنما پست۔ اپنے ساتھیوں میں خوش قلعت اور راست جیسے سَرو۔ سب سے زیادہ چہرہ پر تازگی اور رونق۔ صاحبِ قدر و حشمت۔ اُس کے رفیق اُس کے غلام۔ اگر وہ بات کرے تو بگوشِ جاں سُنیں۔ اگر کسی کام کا حکم دے تو فوراً بجالائیں۔ صدق دل سے خدمت گزار۔ ہر وقت جاں نثار۔ ہر آن میں اطاعت شعار۔ ہر دم ہر لحظہ فدا ہونے پر تیار۔ وہ نہ ترش رُو بلکہ خوش خو۔ نہ زیادتی اور اخذ کرنے والا۔ بلکہ رحم اور درگزر کرنے والا۔

اُمِ معبد نے اپنی عورت سے اُس پاک وجود کی جسے وہ **مُبارک** کہتی تھی جب یہ تعریف سُنی۔ تو کہا خدا کی قسم یہ وُہی ہے جس کا ذکر ہم نے سُنا ہے کہ مکہ میں دعوئے نبوت کرتا ہے۔

اخرج ابن سعد وابو نعیم من طریق الواقدی حدثنی حزام بن هشام عن ابیه عن ام معبد قالت بقیت الشاة التی لمس [illegible] لی الله علیه وآله وسلم ضرعها عندنا حتی کان زمان الرمادة زمان عمر بن الخطاب وکنا نحلبها صبوحا وغبوقا وما فی الارض قلیل ولا کثیر (ابو نعیم فی الدلائل)

فائدہ۔ ابن سعد اور ابونعیم نے اسی اُم معبد سے روایت کیا ہے۔ کہ وہ بکری جسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے دوہا تھا دیر تک ہمارے پاس رہی۔ جب حضرت عمرؓ کے زمانہ میں خشک سالی کی کوئی حد نہ رہی (جسے عام الرمادہ کہتے ہیں) اور چارہ کا ایک تنکا بھی زمین پر نظر نہیں آتا تھا تو وہ بھوکی پیاسی بھی صبح و شام ہمارے ٹبر کے رجھنے کا دودھ دے دیا کرتی تھی۔ یہ تھی برکت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک کی کہ ہجرت سے تا وفاتِ آنجنابؐ اور زمانہ خلافتِ صدیقِ اکبرؓ و فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما تک جب تک رہی، دودھ دیتی رہی۔

اخرج ابو یعلی والطبرانی والحاکم وصححه والبیهقی وابو نعیم عن قیس بن نعمان قال لما انطلق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم مستخفین مر بعبد یرعی غنما فاستقیاه اللبن فقال ما عندی شاة تحلب غیر ان ههنا عناقا حملت اول الشتاء وقد اخدجت وما بقی لها اللبن فقال صلی الله علیه وآله وسلم ادع بها فدعا بها فاعتقلها

ابو یعلی اور طبرانی نے اور حاکم نے بھی (اور صحیح کہا اس حدیث کو اُس نے) اور بیہقی نے اور ابونعیم نے قیسؓ بن نعمان سے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمراہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ شریف کو جا رہے تھے۔ تو راستہ میں ایک شخص پر سے گزرے۔ جو بکریاں چرا رہا تھا۔ سفر اور گرمی کے سبب کچھ پیاس تھی۔ چرواہے سے دودھ مانگا۔ اُس نے کہا میرے پاس یہاں کوئی بکری دودھ والی نہیں ہے صرف ایک بچھوری ہے جو شروع سرما میں گابھن

النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومسح ضرعها ودعا وجاء
ابوبکر بمجن فحلب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسقی
ابابکر رض ثم حلب فسقی الراعی ثم حلب فشرب هو
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال الراعی من انت فواللہ
ما رایتُ مثلک قط قال محمد رسول اللہ قال
انت الذی تزعم قریش انہ صابئ قال انهم یقولون
ذلک قال فاشهدُ انک نبی اللہ وان ما جئت
بہ حق وانہ لا یفعل مَا فعلتَ الا نبیٌ "

ہُوئی تھی۔ اور پھر بھر گئی یعنی اُسکا حمل گر گیا۔ اور دودھ اُس نے دیا ہی
نہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اُسی کو لا۔ وہ لے آیا۔ آپؐ نے اُس کی پچھلی
ٹانگیں چوڑی کر کے اپنا ہاتھ اُس کے تھنوں پر پھیرا۔ اور خدا سے دُعا کی
ابوبکر رض نے اپنی ڈھال آگے کر دی۔ آپؐ نے اُس میں دودھ دوہا۔ اور
ابوبکر رض کو پلایا۔ پھر دوبارہ دوہ کر چرواہے کو سیر کیا۔ پھر سہ بارہ دوہ کر خود
پیا۔ چرواہے نے یہ دیکھ کر پوچھا کہ تُو کون ہے؟ بخدا میں نے آج تک
تیری برابر کا کوئی بابرکت شخص نہیں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں ہُوں
محمد ؐ اللہ کا رسول۔ خدا نے مجھے تم سب لوگوں کی طرف اس لیے بھیجا
ہے کہ میں تم کو اُس کی راہ دکھاؤں۔ اور شرک اور غیر پرستی اور دیگر بُرے کاموں سے ہٹاؤں۔ وہ سُن کر بولا۔
کہ تُو وہی ہے قریش جسے کہتے ہیں کہ وہ کوئی نیا دین سُناتا ہے۔ فرمایا وہ تو ایسا ہی کہتے ہیں۔ مگر درحقیقت،
وہی قدیمی اور ازلی دین ہے (یعنی توحید) جسے میں سُناتا ہوں۔ وہ بولا (وہ کچھ کہیں) میں سچے دل سے گواہی
دیتا ہوں۔ کہ آپؐ جو کچھ دُنیا پر لے کر آئے ہیں وہ بالکل صحیح اور حق ہے۔ اور جو کام آپؐ نے کیا ہے وہ سوائے
نبی کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ ۳۶۲)

اخرج احمد فی الزہد والبزار والبیہقی
عن ابی ہریرۃ رض قال ضاف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اعرابیٌ فطلب لہ شیئا فلم یجدہ الا کسرۃ
یبست فی حجرۃ فاخذها ففتها اجزاء ووضع یدہ
علیها ودعا وقال کُل فاکل الاعرابی حتی شبع و
فضلت فضلۃ فجعل الاعرابی ینظر الیہ ویقول
انک لرجل صالح " (حجۃ اللہ علی العالمین)

امام احمد نے زہد میں اور بزار و بیہقی نے ابوہریرہ رض سے روایت
کیا ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں
بطلب طعام حاضر ہوا۔ اُس وقت آپؐ کے پاس روٹی کے سُوکھے ہوئے
ایک چھوٹے سے ٹکڑے کے سوا اور کچھ موجود نہ تھا۔ آپؐ نے اُسے ریزہ
ریزہ کر دیا اور اپنا دست مبارک رکھ کر دُعا کی۔ اور اعرابی کو کھانے کا حکم دیا
اُس نے سیر ہو کر کھایا اور کھانا ویسے ہی بچ رہا۔ اعرابی یہ سب کچھ دیکھ
رہا تھا اور مُنہ سے کہے جاتا تھا کہ آپؐ بہت نیک آدمی ہیں۔

اخرج الواقدی وابو نعیم وابن عساکر
عن عرباض بن ساریۃ قال کنت مع رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم بتبوک فقال لیلۃ لبلال ہل من
عشاء قال والذی بعثک بالحق لقد نفضت جربنا
قال انظر عسی ان تجد شیئا فاخذ الجرب

واقدی اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے عرباض بن ساریہ سے روایت
کی ہے کہ میں جنگِ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھ تھا۔ ایک رات آپؐ نے بلال رض سے فرمایا کہ اس وقت کے کھانے کو
کچھ ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا کہ آپؐ کو حق دے کر بھیجنے والے کی قسم ہے کہ
ہم تو کب سے اپنے توشہ دان خالی کیے بیٹھے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اچھی

ينفضها اجرا باجرا فيقع التمرة او التمرتان حتى رأيت في يده سبع تمرات ثم دعا بصحفة ووضع التمر فيها ثم وضع يده على التمرات وقال كلوا بسم الله فاكلنا ثلاثة انفس فاحصيت اربعا وخمسين تمرة اعدها عدا نواتها في يدي الاخرى وصاحباي يصنعان كذلك فشبعنا ورفعنا ايدينا فاذا التمرات السبع كما هي فقال يا بلال ارفعها فانه لا ياكل منها احد الا نهل منها شبعا فلما كان من الغد دعا بلالا بالتمرات فوضع يده عليهن ثم قال كلوا بسم الله فاكلنا حتى شبعنا وانا العشرة ثم رفعنا ايدينا واذا التمرات كما هي فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لولا اني استحيي من ربي لاكلنا من هذه التمرات حتى نرد المدينة فاعطاها غلاما فولى وهو يلوكهن

طرح دیکھو اور اپنی گٹھلیاں جھاڑو۔ شاید کچھ نکل آئے۔ آخر چند ایک کو جھاڑا۔ کسی سے ایک کسی سے دو۔ سب سات کھجوریں برآمد ہوئیں۔ آپؐ نے ایک صحفہ پر رکھ کر اپنا دست مبارک اُن پر رکھ دیا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ ہم تین کس حاضر تھے۔ مَیں اور میرے دونوں ساتھی آپؐ کے دست مُبارک کے نیچے سے ایک ایک اُٹھا کر کھا رہے تھے۔ مَیں نے سیر ہو کر اپنی گٹھلیوں کو جنہیں مَیں بائیں ہاتھ کی مٹھی میں لیے جاتا تھا شمار کیا تو وہ چوّن ۵۴ تھیں۔ اسی طرح اُن دو نے بھی مجھ سے کچھ کم زیادہ کھائیں۔ جب ہم سیر ہو کر پیچھے ہٹ گئے تو وہ ساتوں کھجوریں بدستور موجود تھیں۔ حضورؐ نے بلالؓ کو فرمایا کہ ان ساتوں کو سنبھال کر رکھ۔ پھر کام آئینگی۔ جب دن چڑھا اور کھانے کا وقت ہوا تو آپؐ نے بلالؓ کو انہیں سات کھجوروں کے لانے کا حکم دیا۔ آپؐ نے بدستور اپنا دست مبارک اُن پر رکھ کر فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ اُسوقت ہم دس آدمی حاضر تھے۔ سب سیر ہو گئے اور کھجوریں ویسی کی ویسی موجود پائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر مجھے حق تعالیٰ سے شرم و حیاء دامنگیر نہ ہوتا تو یہی سات کھجوریں واپس مدینہ پہنچنے تک ہمارے لیے کافی تھیں۔ پھر وہ آپؐ نے ایک لڑکے کو عطا کیں۔ وہ اُنہیں کھا کر جاتا رہا۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۶۹۰)

اخرج الطبراني وابو نعيم من طريق سليمان بن حبان عن واثلة بن الاسقع بلفظ كنت من اصحاب الصفة فشكى اصحابي الجوع فقالوا يا واثلة اذهب الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاستطعم لنا فاتيته فقلت ان اصحابي يشكون الجوع فقال يا عائشة هل عندك من شيء قالت ما عندي الا فتات خبز قال هاتيه ودعا بصحفة فافرغ الخبز بصحفة ثم جعل يصلح الثريد بيده وهو يربو حتى امتلأت الصحفة فقال اذهب وجئ بعشرة من اصحابك فجئت بهم فقال

طبرانی اور ابو نعیم نے طریق سلیمان بن حبان سے واثلہ بن الاسقع سے روایت کی ہے۔ اور اُس کے لفظ یہ ہیں۔ کہ مَیں اصحاب صفہ سے تھا میرے ساتھیوں نے ایک دفعہ بھوک سے بیقرار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مجھے کچھ کھانے کو مانگنے کے لیے بھیجا۔ مَیں نے حاضر ہو کر اُن کی بھوک سے بے تابی بیان کی، اور اُن کے لیے کچھ کھانے کا سوال کیا۔ آپؐ نے جناب صدیقہ عائشہؓ ام المومنین سے فرمایا۔ عائشہ تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ روٹی کے چند ریزوں کے سوا میرے پاس کچھ نہیں۔ فرمایا وہی لے آ۔ اور ایک بڑا سا پیالہ منگا کر اُن ریزوں کو اُس میں ڈال دیا اور سر انگشتان سے اُنہیں مل مل کر مثل ثرید بنا دیا۔ جوں

خذوا بسم الله من حواليها ولا تاخذوا من اعلاها فان البركة تنحدر من اعلاها فاكلوا حتى شبعوا ثم قاموا وفي الصحفة مثل ما كان فيها ثم جعل يعيدها بيده وهي تربو حتى امتلأت وقال ادع بعشرة من اصحابك ففعلوا مثل ذلك فقال صلى الله عليه وآله وسلم هل بقي احد قلت نعم عشرة قال ادعهم فاكلوا حتى شبعوا ثم قاموا وبقي في الصحيفة مثل ما كان قال اذهب بها الى عائشة ؎

جوں جوں آپ اُن ریزوں کو آپس میں مل مل کر ثرید بنا رہے تھے توں توں وہ آپ کے سر انگشتان کی برکت سے بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ پیالہ بھر گیا۔ آپؐ نے مجھے فرمایا کہ جا دس آدمی اپنے ساتھیوں سے بُلا لا۔ وہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ اللہ کا نام لے کر اس پیالہ میں جو ہے وہ کھانا شروع کردو۔ اس کے اطراف سے کھاؤ اور سر پر سے یعنی بیچ سے نہ کھاؤ۔ کیونکہ کھانے میں برکت وسط اعلیٰ یعنی بیچ میں اُوپر سے اترتی ہے یہ سُن کر حسب الارشاد انہوں نے کھانا شروع کردیا۔ اور سیر ہو کر پیچھے ہٹ گئے اور پیالہ ویسے ہی بھرا پڑا تھا۔ آپ نے اُن کو اجازت دی وہ چلے گئے اور آپ پھر اُس کو اپنے دستِ مبارک سے اطراف کا سے اکٹھا کر کر درست کرنے لگ گئے جیسے کہ کسی کے آگے رکھنے کے لیے کھانا درست کیا جاتا ہے اور حکم دیا کہ دسؔ اور بُلا لو جنہوں نے کہ کھانا کھانا ہے۔ میں نے دسؔ بُلا لیے وہ بھی سیر ہو کر چلے گئے۔ آپ نے فرمایا کوئی اور باقی رہتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ دسؔ اور ہیں۔ فرمایا انہیں بھی بُلا۔ وہ بھی سیر ہو کر چلے گئے۔ اور پیالہ مذکور بدستور بھرا رہا۔ فرمایا۔ جا یہ عائشہؓ کو دے آ۔ (حجۃ اللہ ص۶۰)

اخرج البیہقی وابو نعیم عن عمران بن حصین قال کنت مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذ اقبلت فاطمة علیها السلام فوقفت بین یدیه فنظر الیها وجهها اصفر من شدة الجوع فرفع یده فوضعها علی صدرها فی موضع القلادة وفرج بین اصابعه ثم قال اللهم مشبع الجاعة اشبع فاطمة بنت محمدؐ قال عمران فنظرت الیها وقد ذهبت الصفرة من وجهها فلقیتها بعد فسالتها فقالت ماجعت بعد یا عمران

قال البیہقی الظاهر انه رآها قبل نزول الحجاب

بیہقی اور ابو نعیم نے عمرانؓ بن حصین سے روایت کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ جنابہ مطہرہ سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا بھی حاضر ہو کر آپ کے سامنے آکھڑی ہوئیں آپ نے اُن کو دیکھا کہ شدتِ گرسنگی سے اُن کا رنگِ رُو زرد ہے۔ آپ نے اپنا دستِ مبارک اُن کے سینہ سے اوپر گلے کے نیچے رکھا اور انگلیاں رکھیں اور دُعا کی کہ الٰہی بھوکی کو رجا۔ الٰہی فاطمہ بنت محمدؐ کو سیر رکھ۔ عمران کہتے ہیں اثنائے دُعا میں میں دیکھتا ہوں کہ جنابہ سیدہ علیہا السلام کے چہرۂ مبارک پر بشاشت و نظارت آرہی ہے اور زردی بالکل جاتی رہی۔ بعد اس کے پھر جو کبھی جنابہ مطہرہؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا۔ تو میں نے پوچھا۔ فرمایا کہ جس وقت سے تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو میرے لیے سیری اور دفع گرسنگی کی دُعا کرتے دیکھا ہے اُسوقت سے میں کبھی بھوکی نہیں ہوئی۔ **ف** بیہقی نے کہا کہ عمرانؓ بن حصین کا جنابہ سیدہ علیہا السلام کا دیکھنا اُس وقت کا ذکر ہے جب کہ پردہ کا حکم ابھی نازل نہیں ہُوا تھا۔

اخرج الشیخان عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عروساً بزینب فعمدت امی ام سلیم الی تمر وسمن واقط فصنعت حیسا فجعلته فی تور فقالت یا انس اذهب بهذا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقل بعثت بهذا الیک امی وهی تقرئک السلام وتقول ان هذا لک منا قلیل یا رسول اللہ فذهبت فقلت فقال ضعه ثم قال اذهب فادع لی فلانا وفلانا رجالا سماهم وادع لی من لقیت فدعوت من سمی ومن لقیت فرجعت فاذا البیت غاص باهله قیل لانس عددکم کانوا قال زهاء ثلثمائة فرایت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضع یدیه علی تلک الحیسة وتکلم بما شاء اللہ ثم جعل یدعو عشرة عشرة یاکلون منه ویقول لهم اذکروا اسم اللہ ولیاکل کل رجل مما یلیه فاکلوا حتی شبعوا فخرجت طائفة ودخلت طائفة حتی اکلوا کلهم قال لی یا انس ارفع فرفعت فما ادری حین وضعت کان اکثر ام حین رفعت ۔

بخاری و مسلم نے انسؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے جب ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا ہے تو میری ماں ام سلیم نے کھجور، گھی، پنیر اور دہی ملا کر ایک خوشگوار کھانا جسے عربی میں حیس کہتے ہیں تیار کیا۔ پھر اس نے وہ ایک بڑے کاسہ میں میرے ہاتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ میں نے حاضر ہو کر پہلے سلام کیا۔ پھر اپنی ماں کا سلام دے کر عرض کیا کہ اس نے مجھے حیس دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ ایسے موقع پر یہ جو کچھ ہے آپ ہم سے قبول فرمائیں۔ فرمایا۔ اسے رکھ دے اور کچھ آدمیوں کا نام لے کر مجھے حکم دیا کہ ان کو بلا۔ اور اگر کوئی اور بھی تجھے ملے تو اسے بھی ساتھ لیتا آ۔ میں ان صاحبوں کو جنکا نام لے کر فرمایا تھا۔ اور جو اور بھی کوئی مجھے ملا سب کو بلا لایا۔ کہ وہ ساری جگہ جہاں حضورؐ پاک کا اجلاس تھا۔ کھانے والوں سے بھر گئی اور تین سو آدمی کے قریب وہاں جمع ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنا دست مبارک اس کھانے پر جسے میری ماں نے تیار کر کے بھیجا تھا رکھ دیا اور زبان مبارک سے کچھ کہا۔ اور دس آدمیوں کو حکم دیا کہ آگے ہو کر کھانا شروع کریں وہ سیر ہو کر چلے گئے۔ دس اور کو حکم دیا۔ اسی طرح دس دس بلا کر سب کو سیر کر دیا۔ جب سب سیر ہو کر چلے گئے اور اور بھی جس جس نے کھانا تھا کھا لیا۔ تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ جا اسے اٹھا لے جا (انسؓ) کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا تو یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ جسقدر میں کھانا لایا تھا اس سے کچھ کم ہوا یا نہیں۔

اخرج الواقدی حدثنی عمر بن عثمان الجحشی عن ابیه عن عمته قالت قال عکاشة بن محصن انقطع سیفی یوم بدر فاعطانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عودا فاذا سیف ابیض طویل فقاتلت به حتی هزم اللہ المشرکین ولم یزل عنده حتی مات ۔

واقدی نے کہا میرے پاس حدیث بیان کی عمر بن عثمان جحشی نے اپنے باپ سے۔ اس نے اپنی پھوپھی سے۔ اس نے کہا میرے پاس عکاشہ بن محصن نے کہ بدر کی لڑائی میں میری تلوار ٹوٹ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے مجھے ایک لکڑی زمین پر سے اٹھا دی۔ میں نے پکڑی تو دیکھتا ہوں کہ وہ ایک نہایت چمکدار لمبی اور تیز تلوار میرے ہاتھ میں ہے جس سے میں نے لڑائی

سلہ بخاری مطبوعہ استنبول جلد ۶ ص ۱۴۰ و صحیح مسلم مصری جلد ۱ ص ۴۵۴ و دلائل ابو نعیم مطبوعہ دائرۃ المعارف ص ۱۵۰ سلہ ۹۵ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۳

کام لیا۔ یہاں تک کہ خداوند کریم نے مشرکوں کو بھگا دیا۔ اور وہ تلوار تمام عمر اُس کے پاس رہی۔

اخرج ابن سعد انبأنا علی بن محمد بن ابی معشر عن یزید بن اسلم و یزید بن رومان و اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی فروۃ وغیرھم ان عکاشۃ بن محصن انقطع سیفہ یوم بدر فاعطاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جذلا من شجرۃ فعاد فی یدہ سیفا صارما صافی الحدیدۃ شدید المتن فقاتل حتی فتح اللہ علی المسلمین وکان ذلک السیف یسمی العون ثم لم یزل عندہ یشھد بہ المشاھد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی قال و ھو عندنا۔ ۱۲ انوار المحمدیہ من مواہب اللدنیہ صـ۳۳

اِس حدیث کو ابن سعد نے بھی بسندِ خود ابی فروہ سے روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اُس تلوار کا نام عون تھا۔ اور جنگ بدر کے بعد مسلمانوں کے کفّار کے ساتھ جتنے اور جہادی جنگ ہوئے سب میں عکاشہ کے ہاتھ وہی تلوار تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے دستِ فیض پیوست کی برکت سے لکڑی سے بن گئی تھی۔

بیہقی اور ابن عساکر نے بھی اِس کو اپنی اپنی سند سے روایت کر کے بیان کیا ہے کہ وہ تلوار عکاشہ کے پاس اُس کے مرنے تک رہی۔ **ف** اِسی کو **قلبِ اعیان** کہتے ہیں۔

اخرج الواقدی حدثنی اسامۃ بن زید اللیثی عن داؤد بن الحصین عن رجال من بنی عبد الاشھل عدۃ قالوا انکسر سیف سلمۃ بن اسلم بن حریش یوم بدر فبقی اعزل لا سلاح معہ اعطاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضیبا کان فی یدہ من عراجین ابن طاب فقال اضرب بہ فاذا ھو سیف جید فلم یزل عندہ حتی قتل یوم جسر ابی عبید ۱۲ حجۃ اللہ علی العالمین صـ۴۳۱

واقدی نے بطریق داؤد بن الحصین بنی عبد الاشہل کے کئی مردوں سے روایت کی ہے۔ کہ جنگِ بدر میں سلمہ بن اسلم بن حریش کی تلوار ٹوٹ گئی۔ تو آپ نے اُسے تازیانہ جو آپ کے دستِ مبارک میں تھا پکڑا دیا۔ اُس نے پکڑا تو دیکھا۔ کہ وہ ایک اعلیٰ قسم لوہے کی تلوار ہے۔ اور وہ تمام عمر ویسے ہی اُس کے پاس رہی۔ (اِس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے)

اخرج عبد الرزاق انبأنا معمر عن سعید بن عبد الرحمٰن انبأنا اشیاخنا ان عبد اللہ بن جحش جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم احد وقد ذھب سیفہ فاعطاہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عسیبا من نخل فرجع فی ید عبد اللہ سیفا۔

عبد الرزاق نے اپنے شیوخِ حدیث سے روایت کیا ہے۔ کہ عبد اللہ بن جحش کی تلوار جنگِ احد میں ٹوٹ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے ایک کھجور کی ٹہنی اپنے دستِ مبارک سے پکڑا دی۔ اُس نے پکڑی تو وہ ایک خاصی عمدہ تلوار تھی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین صـ۴۳۱)

قال ابن سعد فی طبقاتہ الھلب بن یزید بن عدی وفد الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ابن سعد نے طبقات میں روایت کیا ہے کہ ہلب بن یزید بن عدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خدمت میں کسی وفد میں حاضر

وهو اقرع فمسح راسه فنبت فسمی الهلب۔ ہُوا اور وہ گنجا تھا۔ آپ نے اُس کے سر پر دستِ مبارک پھیرا فوراً اُس کے سر پر بال اُگ آئے۔ اِسی سبب سے اُس کا نام ہلب رکھا گیا۔ اصل میں اُس کا نام کچھ اور تھا۔ (ج ۲ ص ۲۳۳)

اخرج الشیخان عن ابی هریرة قال قلت یا رسول الله انی اسمع منك حدیثا کثیرا فانساه قال ابسط رداءك فبسطته فغرف بیده فیه ثم قال ضمه فضممته فما نسیت حدیثا بعده۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۲۲)

بخاری و مسلم نے ابی ہریرہ رضؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک دن مَیں نے جناب رسولِ خدا حضور سیدِ کائنات فخرِ انبیا علیہ و آلہ التحیۃ والثنا کی خدمت میں عرض کی کہ مَیں آپ سے بہت کچھ سُنتا ہُوں۔ لیکن مجھے یاد نہیں رہتا۔ آپ نے فرمایا' اپنی چادر بچھا۔ مَیں نے بچھادی۔ آپ نے بَک بھر بھر کے اُس پر ڈال دیے۔ اور فرمایا اسے اکٹھا کر کے اپنے سینے سے لگالے۔ مَیں نے وَیسا ہی کیا۔ اُسی وقت سے نسیان مجھ سے دُور ہوگیا۔

اخرج ابن سعد عن زید بن اسلم ان عین قتادة رضؓ بن النعمان اصیبت فسالت علی خده فردها رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بیده فکانت احسن عینیه۔

ابن سعد نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے۔ کہ قتادہ رضؓ بن نعمان کی آنکھ میں جنگِ اُحد میں تیر لگا۔ آنکھ کا آبہ رُخسار پر بہ آیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اُس کو پھر چشمخانہ میں رکھ کر اپنا کفِ دست اُس پر رکھ دیا۔ اُٹھایا' تو آنکھ درست ہوگئی تھی۔ بلکہ دوسری سے زیادہ خوبصورت دِکھائی دیتی تھی۔ اور اُس کی نظر بھی تیز تھی۔

اخرج ابن سعد انبانا هشام بن محمد انبانا جعفر بن کلاب الجعفری عن اشیاخ لبنی عامر قالوا وفد زیاد بن مالك علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم فدعا له ووضع یده علی راسه ثم حدرها علی طرف انفه فکانت بنو هلال تقول ما زلنا نعرف البرکة فی وجه زیاد۔

ابن سعد نے بنی عامر کے معتبر بزرگوں سے روایت کیا ہے۔ کہ زیاد بن عبد اللہ بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں ایک وفد میں حاضر ہُوا۔ آپ نے اُس کے حق میں دُعائے خیر کی۔ اور اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور اُوپر سے پھیرتے پھیرتے اُس کے ناک پر سے اُتارا۔ اُس کے چہرہ میں ایسی برکت پیدا ہُوئی۔ کہ بقول اُس کی قوم کے ہر وقت اُسکے چہرہ پر برکت دِکھائی دیتی تھی۔

اخرج مسلم و ابو داؤد والبیهقی عن انس ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال لیلة بدر هذا مصرع فلان ان شاء الله غدا ووضع یده علی الارض وهذا مصرع فلان ان شاء الله غدا ووضع یده علی الارض وهذا مصرع فلان ان شاء الله غدا

مسلم اور ابو داؤد اور بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اُس رات کو جس کی صبح لڑائی ہُوئی میدانِ بدر میں ہر ایک کا نام لے لے کر جس جس نے جہاں جہاں زخم کھا کر گرنا تھا۔ زمین پر ہاتھ رکھ رکھ کر بتادیا۔ سو اُس خُدا کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ہر ایک جہاں جہاں اُس کا گرنا فرما

لہ انوار المحمدیہ من مواہب اللدنیہ میں ایسا ہی ہے۔ لیکن دلائل النبوۃ بیہقی میں یہ واقعہ بدر کی لڑائی کا مذکور ہے۔ تہ حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۲۲۲

وضع یده علی الارض فو الله الذی نفسه بالحق ما خطؤا تلك الحدود وجعلوا یصرعون علیها ثم القوا فی القلیب ۔ (صحیح مسلم مطبوعہ مصر ج ۲ صـ ۱۰۲)

تھا۔ وہیں گرا۔ ایک سُوتر بھر بھی فرق نہ آیا۔ پھر وہ سب اپنی اپنی موت کی مقررہ جگہ سے گھسیٹ گھسیٹ کر ایک گڑھے میں ڈالدیئے گئے۔

اخرج البیهقی وابونعیم عن بریدةؓ انه صلی الله علیه واله وسلم اشتری سلمانؓ اى كان سبب التحرير۔ اى مكاتبته من قوم الیهود بكذا وكذا درهما وعلى ان يغرس لهم كذا وكذا من نخل يعمل فيها سلمان حتى تدرك فغرس رسول الله صلی الله علیه واله وسلم النخل كلها الا نخلة غرسها عمرؓ فقال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم من غرسها قالوا عمرؓ فقلعها وغرسها رسول الله صلی الله علیه واله وسلم بیده فاطعمت من عامها ۔ (حجة الله علی العالمین صـ ۷۰۳)

بیہقی اور ابونعیم نے بریدہؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو یہودیوں سے چھڑانا چاہا۔ تو انہوں نے علاوہ قیمت کے یہ بھی شرط کی کہ سلمانؓ ہم کو اتنے درخت کھجور کے لگادے۔ جب وہ پھل لائیں تو سلمانؓ ہمارے قبضے سے نکل جائے۔ آپ نے سلمانؓ کو فرمایا کہ جاؤ ان کھجور کی گٹھلیاں لے آ۔ انہوں نے آگ میں بھون کر (جو ہر نباتی جل کر) سلمانؓ کے حوالہ کیں۔ حضورؐ نے ہر ایک گٹھلی (بروایت دیگر لب لگا لگا کر) زمین میں چھپادی۔ آپؐ جوں جوں گٹھلیاں زمین میں دباتے جاتے تھے وہ اُگتی جاتی اور پھلتی جاتی تھیں۔ لیکن ایک گٹھلی جو کسی اور نے دابی تھی نہ اُگی۔ آپ نے اُسے زمین سے نکال کر اپنے دستِ مبارک سے دابا۔ وہ بھی اُگ کر پھل گئی۔

اخرج[1] البخاری عن البراء بن عازب قال بعث رسول الله صلی الله علیه واله وسلم الى ابى رافع الیهودى رجالا من الانصار فامّر علیهم عبد الله بن عتیك فقتل ابا رافع وانكسرت ساقه فعصبتها بعمامة ثم انطلق واصحابه الى النبى صلی الله علیه واله وسلم فقال له ابسط رجلك فبسط رجله فمسحها قال عبد الله فكانها لم اشتكها قط

بخاری نے براء بن عازب سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند انصاریوں کو ابورافع یہودی کے قتل کرنے کیلئے بھیجا (وہ آپ کو ہر طرح سے ستایا کرتا تھا) اور اُن پر عبد اللہ بن عتیک کو امیر بنایا۔ عبد اللہ نے (جیسا کہ صحیح بخاری میں مفصل مذکور ہے) ابورافع کو مار ڈالا اور اونچے مکان سے اُترتے ہوئے اُن کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ اُس وقت انہوں نے اپنی پگڑی سے پنڈلی کو باندھ لیا۔ اور گرما گرم چل کر جنابِ پاک کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اور عرض حال کردی۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی ٹانگ سیدھی کردے۔ پھر اُس پر اپنا دستِ شفا پوست پھیر دیا۔ عبد اللہ کہتے ہیں۔ مجھے فوراً آرام ہوگیا۔ گویا میری پنڈلی کو کوئی صدمہ پہنچا ہی نہ تھا۔

---

[1] صحیح بخاری مطبوعہ استنبول جلد ۵ صفحہ ۲۷۔

اصابعه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپؐ کی انگشتانِ مبارک

اخرج الحاکم عن عباسؓ بن عبد المطلب قال قلتُ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعانی الی الدخول فی دینک امارۃ لنبوتک رأیتک فی المھد تناغی القمر وتشیر الیہ باصبعک فحیث اشارت الیہ مال قال انی کنتُ اُحدّثہ و یحدثنی ویلھینی عن البکاء واسمع وجبتہ حین تسجد تحت العرش ۔

حاکم نے حضرت عباسؓ بن عبد المطلب سے روایت کیا ہے کہ ایک دن مَیں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مَیں نے آپ کی اُس حالت میں جب کہ آپؐ مہد میں تھے ایک نشان دیکھا جو آپؐ کی نبوت پر دلالت کرتا ہے۔ اور میرے آپؐ کو نبی مان لینے کا باعث بھی وہی ہے اور وہ یہ ہے کہ مَیں نے آپؐ کو ایک دن مہد میں پڑے دیکھا کہ آپؐ چاند سے ہمکلام ہو رہے ہیں اور آپؐ انگلی سے جدھر اشارہ کرتے تھے اُدھر ہی ہو جاتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ مَیں اُس سے باتیں کر رہا تھا اور وُہ مجھ سے۔ اور وہ مہد میں مجھے رونے سے بہلاتا تھا۔ اور مَیں اُس کے گرنے کی آواز سنتا تھا۔ جب کہ وہ عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ میں گرتا تھا۔ (رحمۃ للعٰلمین و انوار المحمدیہ من مواہب اللدنیہ)

اخرج الطبرانی عن امنۃ رضی اللہ عنہا انہ لما وقع الی الارض وقع مقبوضۃ اصابع یدیہ مشیراً بالسبابۃ کالمسبح بھا ۔ (رحمۃ)

طبرانی نے حضرت آمنہ اُمّ النبی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ جب عالمِ وجود میں آکر زمین پر پڑے تو آپؐ کی انگشتِ شہادت اس طرح کھڑی تھی۔ جیسے کوئی تسبیح پڑھتا ہے اور باقی بند تھیں

اخرج الشیخان عن جابرؓ قال عطش الناس یوم الحدیبیۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بین یدیہ رکوۃ فتوضأ منھا ثم اقبل الناس نحوہ قالوا لیس عندنا ماء نتوضأ بہ ونشرب الا ما فی رکوتک فوضع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یدہ فی الرکوۃ فجعل الماء یفور بین اصابعہ کامثال العیون قال فشربنا وتوضأنا فقیل لجابرؓ کم کنتم قال لو کنا مائۃ الف لکفانا کنا خمس عشرۃ مائۃ ۔

بخاری ومسلم نے جابرؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ حدیبیہ میں لوگ پیاس سے بہت تنگ ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے چمڑے کے ایک چھوٹے سے برتن میں پانی رکھا ہوا تھا۔ آپؐ نے اُس سے وضو کیا۔ لوگ طرف سے دوڑ کر آپؐ کے سامنے آکھڑے ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے پاس نہ پینے کو پانی ہے نہ وضو کرنے کو۔ تمام لشکر میں یہی پانی تھا۔ جو آپؐ کے وضو کے کام آیا۔ شاید کوئی دو ایک گھونٹ اِس میں ہو تو ہو۔ یہ سُن کر آپؐ نے اُسی برتن میں اپنا دستِ مبارک رکھ دیا۔ پانی آپؐ کی انگلیوں سے مثل چشمہ کے نکلنے لگا۔ جس سے لشکر کے آدمی گھوڑے، خچر، اونٹ اور گدھے سب سیراب ہو لیئے۔ جابرؓ سے کسی نے پُوچھا کہ تم سب آدمی کتنے تھے؟ کہا اگر ہم لاکھ بھی ہوتے، تو بھی یہیں کافی تھا۔ مگر اُس وقت ہم پندرہ سو تھے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۵۱ و جلد ۲ صفحہ ۲۵۲)

اخرج الشیخان عن انس رضؓ قال اُتی النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم باناءٍ وھو بالزوراء فوضع یدہٗ فی الاناء فجعل الماء ینبع من بین اصابعہٖ فتوضأ القوم قال قتادۃ رضؓ قلتُ لانس رضؓ کم کنتم قال ثلٰثمائۃ او زھاء ثلٰث مائۃ وفی روایۃ ینبع من بین اصابعہٖ و اطراف اصابعہٖ

(بخاری مشتمل جلد ۱ صہ ۱۶۹ و مسلم صہ ۲۴۶)

اخرج البخاری عن عبد اللہ بن مسعود قال کنا نعد الاٰیات برکۃ وانتم تعدونہا تخویفا کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فی سفر فقل الماء فقال اطلبوا فضلۃ من ماء فجاءوا باناء فیہ ماء قلیل فادخل یدہٗ فی الاناء ثم قال حی علی الطہور المبارک والبرکۃ من اللہ ولقد رأیتُ الماء ینبع من بین اصابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ولقد کنا نسمع تسبیح الطعام وھو یؤکلُ ۱۲ (بخاری ج ۲ صہ ۱۶۱)

اخرج المحدثون باسنادھم ان اباجہل دخل لیلۃ علی النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم مع حبر من احبار الیہود وکان النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فی المسجد الحرام وکان فی ید ابی جہل السیف فقال یا محمد واللات والعزی لئن اتیت بایۃ کما اتت بہ الرسل من قبلک لاٰمنتُ بک والا لاضربنّ راسک بھذا السیف فقال صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم یا اباجہل لاتقدر علی ضرب راسی لان اللہ تعالیٰ حافظی

بخاری اور مسلم نے انس رضؓ سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ آپ کا نزولِ اجلال زوراء میں تھا۔ ایک چھوٹا سا برتن آپ کو دکھا کر عرض کی گئی کہ سوائے اس کے ایک ذرہ بھر پانی ہمارے پاس نہیں رہا۔ آپ نے اپنا دستِ مبارک اُس میں رکھ دیا۔ ہمارے دیکھتے آپ کی اُنگلیوں سے پانی کے چشمے نکلنے شروع ہو گئے۔ سب نے سیر ہو کر پیا۔ اور وضو کیا۔ قتادہ رضؓ نے انس رضؓ سے پوچھا کہ اُس وقت آپ کے ساتھ کتنے آدمی تھے۔ کہا تین سَو۔ یا اس کے قریب قریب۔

بُخاری نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ ہم معجزات کو برکت شمار کرتے تھے اور تم کچھ اور سمجھتے ہو۔ ایک دفعہ ہم کسی سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی معیت میں تھے۔ پانی ختم ہو گیا آپ نے فرمایا کچھ تھوڑا سا پانی خواہ گھونٹ دو گھونٹ ہو، تلاش کرو۔ آخر ایک برتن جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ حاضر کیا گیا۔ آپ نے اُس میں اپنا دست مبارک رکھ دیا۔ اور فرمایا۔ لو، وضو کرو، پیو، یہ برکت والا پانی ہے۔ ہم نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہتے ہیں۔ اور ہم آپ کے روبرو کھانا کھاتے تھے۔ تو کھانے سے آوازِ تسبیح سُنا کرتے تھے۔

اکثر اہلِ حدیث نے اپنی اپنی سندوں سے روایت کیا ہے کہ ابوجہل ہاتھ میں تلوار لیے چاندنی رات میں ایک یہودی کو ساتھ لیے آپ کے پاس آیا آپ اُس وقت مسجد الحرام میں تشریف فرما تھے۔ لات و عزیٰ کی قسم کھا کر کہنے لگا کہ اگر آپ مجھ کو کوئی ایسا نشان دکھائیں جیسا کہ پہلے رسول اور نبی دکھایا کرتے تھے۔ تو میں مان لونگا۔ اگر ویسا نہ ہوگا تو اس تلوار سے تمہارا کام تمام کر دونگا۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا۔ مجھ کو قتل کرنے کی تیری کیا طاقت ہے؟ حق تعالیٰ نے میری حفاظت از غیرِ خود اپنے ذمے لی ہوئی ہے۔ پر میں کہتا ہوں کہ اگر تو بجائے لات و عزیٰ کے صرف ایک خدا کی جس کی طاقت و قوت کا کوئی اور نہیں، قسم کھاتا تو تجھے

اینما کنتم ولکن یا ابا جہل وماذا علیک لو حلفت
باللہ العظیم۔ فقال ابو جہل ورب ہذہ الکعبۃ
لئن اتیت بایۃ کما اتت بہا الرسل من قبلک لامنا
بک فقال علیہ السلام ما ترید من ایۃ فتردد
ابو جہل وقال فی نفسہ ای شیء اطلب من
محمد حتی یکون ذلک الشیء متعذرا علیہ و
لا یقدر باتیانہ فقال رفیقہ الیہودی انہ
ساحر قل انشق القمر لان الساحر لا یوثر
فی السماء بل یوثر فی الارض فقال ابو جہل یا
محمد انشق لنا القمر فاشار النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بسبابتہ الی القمر فانشق القمر
بنصفین باذن اللہ تعالی فبقی نصفہ فی
مکان وانصرف نصف فی مکان اخر ثم قال
ابو جہل اللعین یا محمد قل لہ حتی یلتئم فاشار
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثانیا فکان کالاول
فلما رای الیہودی امن باللہ وبرسولہ محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال اشہد ان لا الہ الا
اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ فلما رای ابو جہل
قال ان محمدا ساحر عظیم سحر القمر وابانا
نصفین ثم قال لا قرانہ لنبعث الرسل الی اطراف البلاد فاذا عاینوا بمثلہ فہی ایۃ والا فہی سحرۃ فبعثوا الی البلاد فاذا
الناس یحدثون بانشقاق القمر فلما رجع الیہ الرسول اخبروہ بذلک قال ہذا سحر مستمر ۱۲ (جوہر و انوار المحمدیہ)

کیا ہو جاتا؟ ابو جہل بولا - کہ رب کعبہ کی قسم اگر تو مجھ کو بھی ایسا نشان
دکھائے جیسا کہ پچھلے رسول اور نبی طالبان نشان کو دکھایا کرتے تھے،
تو میں تجھ پر ایمان لاؤنگا - آپ نے فرمایا، بول کیا چاہتا ہے؟ وہ
متردد ہو کر خاموش جی میں سوچنے لگا کہ کوئی ایسا نشان مانگوں جو
یہ دکھا نہ سکے - ورنہ مجھے بھی حسب وعدہ خود ماننا پڑیگا - سوچ سانچ کر
اپنے رفیق یہودی کی طرف تاکنے لگا - اُس نے آہستگی سے کہا - کہ
گھبراتا کیوں ہے؟ ہے تو یہ ساحر - اور ساحر کے سحر کا اثر اجرام فلکی پر
نہیں پڑتا - اسے کہو کہ چاند کو دو ٹکڑے کر دکھائے - ابو جہل نے اسی
امر کی درخواست کی - یہ سُن کر فوراً آپ نے اُس کے دیکھتے ہی اپنی
انگلی سے چاند کے نصف میں اشارہ کیا جیسے کوئی کسی دائرہ میں
قُطر ڈالتا ہے - آپ کا اس طرح پر اشارہ کرنے کی دیر تھی کہ چاند کے دو
ٹکڑے ہو کر جُدا جُدا ہو گئے - ابو جہل دیکھ کر حیران رہ گیا - اور کہا میں
چاہتا ہوں کہ اب یہ دونوں مل جائیں - آپ نے پھر اپنی انگشت معجز نما
سے اِدھر اُدھر سے مل جانے کا اشارہ کیا - وہ مل کر پھر پورا چاند بن
گیا - یہودی تو مسلمان ہو گیا - لیکن ابو جہل اپنے کفر پر ڈٹا رہا - اور کہنے
لگا کہ اطراف و نواحی سے خبر منگا کر (کہ کسی اَور نے بھی کہیں
چاند دو ٹکڑے ہوا دیکھا ہو) کوئی رائے قائم کی جائیگی - لیکن جب
سب طرف سے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی خبر آ گئی - تو مردود پھر بھی
ایمان نہ لایا - اور یہ بکہکر کہ یہ بڑا بھاری جادو ہے، محروم و بدنصیب رہ گیا -

اخرج الشیخان عن انس رض قال اصابت
الناس سنۃ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فبینا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخطب
یوم الجمعۃ قام اعرابی فقال یا رسول اللہ

بُخاری اور مسلم نے انس رض سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ
آپ کے زمانِ نبوت میں خُشک سالی سے سخت قحط پڑا - آپ جمعہ
کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے - کہ ایک اعرابی نے اُٹھ کر کہا - اے
اللہ کے رسول! مال ہلاک ہو گیا - عیال پُر رنج و ملال ہے - بچے

هلك المال وجاع العيال فادع الله لنا فرفع يديه و
ما نرى في السماء قزعة فوالذي نفسي بيده ما
وضعهما حتى ثار السحاب امثال الجبال ثم لم
ينزل عن منبره حتى رأيت المطر يتحادر على
لحيته فمطرنا يومنا ذلك ومن الغد ومن بعد
الغد حتى الجمعة الاخرى وقام ذلك الاعرابي
او غيره فقال يا رسول الله تهدم البناء وغرق
المال فادع الله فرفع يديه فقال اللهم حوالينا
ولا علينا فما يشير الى ناحية من السحاب الا
انفرجت وصارت المدينة مثل الجوبة وسال
الوادي قناة شهرا ولم يجئ احد من ناحية الا
حدث بالجود (بخاری ج ۲ ص ۲۳)

بھوکوں مر رہے ہیں۔ آپ اللہ سے دُعا کریں کہ باران رحمت بھیجے۔ اس
وقت آسمان بالکل صاف تھا اور کہیں ذرا سی بدلی بھی نہیں نظر آتی تھی
آپ نے جناب الٰہی میں ہاتھ اُٹھائے۔ معاً اِدھر اُدھر سے بادل نکل
آیا اور گھن بندھ گیا۔ اور آپ ابھی منبر پر ہی تھے کہ بارش شروع ہوگئی
آپ منبر سے اُترے تو آپ کی ریش مبارک سے قطرے ٹپک رہے
تھے۔ وہ سارا دن اور اگلے سے اگلا یہاں تک کہ اگلے جمعہ تک بارش
ہوتی رہی۔ پھر وہی اعرابی جس نے گزشتہ جمعہ اثنائے خطبہ میں بارش
کی دعا کرائی تھی، اُٹھا اور عرض کیا۔ اللہ کے رسولؐ۔ اب تو کوٹھے گر
رہے ہیں اور مال غرق ہو رہا ہے۔ اللہ سے دُعا کریں کہ مینہ تھم جائے۔
آپ نے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی۔ اے رب! ہمارے گرد گرد برسے۔ اوپر نہ
برسے۔ یہ کہہ کر آپ نے انگلی پھیری۔ انگلی کے اشارے سے بادل گرد
گرد ہو گیا۔ اور مدینہ کے اوپر سے اس طرح دکھائی دیتا تھا۔ جیسے کسی چیز
کو بیچ سے پھاڑ کر خالی کر دیا جائے۔ اور ایک ماہ تک جنگلوں میں پانی بہتا رہا۔ کسی طرف سے کوئی مسافر آتا
تو کثرتِ بارش کی خبر دیتا۔ (انوار محمدیہ از مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر ص ۱۹۳)

وقال الفخر الرازي في تفسيره انه صلى الله
عليه وآله وسلم كان على شط ماء وقد عكرمة بن
ابي جهل فقال ان كنت صادقا فادع ذلك الحجر الذي
في الجانب الآخر فليسبح ولا يغرق فاشار اليه
عليه الصلوة والسلام فانقلع الحجر من مكانه و
سبح حتى صار بين يدي رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم وشهد له بالرسالة فقال له النبي صلى
الله عليه وآله وسلم يكفيك هذا فقال حتى يرجع
مكانه (انوار محمدیہ ص ۱۹۰)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ
ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی پانی کے کنارہ پر تھے۔ عکرمہ
بن ابی جہل بھی وہاں آنکلا۔ اور آپؐ کا نام لے کر کہا۔ کہ اگر آپ سچے
ہیں تو اُس پتھر کو جو پانی کے سامنے کے کنارہ پر پڑا ہے۔ بُلائیے کہ وہ
اِدھر ہماری طرف پانی پر تیرتا چلا آئے۔ آپؐ نے اُسے اپنی انگلی سے
اشارہ کیا۔ اشارہ پاتے ہی وہ اپنی جگہ سے پانی پر تیرتا ہوا حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے آگے آ نکلا۔ اور بزبانِ فصیح خدا کے ایک اور
آپ کے رسولِ برحق ہونے کی شہادت دی۔ فرمایا۔ اب یہ تیرے
لیے کافی ہے؟ بولا ہاں اگر یہ بدستور وہیں جا نکلے کہ جہاں سے آیا تھا۔

اخرج المسلم والبيهقي وابو نعيم عن
جابر بن عبد الله قال سرنا مع رسول الله صلى الله

مسلم اور بیہقی اور ابو نعیم نے جابر بن عبد اللہ رضؓ سے روایت[1]
کیا ہے کہ ہم ذات الرقاع کی لڑائی میں آپؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ

[1] صحیح مسلم مصری ج ۲ صفحہ ۴۵۳

علیہ وآلہ وسلم فی غزوة ذات الرقاع فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا جابر ناد بوضوء فقلت الا وضوء الا وضوء فقلت یا رسول اللہ ما وجدت فی الرکب من قطرة وکان رجل من الانصار یبرد لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الماء فقال لی انطلق لفلان الانصاری فانظر فی اشجابہ من شیٔ فانطلقت الیہ فنظرت فیہا فلم اجد فیہا الا قطرة فی عزلاء شجب یابسة ما لو انی لو افرغہ لشربہ واحد فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاخبرتہ قال اذہب فأتنی بہ فاتیتہ بہ فاخذہ بیدہ فجعل یتکلم بشیٔ لا ادری ما ھو ویغمزہ بیدہ ثم اعطانیہ فقال یا جابر ناد بجفنة الرکب فقلت یا جفنة الرکب فاتیت بہا تحمل فوضعت بین یدیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدہ ھکذا فبسطہا فی الجفنة وفرق بین اصابعہ ثم وضعہا فی قعر الجفنة فقال خذ یا جابر فصب علیّ فقال

بسم اللہ فرایت الماء یفور من بین اصابعہ ففارت الجفنة ودارت حتی امتلأت فقال یا جابر ناد من کانت لہ حاجة بماء فاتی الناس فاستقوا حتی رووا ورفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یدہ من الجفنة وھی ملأی ؕ

نے مجھ فرمایا ہمارے وضو کرنے کے لیے کسی کے پاس پانی ہو تو پوچھ - میں نے عرض کی کہ کسی کے پاس سے ایک قطرہ بھی نہیں ملا - ایک شخص آپ کے لیے سرد پانی رکھا کرتا تھا - آپ نے اُسکا نام لے کر فرمایا کہ جا اُس سے پوچھ - اتفاقاً اُس کے مشکیزہ میں بھی پانی نہ تھا - البتہ اُس کے ایک خشک شدہ پرانے مشکیزہ کی تہ میں ایک قطرۂ آب کہ اگر اُسے زور سے اچھی طرح نچوڑیں تو شاید ایک آدمی کی زبان بھی تر نہ ہو دکھائی دیا - میں نے آکر حضور میں گزارش کردی - فرمایا جا اُتنا ہی لے آ - میں نے مشکیزہ لاکر حاضر کردیا - آپ نے اپنے دستِ مبارک سے پکڑ کر کچھ پڑھا جو میری سمجھ میں نہیں آیا - اور فرمایا کہ بڑا ٹب جس میں اونٹوں کو پانی پلایا جاتا ہے حاضر کریں - میں نے آواز دی - آدمی فوراً اُسے اٹھا لائے - اور آپ کے سامنے رکھ دیا - آپ نے اُس مشکیزہ کی تہ کو زور سے ٹب مذکور میں نچوڑا - کہ وہ جرعۂ آب جو اُس میں دکھائی دیتا تھا ٹب میں آپڑا - پھر آپ نے اپنی انگلیوں کو کشادہ کرکے اُس میں رکھ دیا - ہم نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مار کر فواروں کی طرح نکل رہا ہے یہاں تک کہ ٹب لبالب ہوگیا - فرمایا کہ سب کو آواز دے کہ جسے پانی کی جس قدر ضرورت ہو لے لے - لوگ سُن کر چلے آئے - سب نے پیا اور خوب سیر ہوئے - آپ نے اپنا دستِ مبارک اُس سے نکالا - تو وہ ویسے ہی بھرا پڑا تھا -

اخرج[له] ابن عساکر عن جلھمة بن عرفطة قال قدمت مکة وھم فی قحط وشدة من احتباس المطر عنہم فقال قائل منہم یقول اعمدوا اللات والعزیٰ وقال قائل منہم یقول اعمدوا لمناة الثالثة الاخریٰ فقال شیخ وسیم

ابن عساکر نے جلہمہ بن عرفطہ سے روایت کیا ہے کہ میں ایک دفعہ مکہ معظمہ میں آیا - اور وہاں کے رہنے والے بباعث خشک سالی کے سخت ترقحط میں گرفتار تھے - اور چند آدمی کہیں بیٹھے آپس میں دفع قحط کے لیے مشورہ کر رہے تھے - کوئی تو کہتا تھا کہ جس طرح ہو، لات وعزیٰ کو خوش کرو تو بارش ہوگی - کوئی کہتا تھا منات کو راضی

له انوار محمدیہ صفحہ ۲۲

حسن الوجه جيد الرأى انى تؤفكون وفيكم
بقية ابراهيم وسلالة اسمٰعيل قالوا كانك
عنيت اباطالب فقال ايه فقاموا باجمعهم
فقمت معهم فدققنا باب عليه فخرج الينا فثاروا
اليه فقالوا يا اباطالب اقحط الوادى واجدب
العيال فهلم فاستسق فخرج ابوطالب فالصق
ظهر الغلام بالكعبة ولاذ الغلام اى اشار
باصبعه الى السماء كالمتضرع الملتجئ وما فى
السماء من قزعة فاقبل السحاب من ههنا وههنا
واغدودق الوادى اى كثر قطره واخصب
النادى والبادى وفى هذا يقول ابوطالب
يذكر قريشا حين تمالؤا على اذيته صلى الله
عليه وآله وسلم بعد البعثة يذكرهم يده
وبركته عليهم من صغره ؎

وابيض يستسقى الغمام بوجهه[له]
ثمال اليتامى عصمة للارامل
يلوذ به الهلال من آل هاشم
فهم عنده فى نعمة وفواضل

کرو۔ بارش اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ اسی طرح اپنی اپنی رائیں بیان کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص، سُرخ رنگ، خوبصورت، پختہ رائے اُٹھ کھڑا ہُوا۔ اور بولا کہ چھوڑدو۔ اگر تم ایسے ہی مصیبت زدہ ہو تو اِدھر اُدھر مت بھٹکتے پھرو۔ آج تم میں اولادِ ابراہیمؑ کا بقیہ اور اولادِ اسمٰعیلؑ سے ایک برگزیدہ بزرگ ہیں۔ اگر مشکلکشائی ہوگی تو اُس کے ذریعے سے۔ ورنہ یہاں لاتوں مناتوں نے کیا کرنا ہے؟ حاضرینِ مجلس نے کہا شاید تو ہم کو ابوطالب سمجھا رہا ہے؟ اُس نے کہا۔ ہاں میں تمہیں وہی سمجھا رہا ہوں۔ یہ سُن کر وہ سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور ابوطالب کا دروازہ جا کھڑکایا۔ ابوطالب فوراً باہر نکلے اور پوچھا کہ کیا ہے؟ سب نے کہا تمہیں نہیں معلوم کہ جنگلوں میں مویشیوں کے چرنے کو چارہ نہیں ہے اور گھروں میں آدمیوں کے کھانے کے لیے کچھ نہیں، چل ہماری اِس مصیبت کو دُور کرنے کی کر۔ خُدا سے بارش کی دُعا مانگ۔ یہ سُن کر ابوطالب گھر سے ایک بچّے کو ساتھ لے کر نکلے۔ (یہی بچہ رحمۃ للعٰلمین مشکل کشائے دُنیا و دین، باعثِ ایجادِ عالم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے) جس کا چہرہ مثلِ آفتاب کہ کسی بادل کے نیچے سے نکلتا ہے۔ اور اُس کے ساتھ اور بھی کئی اُس کے ہم عمر بچے آگے پیچھے چلتے چلاتے بیتُ اللہ شریف تک پہنچ گئے۔ پھر مجمعِ عام میں ابوطالب نے اُس بچّہ کو اُٹھا کر دیوارِ کعبہ سے لگا دیا۔ بچّے نے بھی اپنی انگلی آسمان کی طرف اُٹھائی۔ جیسے کوئی بڑے خشوع اور خضوع اور عجز و نیاز سے جنابِ باری سے رجوع کرتا ہے۔ اُس وقت آسمان صاف تھا اور کہیں ذرہ بھر بھی بادل کا نشان نہ تھا۔ ابوطالب نے بچّہ کو اُٹھا کر اُس کی پُشت دیوارِ کعبہ سے لگا دی۔ بچّے نے اُنگلی آسمان کی طرف اُٹھائی۔ فوراً بادل اِدھر اُدھر سے نمودار ہونے لگا۔ یہاں تک کہ اکٹھا ہو کر برسنا شروع ہُوا۔ گھڑی میں جنگل و آبادی، اُجان بچان بھر گئے۔ جدھر دیکھتے تھے اُدھر پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ اُس زمانہ سے بعد جب وہ زمانہ آیا۔ کہ اس بچّے نے اُن کی ہدایت کا بیڑا اُٹھایا۔ اور وہ اُس کی ہر طرح کی اذیت پر تلے پڑے تھے۔ تو ابوطالب نے اُن کو اُس بچّہ کے برکات کا اظہار کرتے ہوئے ایک قصیدہ میں جو

[له] گورے مُنہ والا۔ جس کی برکت سے مینہ برسا۔ یتیموں کا بھروسہ۔ اور بیوہ و بیکس عورتوں کی پاکدامنی۔ آلِ ہاشم نے اپنی مصیبت کے وقت میں اُس کی پناہ لی۔ اور بارش کے ذریعہ نعمتوں سے مالا مال ہو گئے ؏

برسرِ اجلاس پڑھا تھا، واقعۂ مذکور کو بھی جتا دیا۔

اخرج البیہقی عن ابی الطفیل رضی اللہ عنہ ان رجلا من بنی لیث یقال لہ فراس بن عمرو اصابہ صداع شدید فذھب بہ ابوہ الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجلدۃ ما بین عینیہ فجذبہا فنبتت فی موضع اصابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من جبینہ شعرۃ فذھب عنہ الصداع فلم یصدع قال فہم بالخروج علی علیؓ مع اھل حروراء فاخذہ ابوہ فاوثقہ وحبسہ فسقطت تلک الشعرۃ فشق علیہ سقوطہا فقیل لہ ھذا مما ھممت بہ فاحدث توبۃ فتاب قال ابو الطفیل فرایتہا بعد ما نبتت قد سقطت ثم رایتہا قد نبتت۔

بیہقی نے ابی الطفیلؓ سے روایت کیا ہے کہ بنی لیث سے فراس بن عمرو کو سخت سر درد ہوتا تھا۔ سب چارے کئے کچھ آرام نہ ہُوا، آخر اُس کا باپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اُسے لے آیا۔ آپ نے اپنی دو انگلیوں سے اُس چمڑے کو جو دونوں آنکھوں اور ابروؤں کے درمیان ناک کے اوپر سے ہے، پکڑا، اور کھینچا، اُس کا درد فی الفور جاتا رہا۔ اور جہاں انگشتانِ مبارک لگیں وہاں چھوٹے چھوٹے بال بھی اُگ آئے۔ اور پھر اُسے کبھی درد نہ ہُوا۔ جب خارجیوں نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کے مقابلہ کی تیاری کی تو وہ خارجیوں کے ساتھ بخلافِ علی علیہ السلام تیار ہوا۔ جونہی یہ ارادہ کیا تو وہ بال جو ببرکتِ سرِ انگشتانِ مبارک اُگے ہُوئے تھے دفعۃً اُڑ گئے۔ اور درد بھی شروع ہو گیا۔ اُس کے باپ نے اُسے بہت ملامت کی اور خلیفۂ برحق کے مقابلہ سے باز رکھا۔ اُس نے بھی صدقِ دل سے ہمیشہ کے لیے یہ ارادہ چھوڑ دیا اور توبہ کی۔ توبہ کی تو پھر وہ بال اُگ آئے اور درد بھی جاتا رہا۔ ابو الطفیل نے کہا میں نے اُس کی تینوں حالتیں دیکھی ہیں۔

اخرج ابو نعیم وابن عساکر عن انسؓ قال لما تزوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زینب بنت جحش قالت لی اُمی یا انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصبح عروسا ولا اری اصبح لہ غداء فہلم تلک العکۃ وتمرا فجعلت لہ حیسا فقالت اذھب بہذا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وامرأتہ فاتیتہ بہ فی تور من حجارۃ فقال ضعہ فی ناحیۃ البیت واذھب فادع لی ابا بکر وعمر وعثمان وعلیا ونفرا من اصحابہ ثم ادع لی اھل المسجد ومن رایتہ

ابو نعیم اور ابنِ عساکر نے انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اُم المؤمنین زینبؓ بنت جحش سے نکاح کیا۔ تو میری ماں نے مجھے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج رات نکاح کیا ہے اور صبح اُن کے کھانے کو اُن کے ہاں مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ کہہ کر اُس نے ایک کُپّہ سے کسی قدر روغن اور دو کف دست[۱] خجور لے کر حیس[۲] تیار کیا۔ اور ایک بڑے کاسہ میں مجھے دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا۔ میں خدمت میں لے آیا۔ آپ نے فرمایا اسے یہاں گوشۂ خانہ میں رکھ دے۔ اور جا ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور علیؓ اور دیگر بعض صحابہ اور اصحاب صفہ کو اور جو تجھے راستہ میں ملے لے آ۔ میں حسبِ حکم ان سب کے بلانے کو نکلا۔ لیکن مجھے تعجب تھا۔ کہ کھانا تو جس قدر ہے۔ مجھے معلوم ہے۔ اتنے آدمی جن کے

۱ [illegible]

۲ ایک قسم کا حلوا ہے۔

فی الطریق فجعلت اتعجب من قلة الطعام ومن کثرة ما امرنی ان ادعو من الناس فدعوتهم حتی امتلأت البیت والحجرة ثم قال یا انس هلم ذاك فجئت به فغمس فیه ثلاثة اصابع فجعل یربو ویرتفع فجعلوا یتغدون ویخرجون حتی اذا فرغوا اجمعون بقی فی التور نحو ما جئت به قال ضعه قدام زینب قال ثابت قلت لانس کم تری کان الذین اکلوا قال اثنین وسبعین ۔ (دلائل النبوت)

بُلانے کا حکم دیا گیا ہے آگر کیا کرینگے! خیر میں نے جن کو بلایا وہ سب حاضر ہو گئے۔ یہاں تک کہ مکان آدمیوں سے بھر گیا۔ پھر آپ نے مجھے کاسۂ مذکور کے حاضر کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے اپنی تین انگلیاں اُس میں ڈالدیں۔ سب کے دیکھتے دیکھتے وہ کھانا بڑھنے لگا۔ اور لوگ کھا کھا کر نکلنے لگے۔ جب سب سیر ہو کر چلے گئے۔ تو دیکھا کھانا ویسے ہی ہے جیسا کہ میں لایا تھا۔ فرمایا کہ یہ اب زینبؓ کے آگے رکھ دے (کھائیں اور جسے چاہیں کھلائیں) ثابتؓ کہتے ہیں کہ میں نے اِس حدیث کے راوی انسؓ سے جو کھانا لے کر گئے تھے پوچھا کہ جو کھا گئے تھے وہ کتنے آدمی تھے؟ کہا بہتر آدمی تھے۔

اخرج ابونعیم من طریق المطلب بن عبد اللہ بن حنطب بن عبد الرحمن بن ابی عمرة الانصاری عن ابیه قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم فی غزوة غزاها واصاب الناس مخمصة ثم دعا برکوة فوضعت بین یدیه ثم دعا بماء فمضمض فاه ثم مجه فیها وتکلم بما شاء اللہ ان یتکلم ثم ادخل خنصره فیها فاقسم باللہ لقد رأیت اصابع رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم تتفجر ینابیع الماء ثم امر الناس فشربوا وسقوا وملئوا قربهم واداوتهم فضحك رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم حتی بدت نواجذه ثم قال اشهد ان لا اله الا اللہ وان محمد عبده ورسوله لا یلقی اللہ بهما احد یوم القیامة الا دخل الجنة ۔

ابونعیم نے مطلب بن عبد اللہ بن حنطب بن عبد الرحمٰن بن ابی عمرو انصاری سے اُس نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ ہم ایک جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ پانی ختم ہو گیا اور لوگوں کو سخت تکلیف ہوئی۔ آپ نے ایک بڑا کاسہ خالی اپنے آگے رکھ کر اور کچھ تھوڑے پانی میں (جو ایک شخص کے پاس سے مل گیا تھا) کُلّی ڈال کر پھر اُس پانی کو اُس کاسہ میں ڈال دیا۔ اور کچھ پڑھا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کی دونوں چھوٹی انگلیوں کو اُس میں رکھ دیا۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہتے دیکھے ہیں۔ لوگوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور پلایا اور اپنے مشکیزے اور برتن بھر لیے۔ پھر آپ ہنسے اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ رب ایک اکیلا اور سچا معبود ہے۔ اور میں اُس کا برگزیدہ بندہ اور اُس کا رسول ہوں جو شخص قیامت کے دن خدا کے پیش کیا جائیگا۔ اور اُس کے پاس یہ دو شہادتیں یعنی خدا کے لاشریک اور میرے سچا رسول ہونے کی ہونگی تو وہ داخلِ جنت ہو گا۔

اخرج البیهقی عن محمد بن ابراهیم ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم اُتی برجل برجله قرحة قد اعیت الاطباء فوضع اصبعه علی ریقه ثم رفع طرف الخنصر فوضع اصبعه علی التراب ثم

بیہقی نے محمد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص آپ کے پیش کیا گیا۔ جس کے پاؤں میں زخم تھا۔ اور طبیب اُس کے علاج سے رہ چکے تھے۔ تو آپ نے انگلی کو آبِ دہن مبارک لگا کر مٹی پر رکھ دیا۔ پھر اُٹھا کر زخم پر رکھا اور کہا اَللّٰھُمَّ رِیْقُ بَعْضِنَا بِتُرْبَةِ اَرْضِنَا

وضعها فوضعها على القرحة ثم قال أسمك اللهم ريق بعضنا بتربة ارضنا ليشفى سقيمنا باذن ربنا

أخرج البيهقي عن انس قال خرج النبي صلى الله عليه وآله وسلم الى قباء فأتى من بعض بيوتهم بقدح صغير فادخل يده فلم يسعه القدح فادخل اصابعه الاربعة ولم يستطع ان يدخل ابهامه ثم قال للقوم هلموا الى الشراب قال انس بصر عيني ينبع الماء من بين اصابعه فلم يزل القوم يردون القدح حتى رووا منه جميعا

کف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

أخرج الشيخان عن انس قال ما مسست حريرا ولا ديباجا الين من كف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ولا شممت مسكا ولا عنبرا اطيب من ريح رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

أخرج البخاري عن شعبة عن الحكم قال سمعت ابا جحيفة قال خرج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بالهاجرة الى البطحاء فتوضأ ثم صلى الظهر ركعتين وبين يديه عنزة وزاد فيه عون عن ابيه ابي جحيفة قال كان يمر من ورائها المارة وقام الناس فجعلوا ياخذون يديه فيمسحون بها وجوههم قال فاخذت بيده فوضعتها على وجهي فاذا هي ابرد من الثلج واطيب رائحة من المسك

لیشفٰی سَقِیمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔

بیہقی نے انس رضؓ سے روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد قبا تک جو مدینہ منورہ سے چند میل کے فاصلے پر ہے تشریف لائے۔ اور پانی کی ضرورت پڑی۔ وہاں کسی کے گھر سے ایک چھوٹے سے پیالہ میں کچھ پانی ملا۔ آپ نے اُس میں اپنا دست مبارک رکھنا چاہا۔ تو چونکہ پیالہ بہت چھوٹا تھا۔ اسلیے دست مبارک اُس میں نہ آسکا۔ آپ نے اپنا پنجہ اُس میں رکھ دیا۔ اور فرمایا سب پی لو۔ انس رضؓ کہتے ہیں کہ میرے دیکھتے آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہنے لگے۔ لوگوں نے دوڑ کر اپنے برتن بھر لیے اور سیر ہو کر پی بھی لیا۔

آپ کی ہتھیلی مُبارک

بُخاری ومسلم نے انس رضؓ سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی حریر ودیبا کو ہاتھ نہیں لگایا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کف دست مبارک سے زیادہ نرم ہو اور نہ کسی عنبر وکستوری کو سونگھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبوئے جسم سے زیادہ خوش بُو ہو۔

امام بخاریؒ نے شعبہ سے، اُس نے حکیم سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے ابو جحیفہ سے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوپہر کی گرمی میں بطحا کی گرمی میں نکلے اور وضو کیا۔ کچھ دیر کے بعد دو رکعت نماز ظہر ادا کی۔ پھر وقت پر نماز عصر ادا کی۔ اور آپ کے سامنے ایک چھوٹے سے نیزے کا سُترہ رکھا ہوا تھا۔ اور عون نے اپنے باپ ابی جحیفہ سے اتنا زیادہ روایت کیا ہے) کہ جس کے پیچھے سے لوگ آتے جاتے تھے بعد از فراغت نماز لوگ کھڑے ہو گئے اور آپ کا ہاتھ پکڑ پکڑ کر اپنے مُونہوں پر پھیرتے تھے۔ مَیں نے بھی آپ کا دست مبارک پکڑ کر اپنے منہ پر پھیرا تو وہ برف سے زیادہ سرد اور کستوری سے بڑھ کر خوشبودار تھا۔ (لہ بخاری جلد اول ص [illegible] لہ بخاری جلد اول ص [illegible])

اخرج الامام احمد والبزار عن عبد الله بن ابی اوفیٰ قال بینا نحن عند النبی صلی الله علیه وآله وسلم اذ اتاه غلام فقال بابی انت یا رسول الله غلام یتیم واخت له یتیمة وام له ارملة اطعمنا اطعمك الله مما عنده فقال له النبی صلی الله علیه وآله وسلم انطلق الی اهلنا فائتنا بما وجدت عندهم فجاء بواحدة وعشرین تمرة فوضعها فی کف النبی صلی الله علیه وآله وسلم فقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم بکفه الی فیه ونحن نری انه یدعو بالبرکة ثم قال یا غلام سبعا لك وسبعا لامك وسبعا لاختك فتعش بتمرة وتغد باخری

امام احمدؒ اور بزار نے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت کیا ہے کہ جبکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے تو ایک لڑکے نے آکر کہا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں، میں اور میری بہن دو یتیم ہیں اور ہم دونوں کی ماں بیوہ۔ ہم کو اپنے پاس سے کچھ کھلایئے، خدا آپؐ کو اپنے پاس سے کھلائیگا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہمارے گھروں میں سے کسی گھر پر جا کر سوال کر جس گھر سے کچھ ملے۔ وہ ہمارے پاس لے آ۔ وہ اکیس عدد کھجورے لے آیا۔ اور آپؐ کے کفِ دست پر رکھدیں۔ آپؐ نے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا۔ اور ہم دیکھ رہے تھے۔ پھر اُس کو فرمایا لے جا۔ سات تیری اور سات تیری بہن کی اور سات تیری ماں کی۔ یہ تم تینوں کو ہر روز کی ایک ایک۔ ہفتہ ہفتہ بھر کافی ہیں۔

اخرج البیهقی وابو نعیم من طریق موسیٰ بن عقبة عن ابن شهاب ومن طریق عروة قال اخذ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ملأ کفه من الحصباء فرمی بها وجوه المشرکین فجعل الله الحصباء عظیما شأنها لم تترك من المشرکین رجلا الا ملأت عینیه وجعلوا کل رجل منهم منکبا علی وجهه لا یدری این یتوجه یعالج التراب من عینیه وذلك قوله وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمیٰ۔

بیہقی اور ابو نعیم نے بطریقِ موسیٰ بن عقبہ ابن شہاب زہری سے اور بطریقِ عروہ بھی زہری سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگِ احد میں ایک کف کنکروں کی اُٹھا کر مشرکوں کے منہ پر پھینکی تو اُن سے کوئی بھی خالی نہ رہا کہ جس کی آنکھوں میں یہ کنکریاں نہ بیٹھی ہوں۔ سب اوندھے ہوئے آنکھیں مل رہے تھے اور کچھ نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ کے قولِ حق "وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ" میں اسی واقع کی خبر ہے

اخرج البیهقی عن ابن ابی خیثمة ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم لما قاتل اهل الشق بخیبر وبه حصون ذوات عدد تحصنوا بحصن لهم واستعوا فیه اشد الامتناع حتی اصاب النبل ثیاب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فاخذ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم کفا من حصباء فحصب به حصنهم فرجف الحصن بهم ثم ساخ فی الارض حتی جاء المسلمون فاخذوا اهله اخذا۔

بیہقی نے ابن ابی خیثمہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل خیبر سے جنگ کی اور وہاں اُن کے پاس بہت سے قلعے تھے۔ سب نے سخت جنگ کی۔ یہاں تک کہ آپؐ کے کپڑوں میں تیر چھو گئے۔ تو آپؐ نے ایک کف دست کنکروں کی اُن کے قلعوں کی طرف اُٹھا ماری اور وہ مفتوح ہو گئے،

بخاری نے حضرت انس رض سے روایت کی ہے کہ میں مسجد شریف میں بوقت نماز حاضر تھا۔ کچھ آدمیوں نے جن کے گھر مسجد کے پاس تھے اپنے اپنے گھروں سے وضو کر لیا۔ لیکن بہت آدمی جو فاصلہ پر سے آئے تھے پانی نہ ملنے کے سبب وضو سے رہ گئے۔ یہ دیکھ کر آپ نے ایک پتھر کا پیالہ منگایا۔ اور اُس میں اپنا کفِ دست مبارک رکھنا چاہا۔ لیکن پیالہ کے چھوٹے ہونے کے سبب سے آپ نے اپنی انگلیاں ملا کر رکھدیں۔ انگلیوں سے پانی نکلنا شروع ہوا۔ جس جس نے وضو کرنا تھا، کر لیا۔	اخرج البخاری عن انس رض قال حضرت الصلوة فقام من کان قریب الدار من المسجد یتوضأ وبقی قوم فاتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمخضب من حجارة فیہ ماء فوضع کفہ فصغر المخضب ان یبسط فیہ کفہ فضم اصابعہ فوضعہا فی المخضب فتوضأ القوم کلہم جمیعا قلت کم کانوا قال ثمانون رجلا۔ (بخاری ج ۲ ص)

انس رض سے جو روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں، میں نے انس رض سے پوچھا کہ آدمی کتنے تھے کہا اسّی آدمی تھے۔

ف ایک روایت میں بخاری کے اس سے زیادہ بھی ہیں۔

امام احمد اور حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم ابن عباس رض کے طریق سے جنابِ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے روایت کرتے ہیں کہ تمام حجر مشرکان قریش نے جمع ہو کر آپس میں یہ سوچا کہ اگر یہاں سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گزریں تو ہم سے ہر ایک۔ ایک ایک ضرب لگائے۔ میں نے یہ سُن کر اپنی ماں خدیجہ ام المومنین کے پاس جا کر ذکر کیا۔ ام المومنین نے آپ کے پاس اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا۔ خاموش! یہ کہ کر آپ مسجد کی طرف نکلے۔ جب مشرکوں نے آپ کو دیکھا۔ تو کہنے لگے وہ تو یہ ہے جس کی نسبت تم کچھ سوچ رہے تھے۔ اور آنکھیں نیچی کر لیں۔ اور ایسے ہو گئے کہ اُن کی ٹھوڑیاں سینوں پر آ لگیں اور اپنی اپنی جگہ بندھ کر رہ گئے۔ نہ تو آپ کی طرف نظر کر سکے نہ اٹھ کر آگے ہو سکے۔ یہ دیکھ کر آپ نے مٹی کی ایک مٹھی اُٹھا کر اُن کی طرف پھینکی اور زبان سے فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوہ " یہ مٹی جس جس کے بدن پر آ پڑی۔ وہ مردود جنگ بدر میں ضرور مارا گیا۔ اور کوئی بھی نہ بچا۔	اخرج الامام احمد والحاکم والبیہقی وابو نعیم من طریق بن عباس رض عن فاطمة علیہا السلام قالت اجتمع مشرکو قریش فی الحجر فقالوا اذا مر محمد علیہم ضربہ کل واحد منہم ضربة ضربة فسمعتہم فدخلت علی امہا فاخبرتہا فذکرت ذلک لہ فقال یا بنیة اسکتی ثم خرج فدخل علیہم المسجد فلما راوہ قالوا ہا ہو ذا وخفضوا ابصارہم وسقطت اذقانہم فی صدورہم وعقروا فی مجالسہم فلم یرفعوا الیہ بصرا ولم یقم الیہ رجل منہم فاقبل حتی قام علی رؤسہم فاخذ قبضة من التراب فرمی بہا نحوہم ثم قال شاہت الوجوہ فما اصاب رجلا منہم من ذلک الحصا حصاة الا قتل یوم بدر کافرا۔ (حجة اللہ علی العالمین ص)
ابن عدی اور ابو یعلیٰ اور بیہقی نے قتادہ رض بن نعمان کی روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی کے دن میری آنکھ میں تیر لگا اور آنکھ میرے رُخسار تک نیچے آ پڑی۔ میرے ساتھیوں نے اُسے کاٹ دینے	اخرج بن عدی وابو یعلی والبیہقی من طریق عاصم بن عمر بن قتادة عن جدہ قتادة بن النعمان انہ اصیب عینہ یوم بدر فسالت حدقتہ

علی وجنتہ فارادوا ان یقطعوھا فسألوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال لا فدعا فغمزحدقتہ براحتہ فکان لا یدری ای عینیہ اصیب

کا ارادہ کیا۔ اور جناب سے اجازت لینے کے لیے عرض کی۔ فرمایا کہ کاٹو مت نہیں اور مجھے حضورؐ میں بلا کر آنکھ کو چشم خانہ میں پھیر دیا۔ اور دست مبارک کو اس پر رکھ دیا تھوڑی دیر کے بعد دیکھا۔ تو وہ بالکل صحیح و سالم تھی اور معلوم نہ ہوتا تھا۔ کہ اس کی کونسی آنکھ پر آئی تھی۔

اخرج بن شاھین عن انسؓ قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی غزوۃ تبوک فقال المسلمون یا رسول اللہ عطشت دوابنا والمناقال ھل فضلۃ ماء فجاء رجل فی شن لیشی فقالوا ھاتوا صحفۃ فصب الماء ثم وضع راحتہ فی الماء قال فرایتھا تخلل عیونا بین اصابعہ قال فسقینا ابلنا ودوابنا وتزودنا فقال اکفیتم فقالوا نعم اکتفینا یا نبی اللہ فرفع یدہ فارتفع الماء

ابن شاہین نے انسؓ سے روایت کیا ہے کہ جنگ تبوک میں میں آپ کے ساتھ تھا۔ شکایت ہوئی کہ چارپایوں وغیرہ کے لیے پانی بالکل نہیں اور وہ پیاس سے بیقرار ہیں۔ فرمایا کچھ تھوڑا؟ یہ سن کر ایک شخص نے ایک پرانی سی مشک میں سے نچوڑ نچوڑ کر ایک دو گھونٹ پانی نکالا۔ فرمایا کوئی بالٹی لاؤ۔ وہ اس میں ڈال دیا۔ اور اپنا کف دست مبارک اس میں رکھ دیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے بن انگشتان مبارک سے پانی کے چشمے بہہ نکلے۔ ہم نے تمام چوپائے سیر کر لیے۔ اور اپنے اپنے مشکیزوں اور برتنوں میں بھی بھر رکھا۔ فرمایا۔ بس اب تمہیں کافی ہے؟ سب نے عرض کیا کہ کافی ہے۔ پھر آپ نے ہاتھ اٹھا لیا۔ پانی بھی جاتا رہا۔

اخرج الحاکم عن علیؑ اشتکت عینی فوضع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راسی فی حجرہ ثم بصق فی راحتہ فدلک بھا عینی فما اشکیتھا حتی الساعۃ

حاکم نے مستدرک میں جناب علی علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ کہ میری آنکھیں دکھتی تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا سر اپنی گود میں رکھ کر اپنے کف دست پر لب ڈال کر میری آنکھوں پر مل دیا۔ اس دن سے آج تک میری آنکھیں نہیں دکھیں۔

اظفارہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کے ناخن مبارک

اخرج الامام احمد عن انسؓ بن مالک انہ قال قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اظفارہ وقسمہ بین الناس۔

امام احمدؒ نے انسؓ بن مالک سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ناخن مبارک کٹوائے اور اپنے صحابہ میں تقسیم کر دیے۔ ف اکمال فی اسماء الرجال کے مصنف نے لکھا ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند ناخن معاویہ بن ابی سفیان امیر شام کے پاس تھے۔ مرتے دم اس نے وصیت کی تھی۔ کہ یہ ناخن میرے کفن کے اندر میری بینی کے آگے رکھ دینا۔ اس سے اسکی غرض حصول برکت نجات تھی۔ اسی طرح آپ کے بالوں ناخنوں، بدن کے کپڑوں، ہاتھ کی لکڑیوں وغیرہ

سے حصول برکت کا صحابہ کرام کو تجربہ اور مشاہدہ تھا

صدرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک اخج البیہقی من طریق ابراھیم بن طہمان قال سالت سعدا عن قولہ تعالی الم نشرح لک صدرک فحدثنی عن قتادہ عن انس قال شق بطنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من عند صدرہ الی اسفل بطنہ فاستخرج منہ قلبہ فغسل فی طست من ذھب ثم حشی ایمانا وحکمۃ ثم اعید مکانہ ۱۲

اخرج البیہقی من طریق بن اسحاق قال حدثنی عبدالملک بن عبداللہ بن ابی سفیان بن العلاء بن جاریۃ الثقفی عن بعض اھل المدینۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یخرج الی حراء فی کل عام شہرا من السنۃ یتنسک فیہ حتی اذا کان شہر الذی اراد اللہ بہ ما اراد من السنۃ التی بعث فیہا وذلک الشہر رمضان خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کما کان یخرج حتی اذا کانت اللیلۃ التی اکرمہ اللہ فیہا بالرسالۃ ورحم العباد بہ جاء جبرئیل بامر اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجاءنی وانا نائم فقال اقرأ قلت ما اقرأ فغطنی حتی ظننت انہ الموت ثم کشف عنی

آپ کا سینہ مبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم الم نشرح لک صدرک و وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک و رفعنا لک ذکرک ۔ بیہقی نے ابراہیم بن طہمان سے روایت کیا ہے کہ میں نے سعد سے اللہ تعالیٰ کے قول پاک الم نشرح لک صدرک کے معنے پوچھے ۔ تو انہوں نے مجھے قتادہ رض سے ایک حدیث سنائی جس کو وہ انس رض سے روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ اوپر سے لے کر شکم مبارک کے نیچے ناف تک پھاڑ دیا گیا ۔ اور آپ کا دل نکال کر ایک سونے کے تھال میں دھو کر ایمان و علم سے بھر کر پھر اپنی جگہ رکھ کر پیٹ کو بھی صاف کر کے سی دیا گیا ۔

بیہقی نے ابن اسحاق سے ، اخرج کہا میرے پاس حدیث بیان کی عبدالملک بن عبداللہ بن ابی سفیان بن علاء بن حارثہ ثقفی نے بعض اہل علم صحابہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال ایک ماہ غار حراء میں عبادت الٰہی کے لیئے خلوت کیا کرتے تھے جس سال آپ کو پیغمبری عطا ہوئی اُس سال کے ماہ خلوت میں کہ اتفاقاً وہ رمضان کا ہی مہینہ تھا آپ ایک رات جس میں کہ آپ کو حق تعالیٰ نے درجہ رسالت عطا فرمایا تھا نکلے ۔ تو جبرئیل نے مجھے بامر الٰہی نازل ہو کر سوئے ہوئے کو جگا کر کہا پڑھ میں نے کہا میں کیا پڑھوں ؟ میں تو پڑھا لکھا نہیں ہوں ۔ جبرئیل نے مجھے اپنے سینے سے لگا کر ایسا دبایا کہ میرا دم نکلنے کو تھا ۔ پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ ۔ میں نے کہا میں کیا پڑھوں ؟ اُس نے ایسے ہی مجھے پھر دبایا اور چھوڑ کر کہا پڑھ ۔ میں نے کہا بتا کیا پڑھوں ؟ بولا اقرأ باسم ربک الذی خلق (الی قولہ) مالم یعلم ۔ پھر وہ مجھ سے جاتا رہا ۔ مگر میں

فقال اقرأ فقلت وما اقرأ فعاد لی بمثل ذلک ثم قال
اقرأ قلت وما اقرأ فقال اقرأ باسم ربك الذی خلق
الی قوله ما لم یعلم ثم انتهی فانصرف عنی وهببت
من نومی فکانما صور فی قلبی کتاب ولم یکن فی خلق الله
ابغض الی من شاعر او مجنون کنت لا اطیق انظر الیهما
قلت ان الابعد[1] لشاعر او مجنون ثم قلت لا تحدث
عنی قریش بهذا ابدا لاعمدن الی حالق من الجبال فلاطرحن
نفسی منه فلاقتلنها فلاستریحن فخرجت ما ارید غیر ذلک
فبینا انا عامد لذلک اذ سمعت منادیا من السماء
یقول یا محمد انت رسول الله وانا جبریل فرفعت راسی
الی السماء انظر فاذا جبریل فی صورة رجل صاف قدمیه فی
افق السماء یقول یا محمد انت رسول الله وشغلنی ذلک
عما ارید فوقفت ما اقدم وما اتأخر وما
اصرف وجهی فی ناحیة من السماء الا رأیته فیها فما زلت
واقفا حتی کاد النهار یتحول ثم انصرف عنی وانصرفت
راجعا الی اهلی فجلست الیها فقالت الیها این کنت قلت
ان الابعد لشاعر او مجنون قالت اعیذک بالله من
ذلک ما کان الله لیفعل بک ذلک مع ما اعلم من
صدق حدیثک واعظم امانتک وحسن خلقک و
صلة رحمک فاخبرتها الخبر فقالت ابشر یا ابن عم و
اثبت له فانی لارجو ان تکون نبی هذه الامة ثم
انطلقت الی ورقة فاخبرته فقال ان کنت صدقتنی
انه لنبی هذه الامة وانه لیاتیه الناموس الاکبر
الذی کان یاتی موسی علیه السلام "

[1] یعنی نفسه "

شعر اور ایسی باتوں کو بُرا جانتا تھا - اور مجھے فطرتاً ایسی باتوں سے نفرت
تھی - اور ایسے آدمیوں کو دیکھ نہیں سکتا تھا - مگر میں دل میں سوچتا تھا کہ
یہ کتاب جو مجھے دی گئی ہے عجب کلام ہے - میں نے کسی کو سنایا - اگر اُس نے
مجھے شاعر یا مجنون کہہ دیا - تو میں مر جاؤنگا - آخر یہ بات میرے دل میں اُنچی
بیٹھی کہ میں پہاڑ سے گر مرنے پر آمادہ ہوگیا - چنانچہ ایک دن پہاڑ کی چوٹی پر
چڑھ کر اپنے آپ کو گرا دینے کے لیے تیار تھا - کہ میں نے آسمان سے ایک
آواز سُنی - کہ کوئی میرا نام لے کر کہتا ہے - ایسا نہ کر - تُو تو بے شبہ اللہ کا رسول
ہے - اور میں جبرئیل ہوں جو تمام پیغمبروں پر تجھ سے پہلے بھی اللہ کے حکم پیغام ول
پر لایا کرتا تھا - میں نے یہ سُن کر آسمان کی طرف دیکھا تو وہ پکارنے والا
(جبرائیل) مجھے انسان کی صورت پر نظر آیا - جو کہ اُفقِ آسمان پر کھڑا تھا - اور
مجھے میرا رسول اللہ ہونا یقین دلا رہا تھا - اور مجھے سامنے ہی رہا - کہ میں نہ
قدم آگے ہو سکتا تھا نہ پیچھے - اور نہ ہی میرے دل میں کوئی خیال باقی رہ گیا میں
اُسے ٹکٹکی لگا کر دیر تک دیکھتا رہا - یہاں تک کہ دن ڈھل گیا - اور وہ
میری نظر سے غائب ہوگیا - اور میں اپنے گھر خدیجہؓ کے پاس آیا اور خوف زدہ
اُس کے پاس آ بیٹھا - اُس نے کہا آپ کہاں تھے ؟ میں نے کہا افسوس کہ
لوگ مجھے شاعر یا دیوانہ نہ کہنے لگ جائیں - خدیجہؓ نے کہا میں تجھے خدا کی
پناہ میں دیتی ہوں - خدا تجھے ایسا نہ کرے - آپ تو نیک کردار - صادق
گفتار دیانتدار ہیں - خوش خلق - صلہ رحمی کرنے والے ہیں - پھر میں نے اُس سے
اپنا سب ماجرٰی بیان کیا - وہ بولی کہ آپ کو بشارت ہو - رسالت اور نبوت
کے لیے تیار ہو - میں آپ کے اس واقعہ سے امید کرتی ہوں کہ آپ اس اُمت
کے نبی ہونگے - پھر وہ مجھے اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس کہ
اپنے وقت میں توریت و بعض دیگر صحائفِ آسمانی کا عالم تھا -
لے گئی اور یہ جو مجھ سے سُنا تھا بیان کیا - ورقہ نے سُن کر کہا - اگر
یہ سچ ہے ، تو یہ اس زمانہ کا نبی ہوگا - اور اس کے پاس وہ فرشتہ آیا
کرے گا جو موسٰیؑ نبی پر آیا کرتا تھا - علیہ السلام - (دہمل النبوت)

اخرج البیہقی من طریق ابن اسحٰق حدثنی اسمعیل بن ابی حکیم مولی الزبیر انہ حدث عن خدیجۃ انہا قالت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فیما تثبتہ یا ابن عم تستطیع ان تخبرنی بصاحبک ہذا الذی یاتیک اذا جاءک قال نعم قالت اذا جاءک فاخبرنی فبینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عندہا اذ جاءہ جبرئیل فقال یا خدیجۃ ہذا جبرئیل قالت اتراہ الآن قال نعم قالت فاجلس بشقی الایمن فتحول فجلس قالت ہل تراہ الآن قال نعم قالت فاجلس فی حجری فتحول فجلس قالت ہل تراہ الآن قال نعم فحسرت عن راسہا فالقت خمارہا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جالس فی حجرہا قالت ہل تراہ الآن قال لا قالت ما ہذا شیطان ان ہذا الملک یا ابن عم اثبت وابشر ثم آمنت بہ وشہدت ان الذی جاء بہ الحق قال ابن اسحٰق فحدثت عبد اللہ بن الحسن بہذا الحدیث فقال قد سمعت فاطمہ بنت الحسین علیہما السلام تحدث بہ عن خدیجۃ الا انی سمعتہا تقول ادخلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بینہا وبین درعہا فذہب عند ذلک جبرائیل ۔

بیہقی نے ابن اسحٰق کے طریق سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس اسمٰعیل بن ابی حکیم مولٰے زبیر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی جناب ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہ جب آپ کی یہ حالت ہوئی جو مذکور ہوا ۔ تو ام المومنین نے بطریق تحقیق آپ سے عرض کیا کہ آپ کے پاس جو چیز آتی ہے ۔ اس کے آنے کے وقت آپ مجھے خبر دے سکتے ہیں ؟ فرمایا ہاں ۔ میں تجھے اس کے آنے پر کہہ دونگا ۔ ام المومنین نے کہا اچھا جب وہ آپ کے پاس آئے ۔ تو مجھے اس کے آنے کی خبر دینا ۔ چنانچہ ایسا ہوا جب کہ ام المومنین آپ کے پاس تھیں تو جبرئیل بھی آپ کے پاس آ پہنچے ۔ آپ نے ام المومنین سے فرمایا ۔ خدیجہ ! لے یہ جبرئیل ہے ۔ ام المومنین نے کہا ۔ اس وقت وہ آپ کو نظر آ رہا ہے ؟ فرمایا ہاں ، آ رہا ہے ۔ کہا ، آپ میرے دائیں پہلو پر ہو بیٹھیں ۔ آپ اٹھ کر ام المومنین کے پہلوئے راست پر ہو بیٹھے ۔ ام المومنین نے آپ سے پوچھا اب بھی وہ آپ کو نظر آ رہا ہے ؟ فرمایا ، ہاں آ رہا ہے ۔ پھر ام المومنین نے کہا کہ آپ میرے پہلوئے چپ یعنی بائیں طرف ہو جائیں ۔ آپ بائیں طرف ہو بیٹھے ۔ پوچھا کہ اب بھی وہ نظر آتا ہے ۔ فرمایا ہاں آتا ہے ۔ پھر ام المومنین نے اپنے سر سے کپڑا اتار ڈالا ۔ اور پوچھا کہ اب بھی نظر آ رہا ہے ؟ فرمایا نہیں ۔ اب وہ مجھے نظر نہیں آتا ۔ ام المومنین نے کہا آپ خوش رہیں ۔ یہ بے شک و شبہ فرشتہ ہے ۔ جن یا شیطان نہیں ۔ بی بی یہ کہہ کر ایمان لائی اور کہا میں آپ پر حق نازل ہونے کا صدق دل سے اقرار کرتی ہوں ۔ آپ بے شک نبی ہیں ۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں ۔ میں نے عبد اللہ بن حسن بن حسنؑ امام کے پاس یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے فرمایا ۔ میں نے بی بی فاطمہ صغرٰے بنت امام حسین علیہ السلام سے بھی یہی سنا ہے ۔ وہ اپنی نانی سے روایت کرتی تھیں ۔ مگر ان کی روایت میں بجائے فحسرت عن راسہا کے ادخلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بینہا وبین درعہا فذہب عند ذلک جبرئیل ہے ۔ (دلائل النبوت حافظ ابو نعیم مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ص ٦٩)

اخرج ابن ماجه عن ابن عباس قال ضمنی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقال اللهم علمه الحکمة وتاویل الکتاب ۔ (ابن ماجه ص۱۵)

اخرج الترمذی عن معاذ بن جبل قال احتبس عنا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ذات غداة عن صلوة الصبح حتی کدنا نتراءی عین الشمس فخرج سریعا فثوب بالصلوة فصلی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وتجوز فی صلوته فلما سلم دعا بصوته فقال لنا علی مصافکم کما انتم ثم انفتل الینا ثم قال اما انی ساحدثکم ما حبسنی عنکم الغداة انی قمت من اللیل فتوضأتُ و صلیتُ ما قدر لی فنعست فی صلوتی حتی استثقلت فاذا انا بربی تبارک وتعالی فی احسن صورة فقال یا محمدُ قلتُ لبیک یا ربِّ قال فیم یختصم الملأ الاعلی قلتُ لا ادری قالها ثلاثا قال فرأیته وضع کفه بین کتفی حتی وجدت برد انامله بین یدی فتجلی لی کل شیء وعرفت فقال یا محمدُ قلتُ لبیک ربِّ قال فیم یختصم الملأ الاعلی قلتُ فی الکفارات قال وما هن قلتُ مشی الاقدام الی الجماعات والجلوس فی المساجد بعد الصلوة واسباغ الوضوء حین الکریهات قال ثم فیم قلتُ فی الدرجات قال وما هن قلتُ اطعام الطعام ولین الکلام والصلوة باللیل والناس نیام قال سل قال قلت اللهم انی اسألک فعل الخیرات وترک المنکرات وحب المساکین وان

ابن ماجہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سینہ سے لگا کر خدا سے دُعا کی کہ الٰہی اسے اسرار و معانی قرآن سکھا دے۔ (سو ایسا ہی ہوا)

ترمذی نے معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے کہ ایک دن صبح کی نماز کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد میں تشریف لانے میں اس قدر دیر ہو گئی۔ کہ سورج نکلنے کو تیار تھا۔ لوگ آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں آپ بہت جلد تشریف لے آئے اور تھوڑی سی قرأت وغیرہ سے نماز پڑھا کر حکم سُنا دیا۔ کہ جس طرح تم سب بیٹھے ہُوئے ہو اسی طرح اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ پھر ہم سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ مَیں تم کو اتنی دیر تک نہ نکلنے کی بات سناؤں۔ مَیں رات کو اپنے وقت پر عبادتِ الٰہی کے لیے اُٹھا۔ اور وضو کر کے جو مقدر میں تھا پڑھ کر ابھی اُسی حالت میں تھا کہ مجھے اونگھ آ گئی۔ اور مجھے محویت نے آگھیرا۔ تو مَیں کیا دیکھتا ہُوں کہ مَیں اپنے رب تبارک و تعالیٰ کے حضورِ اقدس میں ہُوں۔ حق تعالےٰ نے فرمایا اے محمدؐ! میں نے کہا۔ میرے رب مَیں حاضر ہُوں۔ فرمایا ملأ الاعلیٰ (ملائکہ مقربین) میں کیا گفتگو ہو رہی ہے؟ مَیں نے عرض کیا۔ مجھے تو معلوم نہیں۔ اسی طرح تین دفعہ بارگاہِ عزت کا یہی فرمان اور میری وہی عرض۔ پھر مَیں دیکھتا ہُوں کہ ذاتِ بے مثل رب العزت نے اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ کہ اُس کے سرِ انگشتان کی سردی میں نے اپنے سینہ میں پائی۔ اور سینہ میں سردی محسوس ہوتے ہی سب پردے دُور ہو گئے۔ اور سینہ اتنا روشن ہوا کہ دُنیا بھر کا اندر باہر تھیلا تک نظر آنے لگا۔ اور ہر شے کو مَیں نے پہچانا۔ پھر فرمایا اے محمدؐ! مَیں نے عرض کی میرے رب میرے تربیت کنندہ مولیٰ کریم! مَیں حاضر ہُوں (سنتا ہُوں) فرمایا یہ مقرب فرشتے کیا گفتگو کر رہے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا۔ یہ تو کفارات میں بات چیت ہو رہی ہے۔ فرمایا وہ کفارات کیا ہیں۔ مَیں نے کہا نماز

تغفرلی وترحمنی واذا اردت فتنة فی قوم فتوفنی غیر مفتون واسئلك حبك وحب من یحبك و حب عمل یقربنی الی حبك فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انها حق فادرسوها ثم تعلموها

باجماعت ادا کرنے اور بعد از نماز مسجد میں ذکر کرنے کے لیے بیٹھنے اور ذرا سے شک پر وضو تازہ کر لینے کے ثواب۔ پھر فرمایا وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا کھانا کھلانا، نرم کلامی، اور ایسے وقت میں عبادت کرنا جب کہ کوئی دیکھتا نہ ہو۔ فرمایا، مانگ کیا مانگتا ہے؟ میں نے عرض کیا اچھے کاموں کا کرنا۔ بُرے کاموں سے باز رہنا۔ مسکینوں سے محبت۔ خلق پر لطف و مرحمت۔ اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ جب تو کسی کو عذاب دیا چاہے تو پہلے مجھے اس سے اُٹھا لے۔ اور میں یہ بھی مانگتا ہوں کہ میرے دل میں ہر دم تیری محبت ہو۔ اور تیری محبت والوں کی محبت۔ اور ایسے اعمال کی محبت جو مجھے تیرے قُرب کے لائق بنائیں۔ پھر آپ نے فرمایا میرا یہ کشف حق ہے۔ یہ حدیث سچی ہے۔ اسے خود یاد رکھو۔ اوروں کو بھی یاد کراؤ۔ (مشکوٰۃ شریف مطبوعہ مطبع انصاری دہلی صد ۶۲)

اخرج ابویعلی والبیهقی بسند حسنه ابن حجر فی المطالب العالیة عن اسامة بن زید قال حججنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الحجة التی حجها حتی اذا کنا ببطن الروحاء نظر الی امرأة تومئه فحبس راحلته فلما دنت منه قالت یارسول اللہ هذا ابنی ما افاق من یوم ولدته الی یومی هذا فاخذه رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منها و وضعه بین صدره و واسطة الرحل ثم تفل فی فیه وقال اخرج یا عدو اللہ فانی رسول اللہ ثم ناولها ایاه و قال خذیه ثم ناولها فقال خذیه لا بأس علیه قال اسامة فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حجه انصرف حتی اذا نزل ببطن الروحاء اتته تلك المرأة بشاة قد شوتها فقال ناولنی ذراعها فناولته ثم قال ناولنی ذراعها فناولته ثم قال ناولنی ذراعها قلت یا رسول اللہ انما هما ذراعان وقد ناولتك ایاهما فقال صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم والذی نفسی بیده لو سکت مازلت تناولنی ذراعا ما قلت لك ناولنی ذراعا

ابویعلی اور بیہقی نے بسند خود (جس کو شیخ ابن حجر نے مطالب العالیہ میں حَسَن کہا ہے) اُسامہ بن زید سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر حج میں بطن روحا میں پہنچے۔ تو آپ کی نظر ایک عورت پر پڑی جو آپ کو ٹھہر جانے کے لیے اشارہ کر رہی تھی۔ یہ دیکھ کر آپ نے اپنی سواری کو ٹھہرا لیا۔ یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس پہنچ گئی۔ اور ایک بچے کو دکھا کر عرض کیا کہ میرا یہ بچہ جس دن سے پیدا ہوا ہے آج تک کسی آسیب میں گرفتار ہے اور کبھی اسے افاقہ نہیں ہوا۔ آپ نے بچے کو اُس سے لے لیا۔ اور اپنے آگے سینے سے لگا کر اُسے بٹھا لیا۔ اور اُس کے مُنہ میں اپنا لب دہان ڈال کر فرمایا او خدا کے دشمن اِس کے بدن سے باہر نکل جا۔ میں اللہ کا رسول ہوں (ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں میرے حکم کی تعمیل نہ کرنے سے تو ہلاک ہو اور نیست و نابود کیا جائے) پھر لڑکا اُس عورت کو دے دیا۔ اور فرمایا جا لے جا۔ اب یہ تندرست ہے۔ اِس کی بیماری جاتی رہی۔ اُسامہ کہتے ہیں کہ جب آپ حج سے فراغت پا کر واپس پھرے اور اُسی جگہ جہاں اُس عورت نے بچہ پیش کیا تھا پہنچے، تو وہ ایک بکری بطور ہدیہ لے کر حاضر ہوئی۔ جسے میں نے ذبح کر کے آپ کے لیے بھُوننا چاہا۔ اثنا میں جب میں اُسے بھُون رہا تھا تو آپ نے فرمایا اس کا ایک پائچہ مجھ دے۔ میں نے دیا۔

ثم قال انظر هل ترى من نخل او حجارة فقلتُ قد رأيتُ نخلات متقاربات ورضما من حجارة قال قال انطلق الى النخلات فقل لهن ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يامركن ان تدلين لمخرج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقل للحجارة مثل ذلك فاتيتهن فقلت لهن ذلك فوالذی بعثه بالحق لقد جعلتُ انظر الى النخلات تخددن الارض خدا حتى اجتمعن وانظر الى الحجارة يتناقزن حتى صرن رضما خلف النخلات فلما قضى صلى الله عليه وآله وسلم حاجته وانصرف قال عُد الى النخلات والحجارة فقل لهن ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يامركن ان ترجعن الى مواضعكن ۱۲

وہ کھا کر آپؐ نے فرمایا دُوسرا بھی نکال دے۔ مَیں نے وہ بھی نکال دیا کھا کر فرمایا اَور بھی دے۔ مَیں نے عرض کیا یہی دُو پائے تھے جو مَیں نے دے دیئے۔ فرمایا اُس ذاتِ اقدس کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں مَیں ہُوں اگر تو مجھے یہ جواب نہ دیتا اور خاموش رہتا تو جب تک مَیں تجھ سے پائے مانگتا رہتا تیری ہنڈی سے پائے ہی نکلتے رہتے پھر آپؐ نے فرمایا دیکھ کہیں کھجور کے درخت یا پتھر دکھائی دیتے ہیں؟ مَیں نے بغور نظر کی تو فاصلہ پر چند درخت اور پتھروں کا ایک ڈھیر نظر آیا۔ فرمایا جا اُن کھجور کے درختوں کو کہہ دے کہ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا تمہیں حکم ہے کہ ہماری ضرورت کے لیے تم ایک جا مل کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور ہمارا یہی حکم پتھروں کو بھی سُنا دے کہ سب مل کر دیوار بن جائیں۔ (اُسامہ کہتے ہیں) خدا کی قسم جس نے آپؐ کو حق کر کے اور حق دے کے ہدایتِ عالم کے لیے بھیجا مَیں دیکھتا ہُوں کہ وہ درخت آپؐ کا حکم پاتے ہی زمین کو چیرتے ہوئے ایک جا ہو کر آپس میں سیدھے مل گئے۔ اور پتھر بھی اپنی جگہ سے کھسکتے درختوں کے پیچھے ایک پردہ دار دیوار بن گئی۔ جب آپؐ قضائے حاجت سے فارغ ہو لیے تو فرمایا ان درختوں اور پتھروں کو کہہ دے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو اپنی اپنی جگہ واپس ہو کر جیسے تم تھے، ویسے ہی ہو جانے کا حکم دیتے ہیں۔ وہ سنتے ہی فوراً بحالتِ اوّل اپنی اپنی جگہ میں ہو گئے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۶۴)

قلبه صلى الله عليه وآله وسلم

اخرج الشيخان عن عائشة رض قالت قلتُ يا رسول الله اتنام قبل ان توتر فقال يا عائشة ان عينى تنامان ولا ينام قلبى (بخاری تجملی ص۳۹)

آپؐ کا دلِ مُبارک

بخاری و مسلم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ مَیں نے ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ آپؐ وتروں سے پہلے سو جاتے ہیں اور پھر بعض دفعہ بغیر اس کے کہ آپؐ وضو کریں اُٹھ کر وتر شروع کر دیتے ہیں۔ فرمایا اَے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں، میرا دل بیدار ہوتا ہے۔ مجھ اپنے وضو کی حالت معلوم ہوتی ہے۔

اخرج الشيخان عن انس رض قال قال رسول

بخاری و مسلم نے انس رضؓ سے بھی روایت کی ہے کہ آپؐ نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الانبیاء تنام اعینہم ولا تنام قلوبہم ۱۲ (بخاری مستنبول صفحہ)

اخرج ابن سعدؓ عن عطاءؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا معاشر الانبیاء تنام اعیننا ولا تنام قلوبنا ۱۲

اخرج البخاری عن جابرؓ قال جاءت ملئکۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو نائم فقالوا ان لصاحبکم ھذا مثلا فاضربوا لہ مثلا قال بعضھم انہ نائم وقال بعضھم ان العین نائمۃ والقلب یقظان فقالوا مثلہ کمثل رجل بنی دارا وجعل فیھا مادبۃ وبعث داعیا فمن اجاب الداعی دخل الدار واکل من المادبۃ ومن لم یجب الداعی لم یدخل الدار ولم یاکل من المادبۃ فقالوا اولوھا لہ یفقھھا قال بعضھم انہ نائم وقال بعضھم ان العین نائمۃ والقلب یقظان فقالوا الدار الجنۃ والداعی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فمن اطاع محمدا فقد اطاع اللہ ومن عصی محمدا فقد عصی اللہ ومحمد فرق بین الناس ۱۲ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۵)

فرمایا۔ انبیاء اللہ کی آنکھیں سوتی ہیں۔ لیکن اُن کا دل بیدار رہتا ہے۔ اس لیے اُن کو اپنے بدن کا پورا علم ہوتا ہے۔

ابن سعدؓ نے عطاءؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ہم پیغمبروں کا یہ حال ہے کہ ہماری آنکھیں آپس میں مل جاتی ہیں۔ مگر ہمارے دل بیدار ہوتے ہیں کہ سب کچھ دیکھتے اور ہر چیز کی خبر رکھتے ہیں۔

بخاری نے جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ درانحالیکہ آپؐ سوئے ہوئے تھے، فرشتے آپؐ کے پاس آئے اور ایک دوسرے کو کہنے لگے تم اپنے اس صاحب کی کوئی مثال بیان کرو جو اس کے شان کے لائق ہو۔ اُن سے کسی نے کہا وہ سویا ہوا ہے اور کسی نے کہا، نہیں فقط آنکھیں مُندی ہوئی ہیں۔ اور دل بیدار و ہشیار ہے۔ پھر انہوں نے کہا، اُس کی مثل اُس شخص کی مثل ہے جس نے ایک بہت عمدہ اور عالی شان محل بنایا۔ اور اُس میں طرح طرح کی نعمتیں تیار کیں۔ پھر اپنے ایک بہت مقبول اور منظور نظر راستباز و دیانتدار بندے کو حکم دیا کہ جا لوگوں کو اس گھر میں بُلالا۔ کہ وہ آکر اس بے نظیر قصر (گھر) کے آرام و قیام اور اس کی خوبصورتی کے نظارے کا لطف اُٹھائیں اور اُس میں اُن کے لیے جو نعمتیں تیار کی گئی ہیں۔ اُن کا حظ حاصل کریں۔ اُس نے بتعمیل حکم مالک نعماء جہاں تک ہو سکا لوگوں کو اُس گھر میں جانے اور اُس کی نعمتوں کے حاصل کرنے اور کھانے پینے کے لیے بہت کوشش کی۔ جس نے اُس کی آواز پر اعتبار کرکے اُس کے دعوتی پیغام کو قبول کیا وہ اُس محل میں بھی آیا۔ اور ان نعمتوں کو بھی پایا جو وہاں آنے والوں کے لیے تیار رکھی تھیں۔ اور جس نے قبول نہ کیا۔ اور شک و شبہ میں پڑ کر اس کی پرواہ نہ کی۔ تو اس نے اس گھر کو نہ دیکھا۔ اور اس کی نعمتوں سے بھی محروم رہا۔ پھر انہوں نے آپس میں کہا کہ اب اس کی تشریح و تاویل کرو، کہ وہ ہماری بات کو بخوبی سمجھ جائے۔ تو اُن سے بعض کہنے لگے۔ وہ تو سویا ہوا ہے۔ بعض نے کہا، نہیں آنکھیں سوئی ہوئی ہیں۔ لیکن دل جاگتا ہے۔ پھر بولے۔ اُس گھر کا بنانے والا اور واحد مالک اللہ تقدس و تعالیٰ ہے۔ اور وہ گھر یعنی بے مثل محل جنت ہے۔ اور جو شخص لوگوں کو اس گھر میں آنے اور اس کی نعمتوں کو کھانے کے لیے بلانے

کو بھیجا گیا ہے - وہ ہی چشم بند اور دل بیدار خدا کا مقبول و منظور **محمد صلعم احمد ؐ** ہے - جس نے اس کو مانا - اُس نے خدا کو مانا - جس نے اس کی نہ سُنی - اُس نے خدا کی نہ سُنی - اِس کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور اس کی نافرمانی خدا کی نافرمانی اور یہی وہ **محمد رسول** ہے جس کی فرمانبرداری سے مُسلم اور کافر کا فرق ظاہر ہوتا ہے -

اخرج الامام احمد عن شداد بن اوس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال کنت مسترضعا فی بنی سعد بن بکر فبینما انا ذات یوم فی بطن واد مع اتراب لی من الصبیان اذا انا برھط ثلاثة معھم طست من ذھب مُلی ثلجا فاخذونی من بین اصحابی وانطلق الصبیان ھرابا مسرعین الی الحی فعمد احدھم فاضجعنی الی الارض اضجاعا لطیفا ثم شق ما بین مفرق صدری الی منتھی عانتی وانا انظر الیہ لم اجد لذلک مسا فاخرج احشاء بطنی ثم غسلھا بذلک الثلج فانعم غسلھا ثم اعادھا مکانھا ثم قام الثانی فقال لصاحبہ تنح ثم ادخل یدہ فی جوفی واخرج قلبی وانا انظر الیہ وصدعہ ثم اخرج منہ مضغة سوداء فرمی بھا ثم قال بیدہ یمنة ویسرة کانہ یتناول شیئا واذا بخاتم فی یدہ من نور یحار الناظر دونہ فختم بہ قلبی فامتلأ نورا وذلک نور النبوة والحکمة ثم اعادہ مکانہ فوجدت برد ذلک الخاتم فی قلبی دھرا ثم قال الثالث لصاحبہ تنح فامر یدہ بین مفرق صدری الی منتھی عانتی فالتأم ذلک الشق باذن اللہ تعالی ثم اخذ بیدی فانھضنی من مکانی انھاضا لطیفا ثم قال للاول زنہ بعشرة من امتہ فوزنونی بھم فرجحتھم ثم قال زنہ بمائة من امتہ فرجحتھم ثم قال زنہ بالف فرجحتھم فقال دعوہ فلو وزنتموہ بامتہ کلھا لرجحھم ثم ضموني الی صدورھم وقبلوا راسی

امام احمدؒ اور دارمی اور حاکم نے بتصحیح اور بیہقی اور طبرانی اور ابونعیم نے عتبہ بن عبدان اور ابن حبان اور ابن عساکر نے ابوہریرہ رض سے اور امام احمد نے شداد بن اوس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں بنی سعد بن بکر میں پرورش پا رہا تھا - (جیکہ حلیمہ سعدیہ دودھ پلانے کے لیے لے گئی تھیں) ایک دن میں جنگل میں اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ تھا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ تین کس میرے پاس ہیں اور اُن کے پاس برف سے بھرا ہوا سونے کا تھال تھا - انہوں نے سب لڑکوں سے مجھے پکڑ لیا - اور باقی سب لڑکے جلدی جلدی اپنے گھروں کو دوڑ گئے - پھر اُن سے ایک آگے ہوا اور مجھے آہستگی سے زمین پر لٹا دیا - اور میرے دیکھتے سینے کے اوپر سے ناف کے نیچے تک پھاڑ دیا - اور مجھے کسی طرح کا دکھ درد معلوم نہ ہوا - پھر اُس نے میرے پیٹ سے انتڑیاں نکالیں - اور صاف کرکے برف جیسے پانی سے جو تھال میں تھا - خوب دھو دھا کر اپنی جگہ رکھ دیں - پھر دوسرا آگے ہوا اور پہلے کو پیچھے ہٹا کر میری جوف میں ہاتھ ڈال کر میرے دل کو نکالا - اور میں ان کو یہ سب کچھ کرتے اپنی ان آنکھوں سے دیکھ رہا تھا - میرے دیکھتے اُس نے میرے دل کو چیرا - اور ایک سیاہ جیسا مضغہ نکال کر پھینک دیا - پھر اُس نے دائیں بائیں ہاتھ مارا - ایک نورانی مُہر کہ نظر کو حیران کر رہی تھی - میرے دل پر لگا کر اپنی جگہ پر رکھ دیا - اُس نورانی مُہر کے لگتے ہی میرا دل نور نبوت اور معرفت الٰہی اور حقیقت سے بھر گیا - چنانچہ عرصہ تک اُس مُہر کی سردی یعنی اثر میرے دل میں رہا - پھر تیسرا آگے ہوا اور اُس کو ہٹا کر اُس نے میرے سینے کے اُوپر سے ناف کے نیچے تک ہاتھ پھیرا - خدا کے حکم سے وُہ تمام شگاف (چیر) مل گیا - اور مجھ اُس نے بہ آرام و رفق تمام وہاں

وصابین عینی ثم قالوا یا حبیب لم ترع انک لو تدری ما یراد بک من الخیر لقرت عیناک ۱۲

سے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ پھر اُس کو جس نے اوّل مجھ زمین پر لٹایا تھا کہا کہ اِس کو دس کامل الایمان اشخاص کے ساتھ وزن کر۔ اُس نے میرا اُن سے وزن کیا۔ تو میرا وزن اُن سے بڑھ گیا۔ پھر اُس نے کہا اچھا سَو آدمیوں سے جو سب جہان سے کامل الایمان ہیں وزن کر اُس نے کیا۔ تو مَیں اُن سے بھی بڑھ گیا۔ پھر اُس نے کہا کہ ایسے ہزار سے وزن کر۔ مَیں اُن سے بھی بڑھ گیا پھر اُس نے کہا رہنے دو۔ اگر تمام جہان کے اہل ایمان کے ساتھ وزن کرو گے تو یہ سب سے بڑھ جائیگا۔ پھر اُن تینوں نے جُدا جُدا مجھے سینے سے لگایا۔ اور میرے سر اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور کہا خُدا کے پیارے! ڈر نہیں۔ تجھے اگر ابھی معلوم ہو جائے کہ تو کیا بنے گا اور تیرے ساتھ کیا کیا کیا جائیگا۔ تو تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ (لیکن ابھی بات آگے ہے)

(انوار محمدیہ من مواہب اللدنیہ مصری صفحہ ۲۱)

اخرج ابوداؤد الطیالسی و الحارث بن ابی اُسامۃ و ابونعیم عن عائشۃ رض ھذا الحدیث فی اٰخرہ فجعل لایلقانی حجر ولا شجر الا قال السلام علیک یا رسول اللہ

اِس حدیث کو کسی قدر کمی بیشی الفاظ کے ساتھ ابوداؤد طیالسی اور حارث بن ابی اُسامہ نے اور ابونعیم نے بھی عائشہ صدیقہ رض سے روایت کیا ہے اور اُس میں یہ عبارت زیادہ ہے کہ شق صدر اور تغسیل قلب اور نورانی مُہر لگانے کے بعد جب مَیں کسی درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتا تھا۔ تو وہ بایں الفاظ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ مجھے سلام کیا کرتا تھا۔

اخرج عبد الرزاق عن ابی روح عن رجل من اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال صلے النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوۃ الفجر فقرأ بالروم والتبس علیہ فلما انصرف قال ما بال اقوام یصلون الصلوۃ معنا بغیر طھور من صلّٰی معنا فلیحسن وضوءہ و فی لفظ انما لبسوا علینا سوء طھورکم ۱۲

عبد الرزاق نے اپنی جامع میں بطریق ابی روح صحابۂ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی صحابی سے روایت کیا ہے کہ ایک دن آپ نے نمازِ فجر میں سورۂ روم پڑھی۔ تو آپ کو پڑھنے میں کسی قدر دشواری ہوئی۔ سلام پھیر کر فارغ ہوئے تو فرمایا ایسے لوگوں کا کیا خیال ہے جو ہمارے ساتھ نماز میں شامل ہو جاتے ہیں اور وضو اچھی طرح نہیں کرتے۔ یاد رکھو۔ جو شخص ہمارے ساتھ نماز پڑھنا چاہے وہ اچھی طرح وضو کرے۔ کیونکہ اُسکا ناقص الوضو ہونا ہمارے دل پر بوجھ ڈالتا ہے۔ اللہ اکبر (کذا فی مسلم)

اخرج الامام احمد ومسلم عن انس رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتاہ جبرئیل وھو یلعب مع الغلمان فاخذہ وصرعہ فشق عن بطنہ واستخرج القلب ثم شق القلب فاستخرج منہ علقۃ وقال ھذا حظ الشیطان منک ثم غسلہ

امام احمد اور مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کودکی میں ایک دن اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ یکایک جبرئیل فرشتے نے آکر آپ کو زمین پر لٹا دیا۔ اور آپ کا سینہ مبارک چاک کر کے دل چیرا۔ اور اُس سے ایک سیاہ علقہ (منجمد) نکال کر باہر پھینک دیا۔ اور کہا کہ یہ سیاہ چیز باہر نکال پھینکنے کو تجھ سے ایسا کیا

فی طست من ذهب بماء زمزم ثم لأمه فاعاده فی مکانه وجاء الغلمان یسعون الی امه یعنی ظئره فقالوا ان محمدا قد قتل فجاءه وهو منتقع اللون قال قد کنت اری اثر المخیط فی صدره

گیا ہے۔ یہ شیطانی وسوسہ ہے جو تجھ سے اول و آخر جیسے پاک اور معصوم کے دل میں نہ ہونا چاہیئے۔ پھر آپ کے دل کو ایک سونے کے تھال میں زمزم کے پانی سے دھو دھا کر اپنی جگہ پر رکھ دیا اور شگاف کو ملا دیا۔ لڑکوں نے جب کسی کو مجھے زمین پر لٹاتے دیکھا تو وہ ڈرتے بھاگ گئے اور میری دودھ ماں یعنی حلیمہ رض سعدیہ کو جا کہا کہ تیرا بیٹا محمدؐ مارا گیا۔ وہ دوڑتی آئی۔ تو آپ چہرہ زرد رنگ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں سے آپ کو گھر لے گئی۔ راوی حدیث حضرت انس رض کہتے ہیں کہ میں آپ کے سینہ مبارک کی سی ہوئی درز کو سینہ سے ناف تک دیکھا کرتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے کوئی سیدھی سیون سی ہوئی ہوتی ہے۔

بطنه صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عن ام هانی قالت ما رأیت بطن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الا ذکرت القراطیس المثنی بعضها علی بعض وقال علیه السلام انا معاشر الانبیاء امرت الارض ان تواری ما یخرج منا من الغائط والبول

آپؐ کا شکم مبارک

اُم ہانی سے روایت ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں آپ کے شکم مبارک کو دیکھتی تو مجھے دُہرے کیے ہوئے کاغذ کا خیال آجاتا۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ ہم پیغمبروں کا گروہ ہیں۔ ہمارے پیٹ سے جو نکلے، زمین کو اُس کے خورد بُرد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

وفی المسلم لما قال اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وانت تواصل یا رسول اللہ فقال انی لست کهیئتکم ابیت عند ربی هو یطعمنی ویسقینی (مسلم مصری ص ۲۷۵)

مُسلم میں ہے کہ وصلی روزہ سے جب آپ نے صحابہ کو منع کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ آپ ہمیں منع کرتے ہیں اور خود روزہ سے روزہ ملاتے ہیں۔ فرمایا تم نہیں جانتے (میں تمہاری مثل نہیں ہوں) میں تمہاری طرح ظاہری خورد و نوش کا محتاج نہیں ہوں۔ مجھے پیٹ بھرنے کے لیے غذائے رُوحانی ملتی ہے۔ مَیں رات خُدا کے پاس ہوتا ہوں۔ وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

ظهره صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اخرج الامام احمد عن محرش الکعبی قال اعتمر النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم من الجعرانة لیلا فنظرت الی ظهره کانه سبیکة فضة

آپؐ کی پُشت مُبارک

امام احمد نے محرش کعبی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رات کے وقت جعرانہ سے عمرہ کا ارادہ کیا میری نظر آپ کی پُشت مبارک پر پڑی تو وہ گویا چاندی کی ایک ڈھالی ہوئی پڑی تھی۔

اخرج ابن عساکر عن جلہمۃ بن عرفطۃ قال قدمت مکۃ وھم فی قحط فقالت قریش یا ابا طالب اقحط الوادی واجدب العیال فھلم فاستسق فخرج ابو طالب ومعہ غلام کانہ شمس تجلت عنھا سحابۃ وحولہ اغیلمۃ فاخذہ ابو طالب فالصق ظھرہ الکعبۃ ولاذ الغلام باصبعہ وما فی السماء قزعۃ فاقبل السحاب من ھٰھنا وھٰھنا واغدق واغدودق وانفجر لہ الوادی واخصب النادی والبادی وفی ذالک یقول ابو طالب شعر

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ
ثمال الیتٰمٰی وعصمۃ للارامل

ابنِ عساکر نے جلہمہ بن عُرفطہ سے روایت کیا ہے۔ کہ میں مکہ میں آیا۔ ساکنانِ مکہ قحط کی سخت مصیبت میں گرفتار تھے۔ ایک دن سب قریش نے مل کر ابوطالبؑ کی خدمت میں عرض کی کہ نہ جنگل میں کچھ چارا وغیرہ رہ گیا ہے نہ گھروں میں کچھ کھانے کو۔ چھوٹے بڑے جی بھوکے مر رہے ہیں۔ نکل اور خدا سے مینہ مانگ۔ یہ سُن کر ابوطالب دلِ پُردرد سے استسقاء (طلبِ باراں) کے لیے ایک نہایت خوبصورت نورانی بچے کو اور اُس کے ساتھ چند اور بچوں کو ساتھ لیے نکلے۔ ایسا روشن رُو کہ گویا آفتاب بادل کے نیچے سے نکل آیا۔ جب بیت اللہ شریف میں پہنچے۔ تو ابوطالب نے اُس نُورانی بچے کو اُٹھا کر اُس کی پُشت دیوارِ کعبہ سے لگا دی۔ اور بچے نے بھی خشوع اور خضوع کی حالت میں آسمان کی طرف اُنگلی اُٹھائی۔ اُس وقت کوئی بادل نہ تھا آسمان بالکل صاف۔ کیا دیکھتے ہیں کہ بچے کی دیوارِ کعبہ سے پشت لگانے اور اُس کی آسمان کو اُنگلی اُٹھانے کی دیر ہوئی۔ کہ یکایک اِدھر اُدھر سے بادل نکل آیا۔ اور اسقدر برسا۔ کہ آبادی کے جوہڑ اور تال بھر نکلے۔ اور جنگل میں زور شور سے ندی نالے رواں ہوگئے۔ پہاڑ و ہموار۔ آبادی و وادی سب سرسبز و شاداب ہوگئے۔ اور تھوڑے ہی وقت میں کچھ کا کچھ ہوگیا۔ ایک پل میں عرصہ کا قحط جاتا رہا۔ ابوطالب نے ایک موقع پر جب کہ قریش اِس بابرکت، دافعِ قحط و وبا، رافعِ مصیبت و بلا بچے کے درپے آزار ہوئے تو اُنہیں اِس شعر ؎ وابیض یستسقی الغمام بوجھہ۔ ثمال الیتٰمٰی وعصمۃ للارامل، میں یہ واقعہ جتایا تھا۔ اور اُس کی برکت سے قحط کا دُور ہونا یاد دلایا تھا۔

روی ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃؓ قالت کان یھودی یسکن مکۃ فلما کانت اللیلۃ التی ولد فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضر مجلس قریش فقال یا معشر قریش ھل ولد فیکم اللیلۃ مولود فقال القوم واللہ ما نعلم قال اللہ اکبر اما اذا اخطأکم فلا باس انظروا فاحفظوا ما اقول لکم ولد فی ھذہ اللیلۃ نبی

ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے اُس نے عائشہ رضؓ سے روایت کی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ایک یہودی مکہ معظمہ کا رہنے والا آپؐ کی شبِ ولادت قریش کی کسی مجلس میں حاضر تھا۔ قریش کو مخاطب کر کے بولا۔ کہ تمہاری قوم کے کسی گھر میں آج کوئی بچہ پیدا ہُوا ہے؟ اُنہوں نے کہا کچھ معلوم نہیں۔ اُس نے متعجب ہو کر کہا غور سے دریافت کرو۔ اور میرے کہنے کو ایسا نہ سمجھو۔ آج کی رات ایک نبی پیدا ہُوا ہے۔ جو ضرور پیدا ہونا تھا۔ اُس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک

بین کتفیہ علامۃ فیہا شعرات متواترات کانہا عرف
فرس فتفارق القوم عن مجلسہم وہم متعجبون من قولہ
فلما ساروا الی منازلہم اخبر کل انسان منہم اہلہ
فقالوا قد ولد لعبد اللہ بن عبد المطلب غلام سموہ
محمد فانطلق القوم الی الیہودی فاخبروہ قال
اذہبوا بی حتی انظر الیہ فدخلوا بہ الی امنۃ وقالوا
اخرجی لنا ابنک فاخرجتہ وکشفوا عن ظہرہ فنظر
الیہودی تلک الشامۃ فوقع مغشیا علیہ فلما افاق
قالوا لہ ما لک قال ذہبت واللہ النبوۃ من بنی
اسرائیل یا معشر قریش واللہ لیسطون بکم
سطوۃ یخرج خبرہا من المشرق الی المغرب وکان
فی القوم الذین اخبرہم الیہودی بذلک ہشام
بن مغیرۃ والولید بن المغیرۃ وعتبۃ بن ربیعۃ
فعصمہ اللہ منہم وکان فی القوم ایضا عبادۃ
الحارث بن عبد المطلب ٭

روی الزہری عن ابن عباس قال لما بلغ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ست سنین
خرجت بہ امہ الی اخوال جدہ وہو بنو عدی بن
النجار بالمدینۃ تزورہم ومعہ ام ایمن برکۃ الحبشیۃ
فاقامت بہ عندہم شہرا وکان صلی اللہ علیہ والہ وسلم
بعد الہجرۃ امورا کانت فی مقامہ ذلک ونزل الی
الدار فقال ہہنا نزلت بی امی واحسنت العوم فی
بئر بنی عدی بن النجار وکان قوم من الیہود
یختلفون ینظرون الیّ قالت ام ایمن فسمعت
احدہم یقول ہو نبی ہذہ الامۃ وہذہ دار ہجرتہ

چھوٹی سی جگہ میں بالوں کا ایک گچھا ہے جیسے گھوڑے کی گردن کے بال۔
یہودی کی یہ بات سُن کر وہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ اور اپنے
گھروں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آج رات عبد اللہ بن عبد المطلب کے
گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جس کا انہوں نے محمدؐ نام رکھا ہے۔ اُن لوگوں
نے اُس یہودی کو خبر دی۔ اُس نے کہا مجھے وہاں لے چلو۔ میں دیکھ کر
بتا دوں گا کہ یہ وہی نبی ہے جس نے پیدا ہونا تھا یا نہیں۔ لوگ اُس کو
عبد اللہ بن عبد المطلب کے گھر لے گئے۔ اُس نے آپؐ کے دونوں شانوں
میں دیکھا کہ سچ مچ وہ نشان جسے وہ بیان کرتا تھا موجود ہے یہودی
دیکھتے ہی غش کھا کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا۔ تو لوگوں نے پوچھا تجھے
کیا ہُوا؟ بولا۔ یہودیوں کا کچھ نہ رہا۔ اب یہود میں بخلاف امید اُنہ
نبوت رہی نہ بادشاہت۔ اے قریش ایہ لڑکا تم میں ایسا جلال
پائیگا کہ مشرق سے مغرب تک اُس کا رُعب بڑھ جائیگا۔ یہودی جب
یہ بات کر رہا تھا۔ تو اُس وقت قریش کے نامی سرکش ہشام بن مغیرہ
اور ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ وغیرہم موجود تھے۔ اور عبادہ
بن حارث بن عبد المطلب بھی حاضر تھا۔

زہری نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم چھ سال کے ہُوئے تو آپؐ کی والدہ ماجدہ آپؐ کو مع اپنی کنیزک
ام ایمن کے مدینہ منورہ میں عبد المطلب کے ماموؤں کے پاس جو بنی عدی
بن نجار تھے لے گئیں۔ اور ایک مہینہ وہاں رہیں۔ جناب رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے جب مدینہ منورہ میں تشریف
فرما ہوئے تو جس گھر میں آپؐ کی والدہ مکرمہ آپؐ کو لے کر رہی تھیں اُس
کو دیکھ کر فرمایا۔ جب میری ماں مجھے یہاں لے کر آئی تھی۔ تو ہم اِس گھر
میں رہے تھے۔ اور میں بنی عدی بن نجار کے کوئیں میں تیرا کرتا تھا اور
یہودیوں کے کئی ایسے اشخاص جو کتب سماوی خصوصاً تورات کے بہت
ماہر تھے، مجھے آکر دیکھا کرتے تھے (ف۔ ام ایمن آپؐ کی والدہ

ثم رجعت به امه الی مکة وفی روایة ابی نعیم قال صلی الله علیه وآله وسلم فنظر الیّ رجل من الیهود کان یختلف النظر الیّ فقال یا غلام ما اسمک قلت احمد ونظر الی ظهری فسمعته یقول هذا نبی هذه الامة ثم راح الی اخوانه فاخبرهم فاخبروا امی فخافت علیّ فخرجنا من المدینة فلما کانت بالابواء توفیت ودفنت فیها وقیل بالحجون وکان عمرها حین توفیت فی حدود العشرین ۱۲

محترمہ کی کنیز کی بھی ایسا بیان ہے) کہ ایک دن میں نے ایک بڑے شناسا یہودی کو یہ کہتے ہوئے سُنا۔ کہ اِس امت کا نبی (آپ کی طرف اشارہ کر کے) یہ ہے۔ اور یہی شہر یعنی مدینہ طیبہ اس کا دار الہجرت ہوگا۔ پھر کچھ دن وہاں رہ کر میری والدہ شریفہ مجھے مکہ میں واپس لے آئیں۔ ابونعیم کی ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ نے فرمایا، ایام قیام مدینہ میں جبکہ میری والدہ مجھے وہاں لے گئی ہوئی تھی۔ ایک یہودی نے جو مجھے بہت غور و خوض کے تاڑتا رہتا تھا۔ ایک دن مجھ سے پوچھا کہ لڑکے! تیرا نام کیا ہے؟ میں نے کہا احمد۔ پھر اُس نے میرا پس پشت دیکھا۔ اور دیکھ کر کہا کہ یہ اس امت کا نبی ہے۔ پھر اُس نے اپنے بھائیوں کے پاس یہ بات کی۔ تو انہوں نے میری ماں سے آکر بیان کیا۔ میری ماں اس بات سے ڈر کر کہ مبادا کوئی یہودی یا اور کوئی حسد کے سبب میرے بیٹے کو نہ مار دے۔ وہاں سے مکہ کو واپس روانہ ہوئیں۔ حکمتِ الٰہی جب ابواء میں پہونچیں تو وہاں اُن کا انتقال ہوگیا اور وہیں دفن ہوئیں۔ اُس وقت جنابہ اُم النبی آمنہؓ کی عمر بیس سال کے لگ بھگ تھی۔

اخرج الامام احمد وابن سعد والدارمی وابن ماجه وابونعیم والبیهقی عن ابن عباسؓ ولفظ احمدؒ فی مسنده عن ابن عمرؓ کان جذع النخلة فی المسجد یسند رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ظهره الیه اذا کان یوم الجمعة او حدث امر یرید ان یکلم الناس فیه فقالوا الا نجعل لک یا رسول الله شیئا کقدر قیامک قال علیکم ان تفعلوا فصنعوا له منبرا ثلاث مراقی قال فجلس علیه فخار الجذع کما تخور البقرة جزعا علی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فالتزمه ومسحه حتی سکن ۱۲

امام احمدؒ اور ابن ماجہؒ اور ابن سعدؒ اور ابونعیمؒ اور بیہقیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے اور لفظ امام احمدؒ کے اُن کی مسند میں یہ ہیں کہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ مسجد میں درخت کھجور کا ایک ستون تھا جس سے آپ خطبہ پڑھنے کے وقت جمعہ کے دن یا کسی اور ایسے وقت جبکہ کوئی حکم الٰہی پہنچانا ہوتا پشتِ مبارک لگا کر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ تو ایک دفعہ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ اگر حضورؐ حکم دیں۔ تو آپ کے خطبہ وغیرہ کے وقت کے لیے ایک کوئی ایسی اور شے تیار کی جائے جس پر آپ کھڑے ہوں۔ اور سب حاضرین حضورؐ کے جمالِ باکمال کو دیکھ سکیں۔ اور ارشاد بھی سُن لیں۔ فرمایا۔ اگر کر سکتے ہو تو کرو۔ چنانچہ ایک منبر[1] تین درجہ یعنی تین نشستوں کا تیار کرایا گیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ کہ جب آپ اُس پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنے لگے۔ تو رونے کی آواز ستون سے سُنی گئی۔ آپ نے جھٹ منبر پر سے اُتر کر اُسے سینہ سے لگا لیا۔ اور جیسا کہ خفا شدہ بچوں کے چپ کرانے کے وقت محبت اور پیار سے ہاتھ پھیرتے ہیں اُس پر پھیرا تو وہ خاموش ہوا۔ (دلائل النبوت ص...)

[1] باقوم رومی نے یہ منبر تیار کیا تھا۔

اخرج الدارمی عن بریدۃ ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال ان شئت اردک الی الحائط الذی کنت فیہ تنبت لک عروقک ویکمل خلقک ویجدد لک خوص وثمرۃ وان شئت اغرسک فی الجنۃ فیاکل اولیاء اللہ من ثمرتک ثم اصغی لہ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یسمع مایقول فقال بل تغرسنی فی الجنۃ فیاکل منی اولیاء اللہ واکون فی مکان لا ابلی فیہ فسمعہ من یلیہ فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قد فعلت

دارمی نے بریدہؓ سے بعد اس کے یہ بھی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے فرمایا اگر تُو چاہے تو جس باغ سے کاٹ کر لایا گیا تھا جن تنوں پر کھڑا جس ہیئت پر تھا۔ جیسا تھا۔ ویسا ہی پھر کردوں۔ کاٹنے کے وقت اگر تیرے خوشے اور ثمر نکلے ہوئے تھے، تو وہی اُسی طرح موجود ہو جائینگے۔ اور اگر چاہے تو تجھے جنت کے باغ میں لگا دوں۔ وہاں خدا کے دوست تیرا پھل کھایا کرینگے۔ اُس نے بڑی التجا اور کمالِ تمنا کے لہجہ میں جسے پاس کے اور آدمیوں نے بھی سُنا کہا کہ مجھے بہشت میں ہی ہونا منظور ہے۔ وہاں نہ تو کبھی بوسیدہ ہوؤنگا نہ کوئی اور عارضہ ہوگا۔ اولیاء اللہ ہمیشہ میرا پھل کھایا کرینگے۔ فرمایا جا ہم نے ایسا ہی کردیا جو تو چاہتا ہے۔ **ف** - یہ تھے آپ کے اختیارات دُنیا میں اور آخرت میں بھی جو کسی اور کے نہیں۔

آپؐ کے راہنمائے مبارک

اخرج الشیخان عن انسؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم احسن الناس واجود الناس واشجع الناس ولقد فزع اہل المدینۃ لیلۃ فرکب فرسا لابی طلحۃ عریا فخرج الناس فاذاھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قد سبقھم الی الصوت قد استبرأ الخبر وھو یقول لن تراعوا لن تراعوا وقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لقد وجدناہ بحرا وانہ لبحر قال فما سبق ذلک الفرس بعد ذلک وکان فرسا یبطی

بخاری و مُسلم نے انسؓ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں سے خوبصورت اور سخی اور بہادر تھے۔ ایک دفعہ رات کو اہلِ مدینہ کسی امر سے بہت ڈرے۔ تو آپ ابوطلحہؓ کے گھوڑے پر بے زین وغیرہ بسُرعت تمام سوار ہو کر اُس طرف کو جدھر سے خطرہ کا خطرہ تھا۔ دوڑا گئے۔ جب اور لوگ بھی وہاں پہنچے، تو دیکھا کہ آپ آگے ہی اکیلے ننگے گھوڑے پر سوار موجود ہیں اور آواز بلند لن تراعوا لن تراعوا کہہ کر لوگوں کو تسلّی و اطمینان دلا رہے ہیں۔ جب واپس آئے۔ تو آپؐ نے ابوطلحہ مالک اسپ سے فرمایا یہ تیرا گھوڑا بڑا تیز اور جلد رَو ہے۔ روانگی میں یہ بے شک دریا ہے۔ ابوطلحہؓ کا بیان ہے کہ وہ گھوڑا بہت کم چال اور نہایت سُست تھا۔ آپ کے وجود کی برکت سے جو اُس کے جسم سے مَس ہُوا۔ وہ ایسا سریع السیر اور تیز رَو ہو گیا۔ کہ کسی اور کا گھوڑا اُس سے نہ بل سکتا تھا۔

لہ بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ و مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۸۹

رکبتاہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج ابن عساکر عن ابی ھریرۃ انہ قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرۃ بید الحسن بن علیؑ و وضع رجلیہ علی رکبتیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یقول حزقۃ حزقۃ ترق عین بقۃ

آپؐ کے زانوئے مبارک

ابن عساکر نے ابوہریرہ رضؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسن علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر ان کے پاؤں اپنے زانوئے مبارک پر رکھ کر یہ کہتے ہوئے حزقہ حزقہ ترقہ عین بقہ اُوپر کو لا رہے تھے۔ **ف** اس کو اور بھی محدثین نے باختلافِ بعض الفاظ روایت کیا ہے۔ سب حدیثوں کو جمع کریں تو نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے۔ کہ امام حسنؑ ابھی چل نہیں سکتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو اپنے زانوئے مبارک پر کھڑا کیا۔ اور آہستہ آہستہ حزقہ حزقہ کہتے ہوئے اپنے سینہ تک لائے اور پھر سینہ پر ڈال کر اُن کا مُنہ چوم لیا۔ اُس وقت سے وہ چلنے لگ گئے۔ امام حسنؑ کے پاؤں میں یہ برکت، آپؐ کے زانوئے مبارک پر رکھنے سے ہوئی۔ (ترجمہ ۹۴)

ساقہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج ابن سعد عن اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحۃ قال زار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعد فقام عندہ فلما اراد ان یرجع جاؤ بحمار لہم اعرابی قطوف فوطئ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقطیفۃ[1] علیہ فرکب فردہ وھو ھملاج فریغ لا یُسایر (حجۃ اللہ علی العلمین ص۳۳۳)

آپؐ کی ہر دو ساق مبارک (پنڈلیاں)

ابن سعد نے اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعد کے ہاں تشریف فرما ہوئے تو سعد تعظیماً اُٹھ کھڑا ہُوا۔ جب واپس ہونے لگے تو آپؐ کی سواری کے لیے ایک گدھا لے آئے جو تنگ رو، کم چال تھا۔ اور اُس پر ایک کپڑا ڈال دیا۔ آپؐ سوار ہو کر واپس تشریف لے آئے۔ منزل پر پہنچ کر گدھا واپس کر دیا۔ اور وُہ اگرچہ کمزور اور بطی السیر تھا۔ مگر آپؐ کی سواری کی برکت سے تیز قدم اور سریع السیر بن گیا تھا۔ جو اُس پر سوار ہوتا تو کہہ نہ سکتا تھا کہ یہ وُہی ہے۔

اخرج الطبرانی عن عصمۃ بن مالک الخطمی رضی اللہ عنہ قال زارنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی قباء فلما اراد ان یرجع جئناہ بحمار قطوف فرکب فردہ الینا وھو ھملاج لا یُسایر

طبرانی نے عصمہ بن مالک خطمی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں مسجدِ قبا تک تشریف لائے۔ جب آپؐ نے واپسی کا ارادہ کیا۔ تو آپؐ ہمارے ایک گدھے پر جو بہت سست اور کم رو تھا، سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ پہنچ کر گدھا واپس کر دیا ہم نے دیکھا کہ وہ نہایت تیز قدم اور جلد رو ہے۔ اور وُہ ایسا ہی رہا۔ **ف** یہ برکت بھی آپؐ کے

[1] قطیفہ۔ ایک چھوٹا سا چار جامہ۔ جو صرف گھوڑے یا گدھے کی پیٹھ پر ڈالا جائے۔ اور سوار کی پنڈلیاں اُس کے پہلو سے لگیں۔

ساقِ مُبارک کی۔ کہ اُس گدھے کے بدن سے لگیں۔ تو وہ برکت اُس کے وجود میں سرایت کر گئی۔

سُرّتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کی ناف مُبارک

اخرج ابن عساکر عن ابن عمرؓ وغیرہ انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولد مختونا مسرورا ای مقطوع السرۃ

ابنِ عساکر نے ابنِ عمرؓ سے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ شدہ اور نارُو کاٹے ہُوئے پیدا ہوئے تھے۔

اخرج الطبرانی عن انسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من کرامتی علی ربی انی ولدتُ مختوناً ولم یر احدٌ سوأتی

طبرانی نے انسؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا خدا کی طرف سے یہ بھی میرے اکرام و اعزاز میں داخل ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہُوا اور کسی نے میرے چھپانے کی جگہ کو نہیں دیکھا۔

اخرج البزار والبیہقی عن علی علیہ السلام انہ قال لا یغسلنی الا انت فانہ لا یری عورتی الا طمست عیناہ

بزار اور بیہقی نے علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ تو میرا بھائی ہے۔ تُو نے ہی مجھے بعد از وفات غسل دینا۔ کیونکہ جو میری ڈھانپنے کی جگہ کو دیکھیگا۔ وہ اندھا ہو جائیگا۔

اخرج البیہقی و ابونعیم عن ابی الطفیل قال لما بنیت الکعبۃ نقلوا الحجارۃ من اجیاد الضواحی فبینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ینقلها اذا انکشفت عورتہ فنودی یا محمد عورتک فذلک اول ما نودی فما رؤیت لہ عورۃ بعد ولا قبل

بیہقی اور ابونعیم نے ابی الطفیل سے روایت کیا ہے۔ کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایام طفولیت میں اُن کے دادا عبد المطلب نے زیرِ اہتمام بیت اللہ شریف کو از سرِ نو تیار کرنے لگے۔ تو اہلِ مکہ پتھر وغیرہ اپنی گردنوں اور سروں پر ڈھونے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سب کے ساتھ پتھر لا رہے تھے۔ کہ ناگہاں آپؐ کا تہ بند کُھل گیا۔ تو ایک آواز آئی۔ اے محمدؐ یہ کیا؟ (ایک روایت میں ہے کہ آپؐ ازاری ازاری کہتے ہُوئے بیہوش ہو کر گر پڑے) آپؐ نے پتھر کو چھوڑ جلدی سے پہلے تہ بند کو سنبھالا۔ ازاں بعد کبھی ایسا نہ ہُوا کہ آپؐ کا ازار کُھلے۔

اخرج البخاری عن عمرو بن دینار قال سمعتُ جابر بن عبداللہ یحدثُ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان ینقل معهم الحجارۃ للکعبۃ وعلیہ ازارہ فقال لہ العباس عمہ یا ابن اخی لو حللت ازارک فجعلت علی منکبیک دون الحجارۃ قال فحلہ فجعلہ علی منکبیہ فسقط *

بخاری نے عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے۔ اُس نے کہا میں نے جابرؓ بن عبداللہ سے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کی تعمیر میں (جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے) پتھر ڈھوتے تھے۔ اُس وقت آپؐ بہت چھوٹے بچے تھے۔ آپؐ کے چچا نے کہا کہ تہ بند کو اپنے کندھوں پر رکھ لو آپؐ ایسا کرنے لگے تو غش کھا کر جا پڑے۔ پھر آپؐ کبھی ننگے نظر نہیں آئے۔

* مغشیا علیہ فما رؤی بعد ذلک عریانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | لہ | انوار محمدیہ من مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۴۱

قدماہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپؐ کے پائے مبارک

اخرج ابن سعد عن عبد اللہ بن بریدۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان احسن البشر قدماً

ابن سعد نے عبد اللہ بن بریدہ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک سب آدمیوں سے خوش وضع تھے،

اخرج البیہقی عن ابی ہریرۃ وابن عساکر عن ابی امامۃ انہ علیہ الصلوۃ والسلام کان اذا مشی فی الصخر غاصت قدماہ فیہ ۔

بیہقی نے ابوہریرہ رض اور ابن عساکر نے ابوامامہ باہلی سے روایت کیا ہے۔ کہ آپ کبھی اتفاقاً پتھروں پر چلتے۔ تو آپؐ کے پائے مبارک کے نشان اُن پر لگ جاتے۔ یعنی وہ آپؐ کے پاؤں کے نیچے نرم ہو جاتے تھے۔

اخرج الترمذی عن ابی ہریرۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا وطئ بقدمہ وطئ بکلہا وعنہ ما رأیت احداً اسرع فی مشیہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانما الارض تطوی لہ انا لنجہد انفسنا و ہو غیر مکترث

ترمذی نے بھی ابوہریرہ رض سے یہ روایت کیا ہے۔ کہ آپؐ جب چلتے تھے۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ زمین آپؐ کے قدموں کے نیچے لپیٹی جا رہی ہے۔ ہم آپؐ کے ساتھ دوڑے جاتے۔ اور آپؐ قدم بے تکلف بہ حسب عادت اُٹھائے جا رہے ہوتے۔

(ترمذی مجتبائی جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

اخرج احمد وابن عساکر عن ابن عباس ان قریشاً اتوا کاہنۃ فقالوا لہا اخبرینا باقربنا شبہاً بصاحب ہذا المقام ای مقام ابراہیم و ہو حجر علیہ اثر رجلہ الشریف فقالت ان انتم جررتم کساءً علی ہذہ السہلۃ ومشیتم علیہا انبأتکم فجروا ثم مشی الناس علیہا فابصرت اثر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالت ہذا اقربکم شبہاً بہ فمکثوا بعد ذلک عشرین سنۃ او قریباً من عشرین سنۃ ثم بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

امام احمد و ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ قریش نے ایک دفعہ ایک کاہنہ سے جا کر پوچھا کہ مقامِ ابراہیم (وہ پتھر جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پائے مبارک کا نشان ہے) میں جو نشانِ قدم ہے اُس نشان سے زیادہ تر ملتا جلتا پاؤں ہم سے کس کا ہے؟ اُس نے کہا اس سامنے کی سل پر ایک چادر صاف کر کے بچھا دو۔ اور ہر ایک اُس پر جدا جدا پاؤں رکھو۔ تو میں بتا دوں گی کہ اس پاؤں کے مشابہ کس کا پاؤں ہے؟ انہوں نے ایسا ہی کیا اُس نے سب کو غور سے دیکھ کر ایک نشان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ پاؤں (وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاؤں تھا) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں سے زیادہ تر مشابہ ہے۔ چنانچہ بیس سال یا اس کے قریب قریب زمانہ کے بعد آپؐ نے تبلیغ شروع کر دی۔ اور آپؐ کی ابراہیم ع سے مشابہت اور متابعت سچ ہو گئی۔ یعنی سب سے آپؐ ہی حضرت ابراہیم کے قدم پر چلے۔

اخرج ابن جریر والحاکم وصححہ والبیہقی

ابن جریر اور حاکم نے بہ تصحیح اور بیہقی نے اور ابو نعیم اور ابو سفیان

وابونعیم من طریق الخزاعی عن ابن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لاصحابہ وھو بمکۃ من احب منکم ان یحضر اللیلۃ امر الجن فلیفعل فلم یحضر منھم احد غیری فانطلقنا حتی اذا کنا باعلی مکۃ خط لی برجلہ خطا ثم امرنی ان اجلس فیہ ثم انطلق حتی قام فافتتح القرآن فغشیتہ اسودۃ کثیرۃ حالت بینی وبینہ حتی ما اسمع صوتہ ثم انطلقوا فطفقوا یتقطعون مثل قطع السحاب ذاھبین حتی بقی منھم رھط وفرغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع الفجر فانطلق فبرز ثم اتانی فقال ما فعل الرھط قلت ھم یا رسول اللہ فاخذ عظما وروثا فاعطاھم ایاہ ثم نھی ان یستطیب احد بعظم او بروث ۔

خزاعی نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قیامِ مکہ میں صحابہ سے فرمایا۔ کہ تم سے کون ہے جو آج رات جنوں کے اسلام کے وقت ہمارے پاس رہے۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ مَیں خدمتِ عالی میں حاضر رہونگا۔ رات ہوئی تو آپ پہاڑی پر تشریف لے گئے۔ اور مجھے بھی ساتھ لے لیا۔ جب پہاڑی کے سر پر پہنچے۔ تو ایک جگہ اپنے پائے مُبارک سے گول دائرہ بنا دیا۔ اور مجھے حکم دیا کہ اس خط کے اندر ہو بیٹھو۔ اس سے باہر نہ ہونا۔ اور آپ مجھ سے کسی قدر فاصلہ پر جا بیٹھے اور قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ ایک کالی گھٹا سی چلی آرہی ہے۔ اور اُس نے میرے اور آپ کے درمیان پردہ کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ مجھے آپ کے قرآن مجید پڑھنے کی آواز سُنائی دیتی تھی۔ جب وہ اُٹھ گئی۔ تو ویسی ہی ایک اور جماعت میرے اور آپ کے درمیان آحائل ہوئی۔ اسی طرح تمام رات ہوتا رہا۔ پھر آخر شب وہ جُدا ہونے لگے۔ یہاں تک کہ چند نفر اُس جماعت کے رہ گئے۔ صُبح ہُوئی۔ تو آپ فارغ ہو کر میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ اس چھوٹی سی جماعت کو تم دیکھتے ہو؟ مَیں نے عرض کیا کہ دیکھتا ہوں۔ فرمایا کہ تم سب کو ہمارا حکم ہے کہ کوئی مسلمان پاخانہ بیٹھ کر ہڈی یا گوبر سے استنجاء کرے۔ کیونکہ اِن کو یہ خوراک دے دی گئی ہے۔

اخرج ابن سعد والخطیب وابن عساکر عن عمرو بن سعید انہ یعنی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان مع عمہ ابی طالب بذی المجاز وھو موضع علی فرسخ من عرفۃ کان سوقا للجاھلیۃ فعطش عمہ ابو طالب فشکا الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال یا ابن اخی عطشت فاھوی بعقبہ الی الارض وفی روایۃ الی صخرۃ فرکضھا برجلہ وقال شیئا قال ابو طالب فاذا انا بماء فلم ار مثلہ فقال اشرب فشربت حتی رویت فقال ارویت قلت نعم فرکضھا فعادت کما کانت ۔

ابن سعد نے اور خطیب نے اور ابن عساکر نے عمرو بن سعید سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ بمقام ذی المجاز تھے۔ یہ مقام عرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اور یہاں سال بسال منڈی لگتی تھی۔ ابوطالب کو پیاس محسوس ہوئی اور آپ سے اُس کی شکایت کی۔ آپ نے یہ سُن کر اپنے عقب پا (ایڑی) زور سے زمین پر ماری۔ اور دوسری ایک روایت میں ہے کہ آپ نے پاس کے ایک پتھر کو پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور کچھ زبان سے بھی فرمایا۔ ابوطالب کہتے ہیں کہ آپ کے برکت قدم سے پانی نکلنے لگا۔ اور مَیں نے سیر ہو کر پیا۔ جب مَیں پی چکا۔ تو آپ نے اُس پتھر پر اپنا پائے مبارک رکھ کر دبا دیا۔ پانی بند ہو گیا۔ اور جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہو گیا۔

اخرج مسلم عن ابی ھریرۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعث رجلا فاتاہ فقال یا رسول اللہ قد اعیتنی ناقتی ان تبعث فاتاہ فضربھا برجلہ قال ابو ھریرۃ رض والذی نفسی بیدہ لقد رایتھا تسبق القائد۔ [حجۃ اللہ علی العالمین طبع مصر بیروت ص ۳۳۳]

مسلم نے ابو ہریرہ رض سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو بلایا۔ وہ آیا اور اُس نے شکایت کی۔ کہ میری اُونٹنی نے مجھے تھکا دیا ہے۔ یعنی بہت سست ہے۔ آپ نے اُسے پائے مبارک سے ٹھوکر لگائی۔ ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ آپ کے پائے مبارک کی برکت سے ایسی تیز اور چالاک ہو گئی۔ کہ کسی کو اپنے آگے نہ بڑھنے دیتی تھی۔

اخرج الشیخان عن انس رض قال صعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد او حراء ومعہ ابوبکر وعمر وعثمان فرجف بھم فضربہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برجلہ وقال اثبت فانما علیک نبی وصدیق وشھیدان (بخاری مطبوعہ استنبول ج ۴ ص ۱۹۹ ومسلم مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۳۲۹ وابوداؤد باب الخلفاء ص ۲۹۱)

بخاری و مسلم نے انس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ مع ابوبکر و عمر و عثمان اُحد پہاڑ پر کھڑے تھے۔ کہ پہاڑ کانپنے لگا۔ آپ نے اُس پر پائے مبارک مارا اور فرمایا ٹھہر ارہ۔ تجھ پر ایک نبی ہے اور ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ **ف** یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔ بخاری نے احد لکھا ہے۔ مسلم نے حراء اور ضربہ برجلہ صرف بخاری میں ہے۔

اخرج النسائی وابوداؤد والدار قطنی عن عثمان رض بن عفان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان علی ثبیر مکۃ ومعہ ابوبکر وعمر وانا فتحرک الجبل حتی تساقطت حجارتہ بالحضیض فرکضہ برجلہ وقال اسکن ثبیر فانما علیک نبی وصدیق وشھیدان

نسائی اور ابوداؤد اور دار قطنی نے حضرت عثمان بن عفان سے روایت کی ہے۔ کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر و عمر کوہ ثبیر پر کھڑے تھے۔ اور میں بھی حاضر خدمت تھا۔ پہاڑ ارزنے لگا۔ کہ اُس کی چوٹی کے پتھر نیچے گر پڑے۔ یہ دیکھ کر آپ نے اُس پر اپنا پاؤں مارا۔ اور فرمایا۔ اے ثبیر ٹھہر جا۔ تجھ پر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ (نسائی مجتبائی و ابوداؤد ص ۲۹۱ و ترمذی مجتبائی جلد ۲ ص ۲۱۱)

اخرج احمد ومسلم والنسائی وابن ماجہ عن ابن عمر رض قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو علی المنبر یاخذ الجبار سمٰوٰتہ وارضہ بیدہ ثم یقول انا الجبار این الجبارون این المتکبرون ویمیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن یمینہ وعن یسارہ حتی نظرت الی المنبر یتحرک من اسفل شیء منہ حتی انی اقول اساقط ھو برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امام احمد و مسلم و نسائی و ابن ماجہ نے ابن عمر سے روایت کیا ہے، کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر کھڑے دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے۔ کہ قیامت کے روز جبار اپنے آسمانوں اور زمینوں کو اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے فرمائیگا۔ میں ہوں جبار بڑی طاقت والا کہ میرے آگے کسی کو دم مارنے کی جا نہیں۔ وہ جو اپنے آپ کو دنیا میں بڑا سمجھتے تھے اور بڑے تکبر و غرور میں رہتے تھے۔ وہ اب کہاں ہیں؟ آئیں، سامنے آئیں۔ آپ مقام جلالت میں آئے خدا کے اِس جلالی قول کی نقل

بول رہے تھے۔ اور منبر آپؐ کے پاؤں کے نیچے خوف سے بیقرار اِدھر اُدھر جھک رہا تھا۔ گویا پائے مبارک کے نیچے شانِ جلالی کی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ آپ کو لے کر اُلٹ نہ جائے۔ اگر آپؐ کے پائے مبارک اُس پر نہ ہوتے۔ تو اُس کے زیر و زبر ہونے کا کچھ شک نہ تھا۔

اخرج الحاکم وصححہ عن ابن عباسؓ قال حدثتنی عائشۃ انہا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قرأ علی المنبر ھذہ الاٰیۃ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِہٖ قال یقول انا الجبار انا انا ویمجد الرب نفسہ فرجف برسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منبرہ حتی قلنا لیخرن

حاکم نے بتصحیح ابن عباسؓ سے روایت کی ہے اور اس حدیث کو صحیح کہا ہے کہ میرے پاس ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ نے بیان کیا کہ ایک دن آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر اس آیت کو وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیمۃ والسموٰت مطویات بیمینہ پڑھ رہے تھے۔ (اور آپ کی شان جلالی ظاہر ہو رہی تھی۔ کیونکہ آپؐ مظہر صفات الٰہی تھے) اور یہ فرما رہے تھے کہ رب کہیگا 'میں ہوں جبار۔ میں ہوں' میں ہوں۔ ایسے ہی اپنی بہت بہت بڑائی و یکتائی کا کا اظہار کر گیا۔ منبر آپؐ کے پاؤں کے نیچے کانپ رہا تھا۔ اور اِدھر اُدھر اس قدر جھکتا تھا۔ کہ ہمیں آپؐ کو لے کر اُس کے گرنے کا فکر لاحق ہُوا۔

اخرج البزار وابن عدی عن ابن عمرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قرأ ھذہ الاٰیۃ علی المنبر وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ حتی بلغ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ہ فقال المنبر ھکذا فجاء وذھب ثلث مرات

بزار اور ابن عدی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے منبر پر آیت وما قدروا اللہ حق قدرہ پڑھی۔ جب عما یشرکون پر پہنچے۔ تو منبر سے آواز آئی 'ایسا ہی ہے۔ یعنی یہ صحیح ہے اور تین بار آگے پیچھے ہُوا۔

اخرج البیہقی عن ابن عباسؓ انہ قال اشتکیٰ علیؓ بن ابی طالب فقال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اشفہ اللہ اعافہ ثم ضربہ برجلہ فما اشتکیٰ ذلک الوجع بعدہ

بیہقی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیمار ہوئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ کہہ کر اے اللہ! اسے شفا دے اور صحت بخش۔ اپنا پائے مبارک اُن کو مارا۔ انہیں فوراً صحت ہوگئی۔ اور ازاں بعد کبھی بیمار نہ ہوئے۔

قال الشہاب الخفاجی فی شرح الشفاء[1] انہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کان فی بعض الاحیان اذا مشیٰ غاص قدمہ فی الحجارۃ بحیث بقی ذلک الی الاٰن و الرقیم فیہا لمشاہد بعینہ والناس متبرک بہ و یزورہ و تعظمہ کما فی القدس و نقل منہ فی مصر فی اماکن

شہاب خفاجی نے شرح شفا میں لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعض دفعہ جب ننگے پاؤں چلتے تھے۔ تو پتھر آپؐ کے قدوم مبارک کے نیچے نرم ہو جاتے تھے۔ اور نشان قدم اُن میں ہو جاتا تھا۔ چنانچہ وہ پتھر جہاں جہاں تبرکاً محفوظ چلے آئے ہیں اب بھی موجود ہیں اور بیت المقدس اور مصر میں متعدد جگہ پائے

[1] شفا قاضی عیاض مطبوعہ استنبول

منضد دہ حتی قیل ان السلطان قائتبای اشتراہ بعشرین الف دینار واوصی بجعلہ عند قبرہ و ہو موجود الی الآن ۔

جاتے ہیں۔ سلطان قائیبائی نے بیس ہزار دینار سے ایک ایسا پتھر خرید رکھا تھا۔ اور وصیت کی تھی۔ کہ میری قبر کے پاس اسے نصب کیا جائے۔ چنانچہ وہ اب تک وہاں موجود ہے۔ ([illegible] ص۲۵۲)

قدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کا قد مبارک

اخرج ابن ابی خیثمۃ فی تاریخہ والبیہقی وابن عساکر عن عائشۃ رض لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالطویل البائن ولا بالقصیر المتردد وکان ینسب الی الربعۃ اذا مشی وحدہ ولم یکن علی حال یماشیہ احد من الناس ینسب الی الطول وربما اکتنفہ الرجلان طویلان فیطولہما فاذا فارقا نسب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی الربعۃ وزاد ابن سبع فی الخصائص انہ کان اذا جلس یکون کتفاہ اعلی من جمیع الجالسین (انوار ص۱۳۴)

ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی اور ابن عساکر نے عائشہ صدیقہ رض سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو بہت دراز قد تھے نہ بہت کوتاہ۔ بلکہ درمیانہ قد کے تھے۔ جب کبھی آپ کے ساتھ کوئی اور ہوتا۔ خواہ کیسا بلند قامت ہوتا آپ اس سے اونچے دکھائی دیتے۔ اور دیکھنے والا آپ کو دراز قد سمجھتا۔ اور گاہے ایسا بھی ہوتا کہ دو کس دراز قد آپ کے دائیں بائیں ہوتے تو آپ کا سر مبارک اُن سے اونچا ہوتا۔ جب وہ جدا ہوتے تو آپ میانہ قد معلوم ہوتے اور ابن سبع نے خصائص میں لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قد مبارک کے خصائص سے یہ ہے۔ کہ آدمیوں میں کھڑے ہوتے تو سب سے آپ اونچے دکھائی دیتے۔ اگر اُن میں بیٹھے ہوتے تو بھی آپ کے دوش مبارک سب سے اونچے ہوتے۔

اخرج الحاکم عن علی علیہ السلام قال انطلق بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی اتی الکعبۃ فقال اجلس فجلست الی جنب الکعبۃ فصعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمنکبی ثم قال انہض فنہضت فلما رای ضعفی تحتہ قال لی اجلس ثم قال یا علی اجلس علی منکبی ففعلت ثم نہض بی فلما نہض بی خُیّل الی انی لو شئت نلت افق السماء فصعدت فوق الکعبۃ وتنحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال لی الق صنمہم الاکبر صنم قریش وکان من نحاس موتدا باوتاد من حدید الی الارض فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاکم نے مستدرک میں علی علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ فتح مکہ کے روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو اس وقت آپ نے مجھ کو فرمایا۔ کہ بیٹھ جا۔ میں ایک طرف ہو بیٹھا۔ اور آپ میرے کندھوں پر چڑھے۔ اور فرمایا اٹھ کھڑا ہو۔ میں تھوڑا بہت اٹھا تو بھی بمشکل تمام۔ آپ نے اپنا بوجھ مجھ کو اٹھاتے نہ دیکھ کر بیٹھ جانے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے بیٹھ کر مجھ کو اپنے کندھوں پر چڑھایا۔ اور آسانی سے بے تکلف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسوقت مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ میں آسمان کے کناروں پر ہاتھ لگا سکتا ہوں۔ پھر میں کعبہ شریف کی چھت پر چڑھا۔ اور حسب الارشاد قریش کے بڑے بت کو جو تانبے کا بنا ہوا اور لوہے کے بڑے بڑے کیل اس کے پاؤں میں ٹھونک کے مضبوط کیا ہوا تھا۔ گرانے کی کوشش کرنے لگا مگر

علیہ و یقول لی اذ ایۃ جَآءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ اِنَّ البَاطِلَ کَانَ زَهُوقًا فلم ازل اعالجہ حتی استمکنت منہ فقذ فتہ فتکسر "

(انوار المحمدیہ صفحہ ۱۳۹)

آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا، اسے ہلا۔ اچھی طرح ہلا۔ اور خود یہ آیت قُلْ جَآءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ اِنَّ البَاطِلَ کَانَ زَهُوقًا، پڑھنی شروع کر دی اور میں اُسے ہلانے لگا۔ یہاں تک کہ وُہ اُکھڑ گیا۔ اور میں نے اُسے زور سے نیچے پھینکا کہ ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

جسمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قال بن عمر رض مارایت انجع ولا انجد من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "

آپؐ کا جسمِ مُبارک

حضرت عبد اللہ بن عمر رض فرماتے ہیں۔ کہ میں نے کوئی شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ تر بہادر اور دلیر نہیں دیکھا۔

اخرج الحارث بن ابی اسامۃ عن مجاهد قال اعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوۃ بضع و اربعین رجلا کل رجلا من اهل الجنۃ "

حارث بن ابی اسامہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے۔ وُہ کہتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ اوپر چالیس آدمی کی طاقت رکھتے تھے۔ کہ ہر ایک اُن سے ایک جنتی کی طاقت رکھتا ہو۔ (حجۃ اللہ علی العالمین مطبوعہ بیروت صفحہ ۶۸۸)

اخرج[1] الامام ابو حنیفۃ رح عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعرف باللیل اقبل الی المسجد بریح الطیب و رواہ الدارمی عن ابراھیم نخعی والبزار و ابی یعلی عن انس رض "

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رات کو مسجد کو تشریف لے جانا خوشبو سے پہچانا جاتا تھا۔ یعنی جس راستہ سے آپ تشریف لے جاتے اُس راستہ سے دیر تک خوشبو آتی رہتی۔ اس حدیث کو دارمی نے ابراہیم نخعی سے اور بزار و ابو یعلی نے انس رض سے روایت کیا ہے۔

اخرج النسائی عن اوس بن اوس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ النفخۃ و فیہ الصعقۃ فاکثروا علی من الصلوۃ فان صلوتکم معروضۃ علی قالوا یارسول اللہ کیف تعرض علیک وقد ارمت قال ان اللہ عز وجل حرم

نسائی نے اوس بن اوس سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! جمعہ کا دن سب دنوں سے افضل ہے۔ آدم علیہ السلام اسی روز پیدا ہوئے۔ اسی روز فوت ہوئے اور اسی دن صاعقہ ہو گا۔ تم اس دن میں مجھ پر درود بہت بھیجا کرو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ تو قبر میں بوسیدہ ہو گئے ہونگے۔ یعنی مٹی آپ کو کھا جائیگی۔

[1] مسند امام ابو حنیفہ مطبوعہ [illegible] صحابہ نے عام انسانوں کی طرح سمجھ کر یہ قیاس کیا۔ جسے آپ نے غلط کر دیا۔

علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء علیہم السلام ۱۲
(نسائی ص۲۰۳ - ابوداؤد ص۱۵۱ - ابن ماجہ ص...)

ہمارا درود کیونکر آپ کے پیش کیا جائیگا اور آپ کیا جانینگے؟ فرمایا اللہ عزوجل نے پیغمبروں کے جسم زمین پر حرام کر دیے ہیں۔ یہ انہیں نہیں کھاتی۔

اخرج الحارث بن اسامۃ عن مجاهد قال اعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوۃ بضع واربعین رجلا کل رجل من اهل الجنۃ

حارث بن اسامہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک میں چالیس سے اوپر کئی آدمیوں کی طاقت تھی۔ مگر دنیا کے آدمیوں کی نہیں، بلکہ بہشت کے آدمیوں کی۔

اخرج ابو یعلی وابن ابی حاتم وابو نعیم عن اسماء بنت ابو بکر رض قالت لما نزلت تبت یدا ابی لهب اقبلت العوراء بنت حرب زوجۃ ابی لهب ولها ولولۃ وفی یدها فهر والنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جالس فی المسجد ومعہ ابو بکر رض فلما راٰها ابو بکر رض قال یا رسول اللہ قد اقبلت وانا اخاف ان تراک قال انها لن ترانی وقرأ قرآنا فاعتصم بہ فوقفت علی ابی بکر رض ولم تر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالت یا ابا بکر رض انی اخبرت ان صاحبک هجانی قال لا ورب هذا البیت واللہ ما صاحبی بشاعر وما یدری ما الشعر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قل لها هل ترین عندی احدا فانها لن ترانی جعل اللہ بینی وبینها حجاب فسألها ابو بکر رض فقالت اتهزأ بی واللہ ما اری عندک احدا ۱۲

ابو یعلی اور ابن ابی حاتم اور ابو نعیم نے اسماء بنت ابی بکر رض سے روایت کیا ہے۔ کہ جب سورۃ تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی۔ تو عوراء بنت حرب زوجہ ابو لہب ایک پتھر ہاتھ میں لیے بکواس کرتی ہوئی بڑے جوش و خروش میں آپ کی تلاش و جستجو کرتی ہوئی مسجد میں آئی۔ اس وقت آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اور ابو بکر بھی آپ کے پاس تھے۔ ابو بکر رض نے اسے دیکھ کر عرض کیا کہ وہ عورت جس کا ذکر وحی الٰہی میں حمالۃ الحطب ہے آرہی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ خیر سے نہیں۔ مبادا آپ کو دیکھ کر وار کرے۔ آپ نے فرمایا تسلی رکھ۔ وہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکیگی۔ پھر آپ نے جلدی سے قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ اتنے میں وہ آکر ابو بکر رض کے سر پر آکھڑی ہوئی اور آپ کو نہ دیکھا۔ ابو بکر رض سے مخاطب ہو کر بولی مجھے خبر ملی ہے کہ تیرا دوست میری ہجو کرتا ہے۔ اب کہاں ہے؟ ابو بکر رض بولے بخدا میرا آقا شاعر نہیں۔ مدح سرائی، ہجو گوئی شاعروں کا کام ہے۔ اور یہ نبی ہے نبیوں کا کام خدا کے احکام کا اعلام ہے۔ وہ اپنے سے کچھ نہیں کہتے جناب صداقت مآب نے ابو بکر رض سے فرمایا۔ اس سے پوچھ کہ میں اسے نظر آتا ہوں؟ ابو بکر رض نے اس سے پوچھا کہ میرے پاس تجھے کوئی اور بھی نظر آتا ہے؟ بولی تو مجھے مخول کرتا ہے؟ تیرے پاس کوئی نہیں۔ یہ کہہ کر چلی گئی۔ آپ نے فرمایا وہ مجھے کیونکر دیکھ سکتی۔ حق تعالے نے میرے اور اس کے درمیان پردہ ڈال دیا تھا۔

اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یکن یری لہ ظل فی شمس ولا قمر ۱۲

حکیم ترمذی نے ذکوان سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سورج اور چاندنی روشنی میں سایہ نہیں دکھائی دیتا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین مطبوعہ بیروت ص۶۸۶)

۱؎ حجۃ اللہ علی العالمین ص۶۸۶

لا یجد ابدا اثم از دره فقال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من اراد ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر الی ھذا فاستشھد ؏

چُوسا کہ وہ جگہ سفید ہوگئی۔ وہ جب چُوستا تو آپ فرماتے اسے پھینک دے۔ مگر وہ کہتا کہ بخدا میں آپ کے خُون پاک کو زمین پر نہیں پھینکونگا۔ اور نگلتا ہی گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ جو چاہے کہ دُنیا پر کسی جنتی کو دیکھے۔ تو وہ اِس شخص کو دیکھ لے۔

عرقہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اخرج مسلم عن انس رضی اللہ عنہ قال دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقال عندنا فعرق وجاءت اُمی بقارورۃ فجعلت تسلتُ العرق فیھا فاستیقظ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقال یا ام سُلَیم ما ھذا الذی تصنعین قالت ھذا عرقک نجعلہ فی طیبنا وھو من اطیب الطیب ؏

آپؐ کا پسینہ مُبارک

مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ اور قیلولہ کیا (قیلولہ خواب دوپہر کو کہتے ہیں) اُس وقت آپؐ کو پسینہ آگیا۔ میری ماں ایک شیشی لے کر آگئے ہوئی اور آپؐ کا پسینہ لے کر اُس میں ڈالنے لگی۔ آپؐ جاگ اُٹھے۔ اور فرمایا، ام سلیم یہ کیا کر رہی ہو؟ اُس نے عرض کیا کہ آپؐ کا پسینۂ مُبارک لے کر کسی دُوسری خُوشبو میں ملا رکھوں گی۔ کیونکہ یہ بہت خوشبودار ہے۔ (مسلم طبعہ مصر ج ۲ ص ۲۹۵)

اخرج الدارمی والبیھقی وابو نعیم عن جابر بن عبد اللہ قال کان فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خصال لم یکن فی طریق فیتبعہ احد الاعرف انہ قد سلکہ من طیب عرقہ او عرفہ ولم یکن یمر بحجر ولا شجر الا سجد لہ ؏

دارمی اور بیہقی اور ابو نعیم نے جابر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خاص نشانیوں سے یہ تھی۔ کہ اگر کسی راستے کوئی آپ کے پیچھے آپؐ کو تلاش کرنے کے لیے آتا۔ تو صرف خوشبو سے جو اُس راستہ میں مہکی ہوتی، پہچان لیتا، کسی سے پُوچھنے کی حاجت نہ ہوتی کہ آپ کدھر تشریف لے گئے ہیں) نیز آپ کسی طرف جارہے ہوتے۔ تو کوئی پتھر یا درخت نہ ہوتا جو آپؐ کو سلام نہ کرتا۔

اخرج البزار عن معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل قال کنت اسیر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقال ادن منی فدنوت منہ فما شممت مسکا ولا عنبرا اطیب من ریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ؏ (کنز العمال ج ۲ ص ۲۳ و ص ۲۳)

بزار نے معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل سے روایت کیا ہے۔ کہ میں ایک دفعہ آپؐ کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ میرے ساتھ مل کر چل۔ میں آپؐ کے قریب تر ہوگیا۔ تو آپؐ کے جسم مبارک کی جو خوشبو مجھے آ رہی تھی۔ وہ نہ کستوری میں پائی جاتی ہے، نہ عنبر میں۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۹۳)

اخرج ابن عساکر عن انس رضی اللہ عنہ قال

ابن عساکر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ اُم سلیم سے

سلہ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۷۰۵

ما ورثني ام سليم الا بُرد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقدحه الذى كان يشرب فيه وعمود فسطاط وصلابة كانت تعجن ام سليم الرامك بعرق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وكان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يكون فى بيت ام سليم فينزل عليه الوحى وهو على فراشها فيجدل كما يجدل المحموم فيعرق وكانت ام سليم يعجن الرامك بعرقه صلى الله عليه وآله وسلم"

(ان کی ماں تھی) مجھے جو وراثۃً ملا - وہ صرف جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک چادر اور ایک پانی پینے کا پیالہ اور ایک خیمہ کا کھمبا اور ایک ایسی چیز جس میں ام سلیم رامک[1] کو حضورؐ کے پسینہ مبارک میں گوندھ کر تیار کیا کرتی تھی - چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکثر اُمِ سلیم کے گھر بستر پر سویا کرتے اور آپؐ پر وحی اترتی، تو آپؐ اس طرح کے ہو جاتے - جیسے کسی تپ والے کو پسینہ آتا ہوتا ہے - پھر پسینہ آجاتا - تو ام سلیم اُسے لے کر اُس کا خوشبودار اُبٹنا بنا لیتی - جو نئی بیاہیوں کے کام آتا (کنز العمال ج۶ صفحہ)

بزاقہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اخرج[2] الطبرانی فی الکبیر والاوسط بسند جید والبیہقی عن ام عاصم امرأۃ عتبۃ بن فرقد قالت کنا عند عتبۃ اربع نسوۃ ما منا امرأۃ الا وھی تجتھد فی الطیب لتکون اطیب من صاحبتھا وما یمس عتبۃ الطیب وھو اطیب من ریح وکان اذا اخرج الی الناس قالوا ما شممنا ریحا اطیب من ریح عتبۃ فقلنا له فی ذلک قال اخذنی الشری علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فشکوت ذلک الیہ فامرنی ان اتجرد فتجردت وقعدت بین یدیہ والقیت ثوبی علی فرجی فنفث فی یدہ ثم وضع یدہ علی ظہری وبطنی فعبق بی ذلک الطیب من یومئذٍ

آپؐ کا آبِ دہانِ مبارک

طبرانی نے معجم کبیر میں اور معجم اوسط میں بھی بسند جید اور بیہقی نے اُمِ عاصم یعنی عتبہ بن فرقد کی عورت سے روایت کیا ہے - کہ ہم عتبہ کی چار بیویاں تھیں - اور ہم سے کوئی ایک بھی ایسی نہ تھی - جو اپنے آپ کو ایک دوسری سے زیادہ تر معطر کرنے میں کوشش نہ کرتی ہو - اور عتبہ کسی طرح کی خوشبو نہیں لگاتا تھا - مگر اُس کے بدن سے ہم سب سے زیادہ خوشبو آتی تھی - اور وہ عجیب طرح کی دلپسند خوشبو تھی - ایک دن ہم نے پوچھا - تو اُس نے کہا - کہ مجھے شری[3] کی بیماری ہو گئی تھی - مَیں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا آپؐ نے مجھے کپڑے اتار کر ننگا ہو جانے کا حکم دیا - مَیں سوائے شرمگاہ کے برہنہ تن ہو کر آگے ہو بیٹھا - پھر آپؐ نے اپنے کفِ دست مبارک میں پھونکا کہ کسی قدر لبِ مبارک بھی پھونک کے ساتھ تھا اور میرے بدن پر آگے پیچھے ملا - تو مَیں اچھا ہو گیا - میری بیماری بھی

---

[1] رامک ایک سیاہ سی چیز ہوتی ہے - جو کسی خوشبو میں ملائی جاتی ہے - مجمع البحار [3] شری ایک قسم کے دھپڑے ہوتے ہیں - جو کہ دفعۃً نکل آتے ہیں اور دفعۃً ہی مٹ جاتے ہیں - [2] انوار المحمدیہ من مواہب اللدنیہ صفحہ ۱۳۹

جاتی رہی۔ اور اُسی وقت سے میرے تمام بدن سے خوشبو بھی آنے لگی کہ کوئی کسی طرح کی خوشبو اُس سے نہیں ملتی۔

اخرج ابن ابی شیبة وابن السکن و البغوی وابونعیم عن حبیب بن فدیك رضی الله عنهما ان اباه خرج به الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وعیناه مبیضتان لایبصر بهما شیئا فسأله ما اصابك قال وقعت رجلی علی بیض حیة فاصیب بصری فنفث له رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی عینیه فابصر فرأیته و هو یدخل الخیط فی الابرة وانه لابن ثمانین سنة وان عینیه لمبیضتان ۱۲ (دلائل النبوة ص۱۹)

ابن ابی شیبہ نے اور ابن السکن اور بغوی اور طبرانی نے اور ابو نعیم نے حبیبؓ بن فدیک سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ میرا پاؤں بڑے زہریلے سانپ کے انڈے پر پڑا اور وہ پس گیا۔ اُس کی زہر کے اثر سے میری آنکھیں سفید ہوگئیں اور مجھے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ میرا باپ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آیا۔ آپؐ نے میری آنکھوں پر پھونکا۔ کہ کسی قدر آب دہن مبارک بھی پھونک کے ساتھ آنکھوں پر پڑا۔ اُسی وقت میری آنکھیں روشن ہوگئیں۔ حبیبؓ بن فدیکؓ سے روایت کرنے والا راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے جب حبیبؓ کو دیکھا تو اُس وقت اُس کی عمر اَسّی سال کی تھی اور آنکھیں تو سفید تھیں مگر نظر اسقدر تیز تھی کہ سُوئی میں دھاگا ڈال لیتا تھا۔

اخرج ابن اسحق والبیهقی من طریقه حدثنی خبیب بن عبدالرحمن قال ضرب خبیب جدی یوم بدر فمال شقه فتفل علیه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ولأمه ورده فانطبق ۱۲ (رحمة للعلمین ص۲۲۳)

ابن اسحٰق نے اور بیہقی نے اپنے اپنے طریق سے خبیب بن عبدالرحمن سے روایت کیا ہے کہ میرے دادا خبیب کو بدر کی لڑائی کے دن سخت ضرب لگی کہ اُسکا ایک بازو تمام چر کر نیچے کو لٹک آیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس پر تھوکا اور اُسے اپنے حصہ سے ملادیا تو وہ ایسا مل گیا کہ گویا چرا ہی نہ تھا۔ بیہقی کی روایت میں ہے، خبیب نے کہا کہ اُسی ہاتھ سے میں نے اُسی وقت اپنے زخم لگانے والے کو قتل کر ڈالا۔

اخرج ابویعلی من طریق عبدالرحمن بن الحارث بن عبیدة عن جده قال اصیبت عینی ابی ذر رضہ یوم احد فبزق فیها النبی صلی الله علیه وآله وسلم فکان اصح عینیه ۱۲ (رحمة للعلمین مطبوعہ بیروت ص۲۲۳)

ابو یعلیٰ نے بطریق عبدالرحمن بن حارث بن عبیدہ اُس کے جد سے روایت کیا۔ ہے کہ جنگ اُحد میں ابوذرؓ کی ایک آنکھ کسی دشمن کے تیر سے نکل گئی تھی۔ آپؐ نے آنکھ کو چشمخانہ میں رکھ اپنا لب مبارک اُس پر لگادیا۔ درد فوراً بند ہوگیا۔ اور آنکھ ایسی درست ہوگئی کہ دوسری آنکھ سے بہتر دکھائی دیتی تھی۔

اخرج ابونعیم من طریق عبدالله بن صعصعة عن ابی سعید الخدری عن اخیه

ابونعیم نے عبداللہ بن صعصعہ کے طریق سے ابو سعیدؓ خذری سے ۔ اُس نے اپنے بھائی قتادہ رضہ سے روایت کیا ہے

لہ بزاق اور بصاق تھوک کو کہتے ہیں۔ اور نفث پھونک کو جس میں آب دہن کی ذرہ ذرہ چھینٹیں بھی ہوں ۱۲

قتادة قال اصيبت عيناى يوم بدر فسقطتا على وجنتى فاتيت بهما النبى صلى الله عليه وآله وسلم فاعادهما مكانهما و بزق فيهما فعادتا تبرقان ۔

(ابونعیم فی دلائل النبوت مطبوعہ حیدرآباد دکن)

کہا قتادہ نے کہ جنگِ بدر میں میری دونوں آنکھیں مخالف کے تیر کے صدمہ سے رخسار پر بہ آئیں۔ اسی حالت میں مجھ کو جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ آپ نے دونوں آنکھوں کو چشمخانہ میں رکھ کر اپنا لب مبارک لگا دیا۔ وہ فوراً ایسی ہو گئیں جیسے کہ پہلے تھیں۔ تمام عمر روشن رہیں اور کسی طرح کا اُن میں فرق نہ آیا۔

اخرج بن عساكر واسحق الرملى فى فوائد عن بشير بن عقربة الجهنى رض قال لما قتل ابى يوم احد اتيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وانا ابكى فقال ما يبكيك اما ترضى ان اكون انا اباك وعائشة امك فمسح على راسى فكان اثر يده من راسى اسود وسائره ابيض وكانت فى لسانى عقدة فتفل فيه صلى الله عليه وآله وسلم فانحلت وقال لى ما اسمك قلت بحير قال بل انت بشير ۔

ابن عساکر نے اور اسحق رملی نے فوائد میں بشیر بن عقربۃ الجہنی سے روایت کی ہے کہ جنگِ احد میں میرا باپ قتل ہو گیا تو میں روتا ہوا جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپ نے فرمایا تو راضی نہیں کہ میں تیرا باپ اور عائشہ تیری ماں ہو؟ یہ کہہ کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا تو جہاں آپ کا دستِ مبارک پھرا۔ وہاں اب تک بڑھاپے میں بھی سیاہ بال ہیں اور باقی سفید۔ اور میری زبان میں لکنت تھی آپ نے اُس پر اپنا لب مُبارک ڈالا۔ وہ لکنت جاتی رہی۔ اور فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے؟ میں نے کہا بحیر۔ فرمایا نہیں، بشیر۔ اُس روز سے میرا نام بجائے بحیر کے بشیر مشہور ہو گیا۔

اخرج الشيخان عن سهل بن سعد رض ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال يوم خيبر لاعطين هذه الراية غدا رجلا يفتح الله على يديه فلما اصبح قال اين على بن ابى طالب قالوا يشتكى عينيه قال فارسلوا اليه فاتى به فبصق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فى عينيه ودعا له فبرأ حتى كان لم يكن به وجع

بخاری و مسلم نے سہل بن سعدؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگِ خیبر کے دن فرمایا کہ میں عَلَم (نشانِ فوج) کل دن ایسے شخص کو دوں گا۔ کہ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ اس قلعہ کو فتح کر دیگا۔ جب صبح ہوئی تو فرمایا علیؑ بن ابی طالب کہاں ہیں؟ حاضرین نے عرض کیا کہ اُنکی آنکھیں دُکھتی ہیں۔ وہ کام نہیں کر سکتے۔ فرمایا لاؤ اُسے۔ جب وہ آئے تو آپ نے اُن کی آنکھوں پر اپنا لب مبارک لگا دیا۔ اور دُعا کی۔ اُنہیں فوراً آرام ہو گیا کہ گویا درد تھا ہی نہیں۔ پھر فوجی نشان جس کے دینے کا وعدہ کیا تھا، دے کر اُن کو قلعۂ مذکور پر بھیجا۔ حق تعالےٰ نے اُسی روز اُن کو فتح بخشی۔ اور وہ باکام حضور علیہ السلام کی خدمت میں واپس آ گئے۔ (بخاری مطبوعہ استنبول ج ۵ ص ۷۶)

اخرج البزار والطبرانى فى الاوسط وابونعيم عن جابر رض قال خرجنا مع رسول الله

بزار اور طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیمؒ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ

ؔ دلائل النبوت مطبوعہ حیدرآباد دکن

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی غزوۃ ذات الرقاع
حتی اذا کنا بحرۃ واقم عرضت بدویۃ بابن لها
فقالت یا رسول اللہ ھذا ابنی قد غلبنی علیہ
الشیطان ای جن ففتح فاہ فبزق فیہ وقال
اخسأ عدو اللہ انا رسول اللہ ثلاثا ثم قال
شانک بابنک لن یعود الیہ شیء مما کان یصیبہ فلما
رجعنا جاءت المرأۃ فسألها عن ابنها فقالت ما
اصابہ شیء مما کان یصیبہ ٭

اخرج البخاری عن یزید بن ابی عبید
قال رأیت اثر ضربۃ فی ساق سلمۃ بن الاکوع فقلت
ما ھذہ الضربۃ قال ضربۃ اصابتنی یوم خیبر
فقال الناس اصیبت سلمۃ فاتیت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فنفث فیہا ثلاث نفثات فما
اشتکیت منہا حتی الساعۃ ٭

اخرج البیہقی وابو نعیم من طریق عروۃ
ومن طریق موسی بن عقبہ عن بن شہاب قال
بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد اللہ
بن رواحۃ فی ثلثین راکبا فیہم عبد اللہ بن
انیس الی بشر بن رزام الیہودی فضرب بشر
وجہ عبد اللہ بن انیس فشجہ مأمومۃ فقدم
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فبصق فی شجتہ فلم تقح ولم تؤذہ حتی مات ٭

اخرج الطبرانی عن جرہد انہ اکل
بیدہ الشمال فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کل بالیمین فقال انہا مصابۃ فنفث صلی اللہ علیہ

غزوۂ ذات الرقاع کو نکلے - جب حرہ واقم میں پہنچے تو ایک بدوی عورت
نے اپنے بچے کو حضور میں پیش کر کے عرض کیا کہ اسے جن تکلیف دیتا ہے۔
آپ نے اسکا منہ کھول کر اس میں اپنا لب مبارک ڈال دیا۔ اور تین
بار فرمایا، دور ہو جا دشمن خدا، میں خدا کا پیارا رسول ہوں۔ پھر اس عورت
سے فرمایا لے جا۔ اسے کبھی ایسی حالت نہ ہوگی یعنی جن اس کے
نزدیک نہ آئیگا۔ جب ہم جنگ سے واپس پھرے۔ تو اس مقام پر وہ عورت
پھر حاضر ہوئی اور بیان کیا کہ حضور کی توجہ اور آپ کے لب دہان
مبارک کی برکت سے اسے بالکل آرام ہے۔

بخاری نے یزید بن ابی عبید سے روایت کیا ہے۔ کہ میں نے سلمہ بن
اکوع کی ایک ساق پر ایک نشان زخم دیکھا اور سبب پوچھا۔ سلمہ نے کہا یہ
زخم جنگ خیبر میں مجھے لگا تھا۔ جب لگا تو میں حضور نبوی میں حاضر ہوا
آپ نے اس پر تین بار پھونکا۔ کہ کسی قدر آپ دہان مبارک بھی پھونک کے
ساتھ زخم پر آپڑتا تھا۔ پس آپ کا ویسا کرنا تھا کہ مجھے کوئی دکھ درد نہ رہا
اور اچھا ہو گیا۔ (بخاری مطبوعہ استنبول ج ۵ ص ۷۵)

بیہقی نے اور ابو نعیم نے بطریق عروہ **اور** بطریق موسی بن عقبہ
ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
عبد اللہ بن رواحہ کو بشر بن رزام یہودی کی طرف تیس سوار دے
کر بھیجا۔ ان سواروں میں عبد اللہ بن انیس بھی تھا۔ مقابلہ میں بشر
نے عبد اللہ بن انیس کو چہرہ پر زخم دیا۔ عبد اللہ وہاں سے واپس ہو
کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے اسکے زخم پر لب
مبارک لگا دیا۔ وہ جب تک جیتا رہا۔ زخم خراب نہ ہوا۔ نہ تو اس
میں پیپ پڑی۔ اور نہ کسی طرح کی اسے تکلیف ہوئی۔

طبرانی نے جرہد سے روایت کیا ہے کہ وہ بائیں ہاتھ سے کھا رہا
تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ دائیں
ہاتھ سے کھا۔ اس نے عرض کیا کہ میرا داہنا ہاتھ معلول ہے۔ آپ نے اس

والہ وسلم فما شکا حتی مات ۔

پر پھونکا۔ ایسا کہ آپ کے لبِ مبارک کی چھینٹیں اُس پر جا پڑیں پڑتے ہی وہ ہاتھ درست ہوگیا۔ اور تمام زندگی تک وہ تکلیف جاتی رہی۔

اخرج النسائی ان محمد بن حاطب قال کنتُ طفلاً فانصبت القدرُ علیّ واحترق جلدی کلہ فحملنی ابی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتفل علیہ الصلوٰۃ والسلام فی جلدی ومسح بیدہٖ علی المحترق وقال اذھب الباس رب الناس فصرتُ صحیحاً لا باس ۔

نسائی نے روایت کیا ہے کہ محمد بن حاطب نے کہا۔ میں لڑکا تھا اور جلتی ہنڈی مجھ پر آپڑی جس سے میرا تمام جسم جل گیا۔ میرا باپ فوراً مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اُٹھالایا۔ آپ نے میرے بدن پر اپنا لبِ مبارک ڈالا اور دستِ مبارک سے تمام جلی ہوئی جگہ پر مل دیا اور زبانِ مبارک سے پڑھا اَذْھَبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ (اے مالکِ خلائق اسکی یہ تکلیف دُور کردے) میں اُسی وقت تندرست ہوگیا گویا میرے بدن پر کچھ آزار تھا ہی نہیں۔

بولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کا بول پاک و بابرکت

اخرج الحاکم وغیرہ عن ام ایمن قالت قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من اللیل الی فخارۃ فی جانب البیت فبال فیھا فقمتُ من اللیل وانا عطشانۃ فشربتُ ما فیھا وانا لا اشعر فلما اصبح النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یا ام ایمن قومی فاھریقی ما فی تلک الفخارۃ فقلت قد واللہ شربتُ ما فیھا قالت فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی بدت نواجذہ ثم قال اما واللہ لا یَتَّجِعَنَّ بطنک ابداً ۔ (کنز العمال ج ۶ صـ ۱۳۰)

حاکم وغیرہ نے ام ایمن سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات اُٹھ کر ایک جانبِ خانہ میں کسی برتن میں بول کیا۔ مجھے جاگ آئی تو پیاس معلوم ہوئی۔ میں نے اُس برتن میں پانی سمجھ کر پی لیا۔ جب صُبح ہوئی تو آپ نے مجھے فرمایا کہ اُس برتن کو باہر گرادے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ تو میں نے پانی سمجھ کر پی لیا تھا۔ آپ یہ سُن کر بہت ہنسے۔ یہاں تک کہ آپ کے دندانِ مبارک دکھائی دیئے۔ پھر فرمایا، بخدا تیرا پیٹ کبھی درد نہ کریگا۔

اخرج عبد الرزاق عن ابن جریج قال اخبرت ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یبول فی قدح من عیدان ثم یوضع تحت سریرہٖ فاذا القدح لیس فیہ شیٔ فقال لامراۃ یقال لھا برکۃ کانت تخدم ام حبیبۃ جاءت معھا من ارض الحبشۃ این ما کان فی القدح قالت شربتہ

عبد الرزاق نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات ایک لکڑی کے برتن میں بول کیا اور اُسے اپنی چارپائی کے نیچے رکھ دیا۔ صبح اُس کو گرانے کا حکم دیا۔ دیکھا، تو وُہ خالی پڑا ہے۔ آپ نے پوچھا۔ اس برتن کو کوئی باہر گرا آیا ہے؟ برکت نام ایک کنیز نے جو ام المؤمنین ام حبیبہؓ کے ساتھ حبشہ سے آئی تھی، عرض کیا کہ اُسے تو میں پانی سمجھ کر رات

قال صحۃ یام یوسف وکانت تکنی ام یوسف فما رضت قط حتی کان مرضہ مات فیہ ۔

کو پی گئی تھی۔ آپ نے فرمایا تو نے نری صحت و شفا حاصل کر لی۔ لکھا ہے کہ وہ اُس وقت سے مرتے دم تک کبھی بیمار نہ ہوئی اور ہمیشہ کامل صحت سے گزاری۔

فائدہ کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اراد ان یدخل الخلاء قال انی اعوذبک من الخبث والخبائث واذا خرج قال الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذی وعافانی وعن انس کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اراد الحاجۃ لم یرفع ثوبہ حتی یدنو من الارض ویروی انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اراد ان یتغوط انشقت الارض وابتلعت بولہ وغائطہ وفاحت لذلک رائحۃ طیبۃ ۔

فائدہ ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے بیٹھنا چاہتے تو پڑھتے اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اور جب فارغ ہو کر نکلتے تو پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔ اور حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ قضائے حاجت کے وقت جب تک آپ بیٹھ نہ لیتے۔ کپڑا نہ اُٹھاتے۔ اور یہ بھی مروی ہے۔ کہ زمین پھٹ کر آپ کے بول و براز کو نگل جاتی تھی۔ اور وہاں سے نہایت لطیف خوشبو آیا کرتی تھی۔

(کنز العمال مطبوعہ حیدر آباد دکن ج ۶ ص ۳۰)

اخرج ابو نعیم عن لیلی مولاۃ عائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا قالت رایت یا رسول اللہ انک تدخل الخلاء فاذا خرجت دخلت فی اثرک فما اری شیئا الا انی اجد رائحۃ المسک قال انا معاشر الانبیاء نبتت اجسادنا علی ارواح اھل الجنۃ فما خرج منہا شیء ابتلعتہ الارض

ابو نعیم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی کنیز سے جس کا نام لیلیٰ ہے۔ روایت کیا ہے کہ ایک دن میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے ہیں تو میں فوراً آپ کے اُٹھنے کو اندر جاتی ہوں۔ لیکن مجھ وہاں کچھ نظر نہیں آتا اور کستوری کی سی ایک خوشبو آتی ہے۔ فرمایا ہم پیغمبروں کے وجود بہشتی وجودوں کی قسم سے ہیں۔ اِسلیے ہمارا بول و براز، پسینہ وغیرہ خوشبودار ہے۔ اور جس جگہ پڑتا ہے اُسے معطر کر دیتا ہے۔ اور وہ جگہ اُسے اپنے میں محلول کر لیتی ہے۔

اخرج الخطیب فی رواۃ مالک عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال رایت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثلاثۃ اشیاء لو لم یات بالقرآن لآمنت بہ تصحرنا فی جبانۃ تنقطع الطرق دونہا فاخذ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الوضوء ورای نخلتین متفرقتین فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا جابر اذھب الیہما فقل لہما اجتمعا

خطیب نے امام مالک رضی اللہ عنہ کے رُواۃ میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کہ میں نے تین باتیں آپ سے دیکھی ہیں کہ اگر بالفرض قرآن آپ پر نہ بھی نازل ہوتا۔ تو بھی میرے ایمان لانے کیلئے وہی کافی تھیں۔ ایک یہ۔ کہ ایک دفعہ ایک جنگل میں تھے کہ اُس سے راستہ جاتا رہا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی کا برتن ہاتھ میں لیکر قضائے حاجت کیلئے کسی مناسب جگہ کو اِدھر اُدھر دیکھا۔ تو کھجور کے دو درخت آپ کو نظر آئے۔ آپ نے مجھے فرمایا جاؤ ان دونوں کو کہہ دے کہ تم ایک دوسرے کے پاس

حتی کانہما اصل واحد فتوضأ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم فبادرتہ بالماء وقلتُ
لعل اللہ یطلعنی علی ما خرج من جوفہ فاکلہ
فرأیت الارض بیضاء فقلتُ یا رسول اللہ اما
کنتَ توضأتَ قال بلٰی ولکنا معشر النبیین
امرت الارض ان تواری ما یخرج منہا من
الغائط والبول ثم افترقت النخلتان فبینا
نسیر اذ اقبلت حیۃ سوداء ثعبان ذکر
فوضعت راسہا فی اُذن النبی صلی اللہ علیہ
والہ وسلم ووضع النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فمہ
علی اذنہا فناجاہ ثم کانما الارض قد ابتلعتہا
فقلت یا رسول اللہ لقد اشفقنا علیک قال ہٰذا
وافد الجن نسوا سورۃ فارسلوہ الیّ ففتحت
علیہم القرآن ثم انتہینا الی قریۃ فخرج
الینا قائم من الناس مع جاریۃ کانہا فلقۃ
القمر حین تمحی عنہ السحاب حسناً مجنونۃ
فقال اہلہا احتسب فیہا یا رسول اللہ فدعا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وقال
لجنیہا ویحک انا محمدؐ رسول اللہ اخلُ عنہا
فتنقبت واستحیت ورجعت ۱۲

چل کر مل جاؤ۔ میرے کہنے سے وہ ایک دوسرے کی طرف دوڑ
کر ایسے ملے کہ گویا اُن کا بیخ و بُن ایک ہی ہے۔ جب آپ
قضائے حاجت وغیرہ سے فارغ ہو کر اُن کے پیچھے سے نکلے۔
تو میں جلدی کر کے آگے ہوا کہ دیکھوں تو آپؐ کے شکم مبارک
سے کیا نکلتا ہے۔ اور میرا ارادہ کچھ اور تھا۔ میں نے دیکھا۔ تو
وہاں کچھ نہ تھا۔ صاف سفید زمین تھی۔ میں نے عرض کی
کیا آپؐ نے قضائے حاجت نہیں کی؟ فرمایا۔ کی۔ لیکن ہم
پیغمبروں کی جماعت ایسی جماعت ہے کہ ہمارے شکم سے جو نکلتا ہے
زمین کو اُس کے چھپا لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر وہ درخت آپؐ کے
حکم سے اپنی اپنی جگہ پر جا کھڑے ہوئے۔ دوسرے یہ کہ ہم چل
رہے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا اژدہا راستے میں
پیش آیا۔ آپؐ نے اُسے دیکھ کر اپنا گوشِ مبارک اُسکی طرف کر دیا۔
اُس نے گوشِ حق نیوش پر اپنا منہ رکھ دیا۔ جیسے کوئی راز کی باتیں
کرتا ہے۔ ہم حیران رہ گئے۔ پھر وہ ہمارے دیکھتے ہی غائب ہو
گیا۔ گویا کھڑے کھڑے اُسے زمین نگل گئی۔ میں نے عرض کیا۔
یا رسول اللہ ہم تو بہت ڈرے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ڈر کیا تھا، یہ جنوں کا
نمائندہ تھا۔ اُنہیں قرآن مجید کی ایک سورت بھول گئی تھی۔ اسلیے
اُنھوں نے اِس کو میرے پاس بھیجا۔ میں نے اِس کو وہ سورت
اچھی طرح یاد کرا دی ہے۔ پھر ہم ایک گاؤں کے قریب پہنچے
تو چند آدمی ایک دیوانی لڑکی کو کہ نہایت حسین گویا چاند کا ٹکڑا
تھی۔ لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے اُس کا نام لے کر بلایا اور فرمایا کہ او جن! تیری
کمبختی آئی ہے کہ تو اِس وقت میرے سامنے اِسے کیوں نہیں چھوڑ گیا۔ تو نہیں جانتا کہ میں اللہ کا
رسول ہوں۔ جا اِس سے کنارہ کر۔ آپؐ کا یہ ارشاد کرنا تھا۔ کہ اُسے ہوش آ گئی اور عقل و شعور
بحال ہو گیا۔ اور اُس نے شرم و حیا سے اپنا مُنہ چھپا لیا۔ اور تندرست ہو کر جاتی رہی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین مطبوعہ بیروت صفحہ ۴۰۷ ۔ دلائل النبوت ابونعیم مطبوعہ حیدرآباد دکن)

برکاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل الولادت — برکاتِ آنجناب قبل از ولادت

فی المواهب مسندا لما قدم ابرهة
ملك اليمن لهدم البيت الحرام وبلغ ذلك قريشا
قال لهم عبد المطلب لا يصل الى هذا البيت لان
لها حامية ثم استاق ابرهة ابل قريش وغنمها
وكان لعبد المطلب فيها اربعمائة ناقة فركب فی
قريش حتى طلع جبل ثبير فاستدار نور رسول
الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم على جبينه كالهلال
وانعكس شعاعه على البيت الحرام فلما نظر عبد المطلب
الى ذلك قال يا معشر قريش ارجعوا فقد كفيتم هذا
الامر فوالله ما استدار هذا النور منى الا ان
يكون الظفر لنا فرجعوا متفرقين ثم ان ابرهة
ارسل رجلا من قومه فلما دخل مكة ونظر الى
وجه عبد المطلب خضع وتلجلج لسانه وخر
مغشيا عليه فكان يخور كما يخور الثور عند
ذبحه فلما افاق خر ساجدا لعبد المطلب وقال
اشهد انك سيد قريش حقا وروی ان
عبد المطلب لما حضر عند ابرهة نظر فيل
الابيض العظيم الى وجهه فبرك كما يبرك
البعير وخر ساجدا وانطق الله الفيل قال
السلام على النور الذی فی ظهرك يا عبد المطلب
ولما دخل جيش ابرهة لهدم الكعبة الشريفة
برك الفيل فضربوه فی راسه ضربا شديدا
فابی ۔ (انوار المحمدیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۷)

مواہب میں سنداً مروی ہے کہ جب ابرہہ شاہِ یمن بیت اللہ شریف کے ڈھا دینے کیلئے مکہ معظمہ پر آ پہنچا تو قریش عبد المطلب کے پاس آئے۔ اور اس امر کی شکایت کی۔ عبد المطلب نے جواب دیا کہ تم فکر نہ کرو یہ گھر اعزازی طور پر جسکی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ اسے بچا رکھیگا۔ ابرہہ کہ وادی مکہ میں خیمہ زن تھا۔ اہلِ مکہ کو بہت تنگ کرنے لگا چنانچہ اُس نے ایک دن اُن کے اونٹ جن میں چار سو اونٹنیاں خاص عبد المطلب کی تھیں، جنگل سے ہنکوا منگائے۔ اور اپنے قبضہ میں لے لیے۔ عبد المطلب کو جب یہ خبر ملی۔ تو قریش کو ساتھ لے کر سوار ہو لیا اور کوہِ ثبیر پر چڑھ آیا۔ اُس وقت عبد المطلب کی پیشانی میں نورِ محمدی مثلِ ہلال چمکتا نظر آتا تھا اور اُس نور کی شعاعیں بیت اللہ شریف پر پڑتی تھیں۔ عبد المطلب نے یہ معلوم کر کے قریش کو واپس آ جانے کا حکم دیا۔ اور مقتضائے اخلاص و قوتِ یقینی اُن کو اطمینان دلایا۔ کہ تم تسلی رکھو۔ یہ چمک جو تم میری پیشانی میں دیکھتے ہو۔ کہ اسکا عکس بیت اللہ شریف میں پڑتا ہے۔ یہیں یہی ایک نیک فال کافی ہے۔ ابرہہ کے معاملہ میں تم کامیاب رہوگے۔ ابرہہ کو جب عبد المطلب کا خود اُس کے پاس نہ آنا اور قریش کو اُسکے پاس نہ آنے دینا اور واپس ہو جانے کا حال معلوم ہوا۔ تو اُس نے کسی کو اُسکے پاس بھیجا۔ جب وہ مکہ میں داخل ہو کر عبد المطلب کے پاس پہنچا۔ اور اُسکی آنکھ عبد المطلب کے چہرہ پر پڑی تو وہ خود بخود بے بس ہو کر سرِ تسلیم خم ہو گیا۔ اور زبان سے کچھ نہ بول سکا۔ بلکہ بیہوش ہو کر عبد المطلب کے پاؤں پر آ پڑا۔ اور اُسکی آواز ذبح کیے ہوئے بیل کی طرح نکلتی تھی۔ جب ہوش میں آیا تو پھر ارادتاً عبد المطلب کے آگے سر بسجود ہو کر بولا کہ میں سچے دل سے گواہی دیتا ہوں کہ تو بے شبہ سیادت و قیادت کے لائق ہے۔ اور تیری پیشانی میں

ایک ایسی شعاعِ نورانی ہے۔ کہ اُسکے سامنے سرفرو ہونے کے سوائے چارہ ہی نہیں۔ پھر اس نے نہایت تعظیم وحیا وادب سے عبدالمطلب کو ابرہہ کا پیغام دیا۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا۔ کہ اگر عبدالمطلب (سردار قریش) ابرہہ کے پاس حاضر ہوجائے۔ تو ابرہہ بلا مزاحمت واپس چلا جائیگا۔ اور مال مقبوضہ یعنی اونٹ وغیرہ جو اُس نے اپنے قبضہ میں کرلیے ہیں۔ سب قریش کے حوالے کردیگا۔ قریش نے یہ سُن کر نہایت الحاح واضطراب سے عبدالمطلب کو ابرہہ کے پاس جانے پر مجبور کیا۔ جب وہ ابرہہ کے خیمے کے پاس پہنچے۔ تو فیل سفید عظیم الجثہ اور نہایت مہیب جو قریب خیمہ کھڑا کیا ہُوا تھا۔ عبدالمطلب کو دیکھتے ہی زمین پر بیٹھ گیا۔ اور عبدالمطلب کی طرف سَر کرکے سجدہ میں پڑگیا۔ اور اللہ کے حکم سے بولا " اُس نُور پر سلام ہے جو عبدالمطلب کی پُشت میں ہے اور جس کا عکس اُس کی پیشانی سے پڑرہا ہے۔" ابرہہ نے یہ دیکھا تو نہایت متعجب ہُوا اور عبدالمطلب کی بہت تعظیم وتکریم کی اور باعزت مسند پر بٹھایا۔ عبدالمطلب نے ابرہہ کے سبب قدوم کے استفسار پر شترانِ قریش کی واگزاری کا اظہار کیا۔ ابرہہ حیران ہوا اور کہا کہ آپ مجھ سے اونٹوں کو واپس دینے کی خواہش کرتے ہیں اور جس جگہ کے سبب تمہاری اور تمہارے قریش کی عزت ہے اُس کے خراب کرنے سے درگزر کرنے کی کچھ بات ہی نہیں کرتے۔ عبدالمطلب نے جواب دیا۔ اُس جگہ سے ہمیں کوئی غرض نہیں۔ جس کی جگہ ہے۔ وہ جانے اور تم جانو۔ یہ کہ کر وہاں سے چلے آئے۔ ابرہہ نے اونٹ وغیرہ تو قریش کو سب واپس کردیئے۔ لیکن بیت اللہ شریف کی نسبت اُس کو چیڑ چڑھ گئی۔ اور حکم دیا کہ ہاتھیوں کو ٹھیک ٹھاک کرکے کعبہ پر لے چلو۔ اور ایک بڑے ہاتھی کو سب سے آگے رکھو۔ کہ یہ ایک گھڑی میں اُس کو ڈھادینگے۔ جب ہاتھیوں کو برائے ہدمِ عمارتِ بیت اللہ شریف آگے کیا گیا۔ تو اگلے ہاتھی نے جب بیت اللہ شریف کو دیکھا۔ تو فوراً سر سجدہ میں رکھ دیا۔ ہرچند فیلبان نے اُسے مارا اور اُس کے اُٹھانے کا بہت چارا کیا۔ لیکن وہ نہ اُٹھا۔ آخر فیلبان نے اُسے پیچھے جانے کا اشارہ کیا۔ تو فوراً اُٹھ کر پیچھے بھاگ گیا۔ باقی ہاتھی بھی بے زور ہوکر اُس کے پیچھے بھاگ نکلے۔ اور اوپر سے کنکروں کا مینہ برسنا شروع ہوگیا۔ اور صدر خیمہ پر بھی جہاں کہ ابرہہ مسند نشین تھا۔ پڑنے لگیں۔ چنانچہ اُس کو مع اپنے ساتھیوں اور جانوروں کے جو بچے ہمیشہ کے لیے دل توڑ کر اپنا آپ بچانا پڑا۔

وفی المواهب عن کعب الاحبار ان نور رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لما صار الی عبدالمطلب ادرك نام یوماً فی الحجر فانتبه مکحولاً مدهوناً قد کسی حلة البهاء والجمال فبقی متحیرا

مواہب اللدنیہ میں کعب احبار سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نُور جب عبدالمطلب کی طرف منتقل ہوا تو وہ ایک دن مقام حجر میں سوئے اُٹھے تو اُن کی آنکھوں میں سرمہ اور بالوں میں تیل رنگ روشن اور زینت وجمال میں ترقی دکھائی دی۔

لایدری من فعل بذالك فاخذہ ابوہ بیدہ
ثم انطلق بہ الی کہنۃ قریش فاشاروا علیہ بتزویجہ
فزوجہ وکانت تفوح منہ رائحۃ المسك الاذفر و
نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یضئ فی
غرتہ وکانت قریش اذا اصابہا قحط شدید تاخذ
بیدہ فتخرج بہ الی جبل ثبیر فیتقربون بہ الی اللہ
تعالی یسألونہ ان یسقیہم الغیث فکان یغیثہم و
یسقیہم ببرکۃ نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲

وہ حیران رہے کہ سوئے ہوئے ہی میرے ساتھ کسی نے ایسا کیونکر کیا یہ
اِس بات کی بڑی بچار ہونے لگی - یہ دیکھ کر اُن کے والد انہیں کاہنوں
کے پاس لے گئے - اور واقعہ بیان کیا - انہوں نے اُن کے بیاہ کر دینے
کا مشورہ دیا - چنانچہ اُن کا بیاہ کر دیا گیا - اُن سے عبد اللہ پیدا ہوئے -
جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ہیں اور وہ نور جو عبد المطلب کی
پیشانی میں تھا عبد اللہ کی طرف منتقل ہوا - عبد المطلب کی پیشانی
میں جبتک وہ نور رہا ہے اُن کے بدن سے کستوری کی سی خوشبو
آیا کرتی تھی - اور جناب پاک مغرز بخطاب لولاک علیہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ
مادامت الارض والافلاک کا نور مبارک اُن کی پیشانی میں چمکتا رہا - قریشیوں میں جب کبھی قحط سخت پڑتا اور بارش
نہ ہوتی تو عبد المطلب کو پکڑ کر کوہ ثبیر پر لے جاتے اور اُس کے وسیلہ سے جناب الٰہی میں بارش کی دُعا کرتے - تو
بارش ہو جاتی - اور قحط دُور ہو جاتا - یہ سب برکت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی تھی - جو اُن کی پیشانی
میں تھا - **ف** کوہ ثبیر مکہ کے پہاڑوں سے ایک پہاڑ ہے -

وفیہ عن کعب الاحبار انہ نودی تلك
اللیلۃ فی السماء وصفاحہا والارض وبطاحہا
ان النور المکنون الذی منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم یستقر اللیلۃ فی بطن آمنۃ فیا طوبی لہا
ثم یا طوبی واصبحت یومئذ اصنام الدنیا منکوسۃ
وکانت قریش فی جدب شدید وضیق عظیم
فاخضرت الارض وحملت الاشجار واتاہ الرفد
من کل جانب فسمیت تلك السنۃ التی حمل فیہا
برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنۃ الفتح
والابتہاج ۱۲ (انوار محمدیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳)

مواہب میں کعب احبار رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے - کہ
جس رات آپ کا نور پُر سرور حضرت عبد اللہ کی طرف سے جناب
آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف منتقل ہوا - اُس رات زمین و آسمان اور ہر گوشۂ
عالم میں ندا کی گئی - کہ وہ خزانۂ علم قدیم ربانی میں چھپا ہوا نور آج رات
ظہور کی منزل اول میں نازل ہو چکا ہے - سو تمام موجودات و مکونات کو مبارک
ہو کہ وہ سب کے لیے رحمت و برکت ہو کر آئیگا - اس رات میں پہلا نشان رحمت
موجب اشاعت نور و زوال ظلمت یہ ہے کہ غیر اللہ کے اشکال اور شیطانی
مجسمے روئے زمین پر جو بڑی بڑی پرستشگاہوں میں نصب کیے ہوئے تھے
منہ کے بل گر پڑے - اور اُسوقت قریش سخت تر قحط و بلا میں تھے اُس
رات کی صبح کو تمام زمین سرسبز و شاداب اور سب درخت بارور دیکھے
گئے - اور بھی اُن کو ہر طرف سے آسودگی و بہبودی ہونے لگی - لہذا یہ سال بنام عام الفتح والسرور مشہور ہوا -

اخرج الامام احمد والبزار والطبرانی
والحاکم والبیہقی عن العرباض بن ساریۃ ان

امام احمد اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے عرباض بن ساریہ
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا -

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال انی عبد اللہ وخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ وسأخبرکم عن ذلک انا دعوۃ ابی ابراھیم وبشارۃ عیسی ورؤیا امی التی رأت کذلک امہات الانبیاء یرین وان ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رأت حین وضعتہ نورا اضاء لہ قصور الشام حتی رأتھا قال الحافظ ابن حجر وصححہ ابن حبان والحاکم

میں خدا کا بندہ ہوں۔ اور اسکا رسول۔ میں پیغمبروں کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں۔ اور میں اُسوقت بھی رسول تھا جبکہ ابھی آدم ؑ کی مٹی بھی نہیں گوندھی گئی تھی۔ اور میں تم کو اِس کی خبر دیتا ہوں۔ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دُعا ہوں۔ میں مسیح علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ میں اپنی والدہ مطہرہ کا وہ خواب ہوں جو میری ولادت سے پہلے اُس نے دیکھا۔ اور ایسے ہی سب پیغمبروں کی مائیں دیکھا کرتی ہیں جب آپ دُنیا پر تشریف لائے۔ تو آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے تمام دُنیا روشن ہوگئی اور شام وغیرہ ممالک کے بڑے بڑے محل اور بلند عمارتیں دکھائی دیں۔ حافظ ابن حجر نے اس کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ ابن حبان اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین۔ اور۔ انوار المحمدیہ من مواہب اللدنیہ صہ ۳۲۷)

فی المواھب عن ابن عباسؓ قال کان من دلالۃ حمل آمنۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کل دابۃ لقریش نطقت تلک اللیلۃ وقالت حمل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورب الکعبۃ وھو امام الدنیا وسراج اھلھا ولم یبق سریر لملک من ملوک الدنیا الا اصبح منکوسا وفرت وحوش المشرق الی وحوش المغرب بالبشارات وکذلک اھل البحار یبشر بعضھم بعضا وفی کل شہر من شہور حملہ نداء فی الارض ونداء فی السماوات ابشروا فقد آن ان یظھر ابو القاسم میمونا مبارکا ولم یبق فی تلک اللیلۃ دار الا اشرقت ولا مکان الا دخلہ النور ۱۲ (انوار المحمدیہ من مواہب اللدنیہ صہ)

مواہب میں ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ جس رات میں آپ کا نور پاک آپ کی والدہ ماجدہ کی طرف منتقل ہوا اُس رات چوپایوں نے آدمیوں کی طرح بول کر کہا رب کعبہ کی قسم آج رات دُنیا کا ہادی اور پیشوا چراغ روشن و رہنماء دُنیا کی پہلی منزل پر آ اُترا۔ نیز اُس رات کی صبح بڑے بڑے بادشاہوں کے تخت اُلٹے دیکھے گئے۔ جس سے عالم عالمِ حیرت بن گیا اور خشکی و تری کے جانور بھی آپ کی آمد کی ایک دوسرے کو بشارت دے رہے تھے۔ اور زمین و آسمان کی طرف سے ایک غیبی آواز سُنی جاتی تھی کہ اے اہلِ عالم تمہیں بشارت ہو ایک ایسے وجود کے دُنیا پر آنے کی جو تمام عالم کے لیے بابرکت و رحمت ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں .... کوئی ایسا مکان نہ تھا جہاں اُس رات میں روشنی نہ پڑی ہو۔ گویا تمام دنیا روشن ہوگئی۔ ۱۲

برکات ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ولد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم

برکات ولادت باسعادت آنجناب ؐ

آپ پیر کے روز طلوع فجر کے وقت پیدا ہوئے۔ ابن سعد

الاثنین عند طلوع الفجر اخرج ابن سعد عن
ہمام بن یحیی عن اسحق بن عبد اللہ ان ام رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت لما ولدتہ خرج
منی نور اضاءلہ قصور الشام فولدتہ نظیفا
مابہ قذر۔ وفی سیرۃ النبویۃ ان الاصنام
تنکست عند ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عند الحلول۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۲۲)

وعن عبد المطلب قال کنت فی الکعبۃ
فرایت الاصنام سقطت من اماکنہا وخرت
سجدا وسمعت من جدار الکعبۃ قائلا یقول
ولد المصطفی المختار الذی تہلک بیدہ الکفار
ویطہر من عبادۃ الاوثان ویامر بالعبادۃ الملک
العلام **و** روی ان نفرا من قریش منہم ورقۃ
بن نوفل و زید بن عمرو بن نفیل وعبد اللہ
بن جحش کانوا یجتمعون الی صنم فدخلوا
علیہ لیلۃ مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم فراوہ منکسا علی وجہہ فانکروا ذلک فاخذوہ
فردوہ الی حالہ فانقلب انقلابا عنیفا فردوہ فانقلب
کذلک الثالثۃ فقالوا ان ہذا الامر حدث ثم
بعضہم ابیاتا یخاطب بہا الصنم ویتعجب من
امرہ ویسالہ فیہا عن سبب تنکسہ فسمع ہاتفا
من جوف الصنم بصوت جہیر مرتفع یقول

شعر تردی لمولود انارت بنورہ
جمیع فجاج الارض بالشرق والغرب

نے ہمام بن یحیی سے اُس نے اسحق بن عبد اللہ سے اُس نے جنابہ مطہرہ
والدۂ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ وہ
فرماتی ہیں کہ جب جناب پیدا ہوئے۔ تو مجھ سے ایک نور ظاہر ہوا
جس نے ملکِ شام کے جملہ قصور اور عالم کا تمام نزدیک و دور روشن کر دیا
اور آپ پاک و صاف پیدا ہوئے کہ کسی قسم کی کوئی آلایش آپ کے ساتھ
نہ تھی۔ اور سیرۃ النبویہ میں بسند مروی ہے کہ جس رات آپ نے منزلِ
اول میں نزول کیا اور جس رات آپ نے منزلِ دوم میں ظہور فرمایا اُس
وقت تمام جہان کے بُت سرنگون ہو گئے۔

حضرت عبد المطلب سے مروی ہے کہ میں کعبۃ اللہ میں تھا
کہ ناگہاں وہ تمام بُت جو کعبہ کے اندر تھے مجھے سرنگون نظر آئے۔ اور
دیوارِ کعبہ سے ایک آواز سُنی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے۔ آج مُصطفٰے
مختار۔ مہلکِ کفار پیدا ہوئے ہیں۔ وہ دنیا کو بتوں اور غیر حق کی
پرستش سے پاک کرینگے۔ اور ایک اکیلے معبودِ حقیقی کی عبادت کا
حکم دینگے۔ **اور** مروی ہے۔ کہ چند کس بت پرستانِ اہلِ قریش سے
جن میں ورقہ بن نوفل اور زید بن عمرو بن نفیل اور عبد اللہ بن جحش
بھی تھے، جنابِ پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبِ ولادت
ایک بُت کی طرف آئے۔ جہاں وہ نہایت خلوص و ارادت کے ساتھ
آیا کرتے تھے۔ دیکھتے ہیں کہ وہ سرنگوں پڑا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر انہیں سخت
حیرت ہوئی۔ اُنہوں نے اُسے سیدھا کر دیا۔ وہ پھر اُلٹا جا پڑا۔ انہوں
نے اُس کو پھر سیدھا کر دیا۔ وہ پہلے سے زیادہ اُلٹا گر پڑا۔ یہ دیکھ کر وہ
بہت متحیر و متعجب ہوئے۔ اور ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ کہ آج
ضرور کوئی ایسا امر ہے جس کا اس پر بہت کچھ اثر ہے۔ پھر یہ اُس بُت
کو مخاطب کرکے شعر پڑھنے لگے۔ جن میں اُس کی ہمدردی کا اظہار
اور اُس کی ایسی حالت سے اپنا اُن کا نادم و شرمسار ہونا پایا جاتا تھا۔ کہ
اُس کے اندر سے بآوازِ بلند یہ شعر سُنائی دیا جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

وتزلزلت الکعبۃ واضطربت ای من الفرح لیلۃ ولادتہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ولم تسکن ثلاثۃ ایام ولیالیہن وکان ذلک اول علامۃ راتہا قریش من مولد النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ومن عجب اٰی اضطرب فی الشق ایوان کسری انوشیروان فی زمان مبنیا بناء فی غایۃ الاستحکام بحیث لا تعمل فیہ الفؤس وسمع لشقہ صوت ھائل وسقط اربع عشر شرافۃ ولیس ذٰلک بخلل فی بنائہ وانما اراد اللّٰہ ان یکون ذٰلک اٰیۃ لنبیہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم باقیۃ علی الارض وخمدت نار فارس مع ایقاد خدامہا وکتب صاحب فارس لکسری ان بیوت النار خمدت تلک اللیلۃ ولم تخمد قبل ذٰلک بالف عام وغاصت ای غارت بحیرۃ ساوۃ بحیث صارت یابسۃ کان لم یکن بہا شیٔ من الماء مع شدۃ اتساعہا

(ترجمہ) ہم ہلاک کئے گئے اِس بچےّ کے دنیا پر آنے کے سبب سے کہ اس کے نور سے شرق و غرب روشن ہوگئے۔ یہ سن کر بہت حیران ہوئے۔ اور اس بات کا بہت چرچا ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد سُنا گیا کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ آپؐ کی صورت شکل دیکھ کر سب کو یقین ہوگیا۔ کہ یہ اور دیگر امور واقعہ اسی پاک اور نورانی بچےّ کے ظہور سے ہیں۔ اور یہ ضرور خدا کے نشانوں سے کوئی اعلیٰ نشان ہے۔ آپؐ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں مقاماتِ مقدسہ و مکاناتِ متبرکہ بھی وجد میں تھے۔ چنانچہ جس رات جس وقت آپؐ کی پیدائش ہوئی۔ اُس وقت سے تین رات دن کعبہ شریف فرحت و مسرت سے جُنبان نظر آتا رہا۔ اور یہ آپؐ کے ظہور پُرنور و سرور کی پہلی علامت تھی۔ جو قریش نے دیکھی بیت اللہ شریف پر فرحت و برکت کا یہ اثر اور ایوانِ کسریٰ پر یہ کہ اُسکی ساری عمارت پھٹ کر جُدا جُدا ہوگئی۔ اور دار السلطنت کے چودہ کنگرے جو دُنیا کی عمارتوں سے بہت مضبوط تھی، رگر کر نیچے آپڑے۔ اور یہ اس لیے نہ تھا کہ اُس کے بنانے میں کچھ قصور رہ گیا تھا۔ بلکہ خدائی نشان تھا، اور آتشکدۂ فارس جو ہزار سال سے بجھنے نہ پایا تھا یکدم سرد ہوگیا۔ اور عرب اور بالخصوص مکّہ کے بُت سرنگون زمین پر گرے دکھائی دیے۔ اور بحیرہ ساوہ باآنکہ وسیع اور عمیق تھا۔ تمام خشک ہوگیا۔ گویا کبھی اُس میں پانی رواں نہیں ہُوا تھا۔

برکاتہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم بعد ولادتہ

برکاتِ آنجنابؐ بعد از ولادت

قال فی السیرۃ کان من عادۃ العرب اذا ولد لہم مولود یلتمسون لہ مرضعۃ من غیر قبیلتہم لیکون انجب للولد وافصح لہ فجاء نسوۃ من بنی سعد الی مکۃ یلتمسون الرضعاء ومعہن حلیمۃ السعدیۃ فکل امراۃ اخذ

سیرۃ النبیؐ میں لکھا ہے۔ کہ اہلِ عرب کا یہ دستور تھا۔ کہ جب اُن سے کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا تو اپنے قبیلہ سے باہر کسی دُوسرے قبیلہ میں سے کسی دودھ پلانے والی عورت کو جو تندرست اور خوبصورت، خوشگو، خوش رو ہوتی، اور جس میں تمام اوصاف شریفانہ ہوتے۔ تلاش کرکے حوالہ کردیتے۔ پھر جب مدتِ رضاعت

رضیعا الا حلیمة قالت حلیمة فما منا امرأة الا و
قد عرض علیها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فتأباہ اذا قیل لها یتیم فلما اجمعن الانطلاق ای
عزمن علیہ قلت لصاحبی تعنی زوجها واللہ انی
لاکرہ ان ارجع من بین صواحبی ولم اخذ
رضیعا واللہ لاذهبن الی ذلك الیتیم
فلاخذنه فقال لا باس علیك ان تفعلی عسی
اللہ ان یجعل لنا فیہ برکة فذهب الیہ فاخذته
وفی روایة قالت فاستقبلنی عبد المطلب فقال
من انتِ ، فقلتُ امرأة من بنی سعد فقال ما اسمكِ
فقلت حلیمة فتبسم عبد المطلب و قال بخ بخ
سعد وحلم خصلتان فیهما خیر الدهر و عز الابد
یا حلیمة ان عندی غلاما یتیما وقد عرضته علی
نساء بنی سعد فابین ان یقبلن وقلن ما عند
الیتیم من الخیر انما نلتمس الکرامة من الآباء
فهل لكِ ان ترضعیه فعسی ان تسعدی به
فقلت الا تذر لی حتی اشاور صاحبی قال بلی
فانصرفتُ الی صاحبی فاخبرته فکان اللہ قد قذف
فی قلبه فرحا وسرورا فقال لی خذیه یا حلیمة
فرجعتُ الی عبد المطلب فوجدته قاعدا ینتظرنی
فقلت هلم الصبی فاستهل وجهه فرحا فاخذنی
وادخلنی بیت آمنة فقالت لی اهلا وسهلا
وادخلتنی فی البیت الذی فیہ محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فاذا هو مدرج فی صوب صوف
ابیض من اللبن وتحته حریرة خضراء راقد

پوری ہو جاتی تو عوضانہ دے کر واپس لے لیتے۔ آپؐ جب پیدا ہوئے تو حسبِ دستور خود دودھ پلانے والیاں جو بچوں کو دودھ پلائی پر لینے کے لیے مکہ معظمہ میں آیا کرتی تھیں، آئیں۔ اُن میں ایک بی بی قبیلہ بنی سعد سے حلیمہ نام بھی تھی۔ اُن سب نے جو آئی تھیں۔ بحسبِ اتفاق جس جس گھر سے کسی کو کوئی لڑکا ملا لے لیا۔ لیکن حلیمہ کو کوئی بچہ نہ ملا۔ وہ کہتی ہیں کہ ہم جتنی آئی تھیں، سب نے آپؐ کو دیکھا۔ مگر یہ سمجھ کر، کہ یہ لڑکا یتیم ہے، اِس کا عوضانہ کچھ اچھا نہیں ملیگا، کسی نے نہ لیا۔ اور خدا کی قدرت کہ مجھے کوئی اور بچہ نہ ملا۔ اِدھر اُدھر چل پھر کر نا اُمید ہو گئی۔ اور ملول خاطر اپنے ساتھ کے ساتھ واپس ہونے کو تیار تھی۔ مگر مجھ کو خالی پھر جانا ایسا بُرا معلوم ہوا کہ میرا جی گھر جانے کو نہیں چاہتا تھا۔ میرے ساتھ والیاں پلائی کے بچے لے کر واپس ہونے کے لیے ایک جگہ اکٹھی ہو کر رہی سہی کا انتظار کر رہی تھیں۔ مگر میں پُر رنج و ملال کسی بچے کی تلاش کرتی رہ گئی۔ لیکن جب کوئی صورت نہ بنی۔ تو مَیں نے اپنے شوہر سے کہا کہ اتنی عورتوں میں ایک میرا خالی جانا باعثِ ننگ ہے۔ بخدا میں اُسی بچے کو لے آتی ہوں جو عبد المطلب کے گھر میں پڑا ہے اور اُسے سب چھوڑ آئی ہیں۔ اُس نے کہا۔ لے آ۔ شاید کہ خداوند کریم ہمیں اُس کی برکت سے خوشحال کر دے۔ یہ سُن کر میں اُس کے لینے کو عبد المطلب کے گھر کی طرف جا رہی تھی۔ اتفاقاً وہ اپنے درِ دولت پر کھڑے تھے مجھے دیکھ کر پوچھا۔ تو کون اور تیرا کیا نام ہے ؟ مَیں نے کہا مَیں بنی سعد سے ہوں۔ اور حلیمہ میرا نام ہے۔ عبد المطلب خوش ہو کر بولے۔ خوب! خوب! سعد اور حلم دونوں جمع ہو گئے۔ اِن دونوں لفظوں میں ہمیشگی خیر و برکت ہے۔ حلیمہ! میرے پاس ایک لڑکا ہے۔ جس کا باپ تو اُس کے پیدا ہونے سے چند ...... پہلے فوت ہو گیا تھا۔ اور یہی

علیہا علی قفاہ یغط تفوح منہ رائحۃ المسک
فاشفقت ای خفت ان اوقظہ من نومہ
لحسنہ وجمالہ فوضعت یدی علی صدرہ فتبسم
ضاحکا و فتح عینیہ الی فخرج منہما نور حتی دخل
عنان السماء وانا انظر فقبلتہ بین عینیہ وحملتہ
وما حملنی علی اخذہ الا انی لم اجد غیرہ قالت
حلیمۃ ثم اعطیتہ ثدیی الایمن فاقبل علیہ بما شاء
من لبن ثم حولتہ الی الایسر فابی وکانت تلک حالہ
بعدہ قال اهل العلم الہمہ اللہ ان لہ مشارکا
فعدل وفی روایۃ ان احد ثدیی حلیمۃ کان لا
یدر اللبن فلما وضعتہ فی فم رسول اللہ در اللبن
قالت وشرب اخوہ معہ حتی روی ثم نام وما
کنا ننام معہ قبل ذلک ای لعدم نومہ من
الجوع قالت وقام زوجی الی شارفنا فاذا ہی
حافل ای ممتلئۃ الضرع من اللبن فحلب منہا
ما شرب وشربت حتی انتہینا ریا وشبعا وبتنا
بخیر لیلۃ یقول صاحبی حین اصبحنا واللہ
یا حلیمۃ لقد اخذت نسمۃ مبارکۃ فقلت واللہ
انی لارجو ذلک ثم خرجنا ورکبت اتانی وحملتہ
معی علیہا فواللہ انہا قطعت بالرکب ما یقدر علی
مرافقتہا شیء من حمرہم حتی ان صواحبی
یقلن لی یا بنت ذؤیب ویحک اربعی علینا ای
ارفقی فی السیر الیست ہذہ اتانک التی
کنت علیہا تخفضک طورا وترفعک طورا
آخر فاقول لہن بلی واللہ وانہا لہی فیقلن

اس کا کفیل ہوں۔ تمہاری قوم بنی سعد کی عورتیں اُسے دیکھ دیکھ کر
چھوڑ گئی تھیں۔ شاید اُن کے دلوں میں یہ وسوسہ ہوگا کہ اس یتیم کا
عوضانۂ رضاعت کون دیگا؟ تُو اسے لے جا۔ تیرے لیے اچھا ہوگا۔
مَیں نے کہا۔ ٹھہرو۔ مَیں اپنے شوہر سے مشورہ کر لوں۔ مَیں نے نکل کر
اپنے شوہر سے پُوچھا۔ اُس نے بخوشیِ خاطر و محبت تمامتر کہا کہ لے آ۔
امید ہے کہ حق تعالے ہمیں اسکے سبب سے خوشحال کر دیگا۔ مَیں
اُس کی رضامندی لے کر واپس آئی۔ عبد المطلب میرے منتظر
بیٹھے تھے۔ مَیں نے جاتے ہی کہہ دیا بچہ مجھے دے دیجئے۔ وہ بڑی
خوشی سے اُٹھ کر مجھے آمنہ کے گھر لے گئے۔ اُس نے مجھے دیکھا تو بنظرِ عزت
خوش آمدید کہہ کر اُس کوٹھڑی میں لے گئی۔ جہاں سیدِ عالم صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم گہوارہ میں پڑے تھے۔ مَیں نے دیکھا کہ بہت سفید
صُوف کا کپڑا آپ کے اُوپر سبز ریشمی پارچہ آپ کے نیچے رُو بہ آسمان
پڑے ہیں۔ اور کستُوری کی خوشبو آپ سے آ رہی ہے۔ مَیں بلحاظ
آپ کے حُسن و جمال آپ کو جگانے سے جھجک گئی۔ لیکن اپنا ہاتھ
نہایت نرمی اور سُبکی سے آپ کے سینہ پر رکھا تو آپ مسکرائے اور
آنکھیں کھولیں۔ جن سے نورانی شعاعیں نکل کر آسمان تک
روشن کرتی چلی گئیں۔ مَیں نے یہ دیکھ کر آپ کی دونوں آنکھوں پر
بوسہ دیا اور آپ کو اُٹھا لیا۔ اور اگر مجھے کوئی اور لڑکا مل جاتا تو شاید
مَیں اِس نعمت سے محرُوم رہ جاتی۔ حلیمہ بیان کرتی ہیں کہ پھر مَیں نے
آپ کو گود میں لے کر اپنا داہنا دُودھ دِکھایا۔ آپ نے جتنا چاہا۔
پیا۔ پھر مَیں نے آپ کو اپنے بائیں دودھ کی طرف پھیرا۔ لیکن آپ
نے اُسے نہ لیا۔ کیونکہ میرا اپنا ایک بچہ بھی دودھ پیتا تھا۔ چونکہ آپ
کی ذات میں فطرتاً ہی عدل و دیانت، تقوےٰ و امانت سرشتہ تھی۔
اِسلیے آپ نے وہ ایک حصّہ اپنے رضاعی بھائی کے لیے چھوڑ دیا۔
اور یہ بھی ایک روایت ہے۔ کہ حلیمہ کی ایک طرف کسی وجہ سے

واللہ ان لہا لشاناً قالت ثم قدمنا منازلنا
بنی سعد ولا اعلم ارضاً من اراضی اللہ اجدب
منہا فکانت غنمی تروح علیّ حین قدمنا
شباعاً لُبَّناً ای غزیرات اللبن فنحلب ونشرب
ماشاء اللہ وما یحلب انسان قطرة لبن و
لایجدہا فی ضرع حتی کان المقیم فی المنازل
یقول لرعاتہم ویحکم اسرحوا حیث یسرح
راعی بنت ابی ذؤیب یعنوننی فتروح اغنامہم
جیاعاً ما تبض بقطرة لبن وتروح غنمی شباعاً
لُبَّناً فلم نزل نعرف من اللہ الزیادة والخیر حتی
مضت سنتاہ وفطمتہ وکان یشب شباباً
لایشب الغلمان فلم یقطع سنتیہ حتی کان غلاماً
جفراً ای غلیظاً شدیداً وعنہا انہا قالت کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما بلغ شہرین
یحبوا الی کل جانب وفی ثلاثة اشہر کان یقوم
علی قدمیہ وفی اربعة کان یمسک الجدار و
یمشی وفی خمسة حصلت لہ القدرة علی
المشی فلما بلغ ثمانیة اشہر کان یتکلم بحیث
یسمع کلامہ ولما بلغ تسعة اشہر کان یتکلم بالکلام
الفصیح ولما بلغ عشرة اشہر کان یرمی بالسہام
مع الصبیان واول کلام تکلم بہ لا الہ الا اللہ
قدوساً قدوساً نامت العیون والرحمن لا تاخذہ
سنة ولا نوم و وعنہا قالت لما دخلتُ بہ
الی منزلی لم یبق منزل من منازل بنی سعد الا
شممنا بہ ریح المسک والقت محبتہ واعتقاد

دُودھ آتا ہی نہیں تھا - جب وہ آپؐ کو گود میں لے کر دودھ دینے
لگی تو آپؐ نے اُسی دودھ پر مُنہ رکھا - تو اللہ کے حکم سے فوراً دودھ
نکل آیا - اور علّت جاتی رہی - حلیمہ کہتی ہیں کہ پھر میرے بیٹے نے
دودھ پیا اور سو رہا - اور اس سے پہلے بباعث نہ آنے دودھ کے
بھوکا نیند بھر کر کبھی سویا نہ تھا - نہ ہمیں سونے دیا - یہ آپؐ کی پہلی
برکت تھی ٭ پھر جب ہم اپنے ڈیرے کو واپس آئے - کہ وہاں سے
تیار ہو کر اپنے ساتھ کے ساتھ گھر چلیں تو میرے شوہر نے دیکھا
کہ ہماری بکری جسے ہم بچے کی خاطر اپنے ساتھ مکہ مکرمہ میں لائے
تھے - جو دودھ سکھائے ہوئے اور بہت لاغر تھی - (مگر ہم کوئی
ایک آدھ دھار بچے کے لیے نکال لیتے تھے) دودھ بھرے تھن
کھڑی جگالی کر رہی ہے - اُس نے اُسکے تھنوں کو ہاتھ لگایا - تو
دودھ نکلنے لگا - فوراً برتن لے کر دوہنے بیٹھ گیا - بکری نے اتنا
دودھ دیا - کہ ہم اُس سے خُوب سیر ہُوئے اور رات آرام سے سو
رہے - صُبح اُٹھے - تو میرے شوہر نے مجھے مخاطب کر کے کہا حلیمہ!
جس بچے کو ہم نے لیا ہے - بخدا یہ بہت مبارک ہے - مَیں نے کہا
ہاں صحیح ہے - اور مجھے بھی اِس کی برکت کا یقین ہے - اور امید ہے
کہ یہ جب تک ہمارے پاس رہیگا - ہمارے لیے باعثِ خیر و
برکت ہوگا - پھر ہم اپنے گاؤں کو واپس ہونے کے لیے تیار ہو گئے
اور مَیں آپؐ کو گود میں لیے اپنی گدھی پر ہو بیٹھی - تو وہی گدھی جو
بھُوک اور لاغری کے سبب چل نہیں سکتی تھی اور آتے وقت سب سے
پیچھے مکہ میں پہنچی تھی - اب سب سے آگے جا رہی تھی - چنانچہ میرے
ساتھ والی عورتیں مجھے اُسکے روک کر ساتھ ساتھ چلنے کے لیے کہتی
تھیں - اور حیران ہو کر کہتی تھیں کہ یہ وُہی گدھی ہے جس پر تُو
آئی تھی یا کوئی اور؟ یہ تو ایسی تیز ہے کہ اُنجان پہچان کو دیکھتی ہی
نہیں - یہ وہ نہیں - اور مَیں قسم کھا کر کہتی تھی - کہ وُہی ہے مگر

برکتہ فی قلوب الناس حتی ان احدھم کان اذا نزل بہ اذی فی جسدہ اخذ کفہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیضعہا علی موضع الاذی فیبرأ باذن اللہ تعالیٰ سریعا وکذا اذا اعتل لہم بعیرا وشاۃ ۔ (رحمۃ اللعالمین ص۱۵۳)

اِس بچّے کی برکت سے جو میری گود میں ہے۔ اِسکا ضُعف اور ناتوانی جاتی رہی ہو۔ غرض آرام سے بے تکلّف ہم گھر پہونچ گئے، ہماری زمین خُشک سالی کے سبب خُشک پڑی تھی۔ مویشی باہر سے بالکل بھُوکے آکر بیٹھ جاتے تھے۔ نہ باہر ہی اُن کے چرنے کو کچھ تھا نہ گھروں میں۔ لیکن جس وقت ہم آپؐ کو لے کر گھر پہنچ گئے تو اُسی وقت سے ہم نے دیکھا۔ کہ ہمارے مال مویشی خوب پیٹ بھر کر باہر سے آتے ہیں۔ اور ہماری ہر ایک بھیڑ بکری کے تھن دودھ سے بھرے ہیں۔ حالانکہ جب ہم مکہ شریف کو گئے تھے تو اُسوقت ہماری کسی بھیڑ بکری کے تھنوں میں ایک قطرہ دودھ بھی نہ تھا۔ اب ہم انہیں دوہتے تھے۔ اور سب سیر ہو کر آرام کرتے تھے۔ ہماری اس آسودگی اور راحت کو دیکھ کر باقی اہلِ دہ اپنے اپنے چرواہوں کو تاکید کرتے تھے۔ کہ تم بھی اپنی بکریاں اُسی طرف چرانے لے جایا کرو کہ جس طرف بنت ابی ذؤیب کا چرواہا بکریاں لے جاتا ہے۔ ابھی انہیں یہ معلوم نہ تھا۔ کہ یہ تمام برکت ہمارے مال و جان میں اس مُبارک بچے سے ہے جسے ہم اپنے گھر لائے ہیں۔

غرض دوؔ سال جب تک کہ آپؐ دودھ پیتے رہے، ہم نے خیر و برکت سے گزارے۔ اور اس اثنا میں ہمارے مال و متاع میں روز افزوں ترقی ہوتی رہی۔ اور آپؐ کا نشوونما بھی حیرت انگیز تھا۔ کہ دوؔ سال کی عمر میں اپنے سے بڑے بڑے دوسرے بچّوں کے مقابلہ میں طاقتور و توانا اور قدو قامت میں دُوبالا دکھائی دیتے تھے۔ آپؐ ابھی دوؔ ماہ کے تھے۔ تو صحنِ خانہ میں ہر طرف دوڑنے لگے۔ تین مہینہ کے پاؤں کے بل اُٹھ کھڑے ہوتے۔ چار مہینہ کے دیوار کے آسرے سے چلتے۔ اور پانچ مہینہ کے خود بخود قدم اُٹھاتے۔ اور آٹھ مہینہ کے باتیں کرتے۔ نو مہینہ کے صاف و فصیح بولتے۔ کہ فصحا آپؐ کے محاورۂ کلام پر تعجب کرتے۔ دسؔ مہینہ کے ہوئے تو لڑکوں کے ساتھ تیر اندازی کرتے تھے کہ کوئی نشانہ خطا نہ ہوتا۔ اور جب بولنے کی طاقت پائی۔ تو آپؐ کی زبان سے پہلا کلمہ جو سُنا گیا یہ تھا۔ لآ الٰہ الا اللہ قدوسا قدوسا نامت العیون والرحمٰن لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ۝

آپؐ کی بے شمار برکات سے ایک یہ بھی بڑی برکت تھی۔ کہ جس روز ہم اُن کو لے کر آئے تو ہماری قوم کا کوئی ایسا گھر نہ تھا کہ جس گھر سے کستوری کی سی خوشبو نہ آتی ہو۔ اہل دیہ کے دلوں میں آپؐ کی برکت کا اس قدر یقین ہُوا۔ کہ اگر کسی کو کوئی دُکھ درد ہوتا۔ تو آپؐ کا ہاتھ پکڑ کر جائے درد پر رکھ دیتا۔ آپؐ کے دستِ مبارک کی برکت سے فوراً شفا پاتا۔ اسی طرح اگر کسی کے اونٹ بکری کو کوئی بیماری ہوتی۔ تو آپؐ کا دستِ مبارک لگانے سے آرام ہو جاتا۔

برکات اسمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

برکاتِ اسمِ اعظم آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ ۔

حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے۔ وہ حضرت سیدہ مطہرہ آمنہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں۔ کہ جب آپؐ کی ولادت میں تین ماہ رہ گئے۔ تو مجھے خواب میں خدا کے ایک فرشتہ نے کہا۔ کہ تیرے پیٹ میں جو بچہ ہے۔ وہ تمام جہان سے بہتر ہے۔ جب وہ پیدا ہو تو اسکا نام **محمدؐ** رکھنا۔ جب آپؐ پیدا ہوئے۔ تو میں نے غیب سے ایک آواز سُنی۔ کہ کہنے والا کہتا ہے۔ کہ اِسے تمام جہان کے شرق مغرب پر پھراؤ۔ اور دریاؤں میں لے جاؤ۔ کہ بر و بحر کی تمام مخلوق اِسکے نام کو جانے۔ اور اس کی صورت و شکل کو پہچانے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ناقلا عن المسامرۃ الشیخ الاکبر رضی اللہ عنہ)

اخرج الحاکم وصححہ عن عمرؓ بن خطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما اقترف ادم الخطیئۃ قال یارب اسألک بحق محمد لما غفرت لی فقال اللہ یا ادم وکیف عرفت محمدا ولم اخلقہ قال لانک یارب لما خلقتنی بیدک ونفخت فی من روحک رفعت راسی فرایت علی قوائم العرش مکتوبا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک فقال اللہ تعالیٰ صدقت یا ادم انہ لاحب الخلق الیّ واذ سألتنی بحقہ فقد غفرت لک ولولا محمد ما خلقتک و ھو اٰخر الانبیاء و لما سماہ جدہ محمدا قیل لہ ما حملک علی ان تسمیہ محمد ولیس من اسماء ابائک ولا قومک فقال رجوت ان یُحمد فی السماء والارض وقد حقق اللہ رجاءہ ۲

حاکم نے عمرؓ بن خطاب سے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو صحیح کہا ہے کہ آدم علیہ السلام سے جب خطا ہوئی۔ تو معافی خطا کے لیے یوں عرض کیا۔ "یا اللہ میں تجھ سے بوسیلہ محمدؐ معافی کا خواستگار ہوں۔ حکم ہوا، تو محمدؐ کو کہاں سے پہچانتا ہے، ابھی تو میں نے اُسے پیدا بھی نہیں کیا۔ عرض کیا کہ جب تو نے مجھے پیدا کیا۔ اور میں نے سر اُٹھا کر تیرے عرش کو دیکھا۔ تو اُسکے ایک پایہ پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا پایا۔ تو میں نے جان لیا تھا۔ کہ جس کا نام تو نے یہاں اپنے نام کے ساتھ لکھ رکھا ہے۔ یہ کوئی ضرور تجھے سب مخلوق سے پیارا ہے۔ حکم ہوا کہ تو نے سچ کہا۔ اے آدم بے شک وہ مجھے تمام مخلوق سے پیارا ہے۔ فرمایا اُسکا نام تیرے منہ سے نکلا ہی تھا۔ کہ میں نے تیری خطا بخش دی۔ اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ سب پیغمبروں سے آخری پیغمبر بڑے درجے والا وہی ہے۔ اور جب آپؐ پیدا ہوئے اور آپؐ کا نام محمدؐ قرار پایا۔ تو لوگوں نے آپؐ کے دادا عبد المطلب سے پوچھا۔ کہ آپ نے بچے کا نام محمدؐ کیوں رکھا۔ حالانکہ یہ نام آدم تک آپ

کی پشت میں کسی کا نہیں اور نہ ہی تمام قریش میں شروع سے یہ کسی کا نام ہے، رکھا۔ اسلیئے کہ یہ زمین و آسمان میں تعریف کیا جائے۔ اور پسندیدہ اوصاف تسلیم کیا جائے۔ سو خدا کے فضل سے ایسا ہی ہُوا۔ اور عبد المطلب کی امید پوری ہُوئی۔

اخرج[1] ابونعیم عن انس رض ان رسول الله صلی الله علیه واٰله وسلم قال یوقف عبدان بین یدی الله تعالیٰ فیؤمر بهما الی الجنة فیقولون ربنا بما استاهلنا الجنة ولم نعمل عملا تجازینا به الجنة فیقول الله تعالیٰ ادخلا الجنة فانی آلیت علی نفسی ان لا یدخل النار من اسمه احمد ولا محمد ؎

ابونعیم نے انس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ قیامت کو جزا و سزا کے وقت دو کس حق تعالیٰ کے پیش کیے جائینگے۔ اور انہیں دخولِ جنت کا حکم دیا جائیگا۔ وہ عرض کرینگے کہ الٰہی تُو نے ہمیں جنت میں داخل ہونے کا حکم کیا ہے۔ اور ہمیں اپنا کوئی عمل جو باعثِ دخولِ جنت ہو معلوم نہیں۔ حق تعالےٰ فرمائینگے ہاں مگر مَیں نے اپنی ذات پر لازم کر رکھا ہے کہ جس کا نام میرے حبیب کے نام پر احمد یا محمدؐ ہو۔ مَیں اُسے دوزخ میں نہیں بھیجونگا۔

اخرج[2] ابونعیم عن نبیط بن شریط قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال الله تعالیٰ وعزتی وجلالی لا اعذب احدا تسمی باسمك فی النار

حافظ ابونعیم نے نبیط بن شریط سے روایت کیا ہے۔ کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا، فرمایا میرے اللہ تقدس وتعالیٰ نے۔ اے محمدؐ! مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہے جسکا نام تیرے نام پر ہوگا۔ مَیں اُسے عذابِ دوزخ سے بچاؤنگا۔

اخرج الدیلمی عن علیؑ بن ابیطالب قال ما من مائدة وُضعت فحضر علیها اسمه احمد او محمد الا قدس الله ذلك المنزل کل یوم مرتین

دیلمی نے علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے کہا جس دسترخوان پر کوئی شخص محمدؐ نام حاضر ہو۔ اللہ تعالےٰ اُس خوان پر برکت دیتا ہے۔ اور ہر روز دو بار (دو وقت) اُس جگہ پر جہاں اس نام کا کوئی آدمی خوان پر حاضر ہوتا ہے نظرِ رحمت ڈالتا ہے۔

اخرج[3] بن سعد من حدیث عثمان العمری مرفوعا ما ضر احدکم ان یکون فی بیته محمد او محمدان وثلاثة وفی مسند الحارث بن ابی اسامه عنه صلی الله علیه وآله وسلم من کان له ثلاثة من الولد ولم یسم احدهم بمحمد فقد جهل

ابن سعد نے عثمان عمری کی حدیث سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ اگر تم سے کسی کے گھر میں ایک یا دو یا تین محمدؐ ہوں تو تمہارا کیا حرج ہے۔ تمہارے گھر میں تو بہت برکت ہوگی۔ اور مسند حارث بن ابی اسامہ سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس کے تین لڑکے ہوں۔ اور اس نے ان سے کسی کا نام محمدؐ نہ رکھا۔ تو اُس نے بیوقوفی کی۔

وعن مالك قال سمعت اهل مکة یقولون

امام مالکؒ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ مَیں نے اہلِ مکہ

[1] الانوار المحمدیہ من مواہب اللدنیہ صـ۲۰۱ [2] دلائل النبوت [3] شفا قاضی عیاض مع شرح قاری صـ۳۰۷

مامن بیت فیہ اسم محمد الا نماؤ رزقوا ورزق جیرانھم

اخرج الدارقطنی فی المؤتلف عن جعفر بن محمد علیہما السلام قال مامن نبی الا وخلف فی اھل بیتہ دعوۃ مجابۃ وخلف فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوتین مجابتین اما واحدۃ فلشدائدنا واما الاخری فلحوائجنا فاما التی لشدائدنا یادائما لم یزل یا الٰھی والٰہ اٰبائی یاحی یاقیوم واما التی لحوائجنا یامن یکفی من کل شئ ولا یکفی منہ شئ یااللہ یارب محمد اقض عنی الدین

اخرج ابونعیم فی الحلیۃ عن وھب قال کان فی بنی اسرائیل رجل عصی اللہ مأتی سنۃ ثم مات فاخذوہ والقوہ علی مزبلۃ فاوحی اللہ الی موسیٰ ان اخرج فصل علیہ قال یارب بنو اسرائیل شھدوا انہ عصاک مأتی سنۃ فاوحی اللہ الیہ ھکذا الا انہ کان کلما نشر التوراۃ ونظر الی اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قبلہ ووضعہ علی عینیہ وصلی علیہ فشکرت لہ ذالک وغفرت ذنوبہ وزوجتہ سبعین حوراء

لہ جواہر علی العلمین ص ۶۳ ؎ ایضاً ص ۱۲۳

برکاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل النبوۃ

اخرج ابن سعد وابن عساکر عن عمر

کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے۔ کہ جس گھر میں کسی ایک کا نام محمدؐ ہو تو اُس گھر میں ہر طرح کی خیر و برکت ہوگی۔

دارقطنی نے مؤتلف میں امام جعفرِ صادق بن جناب امام محمد باقر علیہما السلام سے روایت کیا ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں ہے کہ جس نے اپنے گھر والوں کے لیے ایک ایسی دُعا جو فوراً جناب الٰہی میں قبول ہو جائے، نہ چھوڑی ہو۔ اور ہمارے جدِ امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارے لیے دو دعائیں ایسی چھوڑ گئے ہیں۔ جن میں سے ایک تو ہمارے دفعِ مصائب کے لیے ہے۔ یَادَائِمًا لَمْ یَزَلْ یَا اِلٰھِیْ وَ اِلٰہَ اٰبَآئِیْ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ۔ اور ایک یہ ہماری قضائے حوائج کے لیے۔ یَامَنْ یَکْفِیْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَّلَا یَکْفِیْ مِنْہُ شَیْءٌ یَا اللّٰہُ یَارَبِّ مُحَمَّدٍ اِقْضِ عَنِّیْ۔

حافظ ابونعیم نے حلیہ میں وہب سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے خدا پاک کی دو سو سال نافرمانی کی۔ وہ مر گیا۔ لوگوں نے اُسکی لاش کو رُوڑی (گندی جگہ) پر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا۔ کہ تو اُسے وہاں سے اُٹھا کر دفنا دے اور اُسکے لیے ہم سے بخشش مانگ۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ کہ بنی اسرائیل تو اُسکے حق میں گنہگار اور نافرمان ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ حکم ہوا۔ کہ ہے تو ٹھیک۔ اُس نے میری نافرمانی کی۔ لیکن اُس میں ایک یہ وصف تھا کہ جب بھی وہ تورات کو کھولتا اور محمدؐ لکھا ہوا نظر آتا۔ تو وہ نہایت ادب و اخلاص سے اُسے چُومتا۔ اور اپنی دونو آنکھوں پر لگاتا۔ اسلیے وہ مجھے پیارا لگتا ہے۔ میں نے اُس کے دو سو سال کے گناہ بخش دیے۔

برکاتِ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل از نبوت

ابن سعد اور ابن عساکر نے عمر بن شعیب سے روایت کیا ہے۔

بن شعیب ان اباطالب عطش شکا الی النبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم وقال یابن اخی عطشت فاھوی بعقبہ الی الارض وفی روایۃ الی صخرۃ فرکضھا برجلہ وقال شیئاً قال ابوطالب فاذا انا بالماء فلم ارمثلہ فقال اشرب فشربتُ حتی رویت فرکضھا فعادت کما کانت ۱۲

کہ ایک دفعہ سفر میں ابوطالب کو پیاس لگی۔ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ اُن سے ہمسفر تھے، ذکر کیا۔ آپؐ اونٹ سے ایڑیوں کے بل زمین پر آپڑے۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ قصداً ایک بڑے سے پتھر پر ایڑیوں کے بل جھکے۔ اور اس پر ایڑیاں مار کر کچھ کہا۔ ابوطالب کہتے ہیں۔ کہ میرے دیکھتے جہاں آپؐ ایڑی مارتے تھے۔ ایسا صاف اور شیریں پانی نکلنا شروع ہوا۔ کہ اس سے پہلے میں نے کبھی دیکھا نہ تھا۔ پھر آپؐ نے مجھے پینے کا حکم دیا۔ میں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ آپؐ نے پھر اس پر پاؤں مارے۔ جیسے کوئی بند کرتا ہے۔ وہ پانی نکلنا بند ہوگیا۔ اور پتھر ایسا ہی ہوگیا۔ جیسا کہ پہلے تھا۔

اخرج المحدثون رضی اللہ عنہم باسنادھم انہ لما بلغ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خمساً و عشرین سنۃ قال لہ عمہ ابوطالب انا رجل لا مال لی وقد اشتد علینا الزمان والحت علینا سنون منکرۃ ولیس لنا مادۃ ولا تجارۃ وھذہ عیر قومك قد حضر خروجھا الی الشام وخدیجۃ تبعث رجالاً من قومك یتجرون فی مالھا و یصیبون منافع فلو جئتھا لفضلتك علی غیرك لما یبلغھا عنك من طھارتك وانی کنت اکرہ ان تأتی الشام واخاف علیك من الیھود ولکن لا نجد من ذٰلك بُدّاً فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلھا ترسل الیّ فی ذلك فقال ابوطالب انی اخاف ان تولی غیرك فطلب امراً مدبراً فافترقا فبلغ خدیجۃ ما کان من محاورۃ عمہ لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد علمت قبل ذٰلك صدق حدیثہ وعظم امانتہ وکرم اخلاقہ فقالت

اہل حدیث نے روایت کیا ہے کہ جب آپؐ پچیس۲۵ سال کے ہوئے۔ تو آپؐ کے چچا ابوطالبؑ نے آپؐ سے کہا۔ میں عیالدار آدمی ہوں نہ میرے پاس مال ہے نہ جمع نہ کوئی معاش۔ دن کا دن۔ رات کا رات۔ قحط پڑا ہوا ہے۔ کاروبار کچھ نہیں۔ جب تک آمدنی کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ گزارہ کیسے ہوگا۔ قریش تجارت کے لیے شام کو تیار ہیں۔ بہت لوگ جن کے پاس کچھ راس نہیں۔ خدیجہؓ سے جو عرب میں ایک بڑی مالدار اور نیک سلوک والی عورت ہے، منافع کے حصہ مشروط پر لے کر چلنے کو تیار ہیں۔ تو اگر اس کے پاس جاتا۔ تو اس سبب سے کہ تمہاری دیانتداری خوش کرداری عام لوگوں کی زبانی اُس کو معلوم ہے تجھے سب پر ترجیح دیتی اور خوشی سے تمہیں کام پر لگاتی۔ اور وہ اپنے تجارتی قافلہ پر اپنا ایک کارندہ مُختار کرکے بھیجا کرتی ہے۔ تو اگر اس قافلہ کے ساتھ جانا چاہتا ہے۔ تو یقیناً یہ اعزازی رتبہ تمہیں کو ملیگا۔ اور میں اگرچہ تیری جدائی تو نہیں اُٹھا سکتا اور نہ ہی بخوفِ یہود شام کی طرف تیرا جانا دل سے چاہتا ہوں مگر کیا کروں؟ گزارہ کی تنگی نے مجھے مجبور کردیا ہے۔ اور تیری صورت و عقل میں مجھے برکت نظر آتی ہے۔ اور میرا یقین ہے کہ ہم میں تیری برکت اور تیرے نصیب کا اور کوئی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ وہ میری

ماعلمت انه يريد هذا وارسلت اليه فقالت
دعانى الى البعثة اليك مابلغنى من صدق
حديثك وعظم امانتك وكرم اخلاقك
وانا اعطيك مااعطى رجلامن قومك ففكر
ذلك صلى الله عليه وآله وسلم لعمه فقال
ان هذا الرزق ساقه الله اليك فخرج ومعه
ميسرة غلام خديجة رض فى تجارة لها وقالت
لميسرة لاتعص له امرا ولا تخالف له رايا و
جعل عمومته يوصون به الى اهل العير و
كانت خديجة تاجرة ذات شرف ومال كثير
وتجارة تبعث بها الى الشام فتكون عيرها
كعامة قريش وكانت تستاجر الرجال وتدفع
اليهم المال مضاربة وكانت قريش قوما تجارا
ومن لم يكن منهم تاجرا فليس عندهم بشئ و
من حين مسيره صلى الله عليه وآله وسلم
ظللته الغمامة فسار رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم حتى بلغ سوق بصرى فنزل تحت ظل
شجرة قريبة من صومعة نسطورا الراهب فاطلع
نسطورا الى ميسرة وكان يعرفه فقال ياميسرة
من هذا الذى تحت هذه الشجرة فقال رجل
من قريش اهل الحرم فقال له الراهب مانزل
تحت هذه الشجرة بعد عيسى عليه السلام الا
نبى ثم دنا اليه صلى الله عليه وآله وسلم بعد
ان عرف العلامات الدالة على نبوته المذكورة
فى الكتب القديمة كحمرة عينيه وغيرها

دیانتداری وغیرہ کی یہ باتیں جو آپ نے پہلے بیان کی ہیں اگر سُن چکی
ہے۔ اور دل سے صحیح سمجھتی ہے تو وہ مجھے آپ ہی کام پر لگانے کیلئے
بُلا لیگی۔ ابوطالب نے کہا نہیں تجھے آپ اُس کے پاس جانا بہتر
ہے۔ شاید وہ کسی اور کی درخواست پر اُس سے اپنے مقررہ شرط
شروط کر بیٹھے تو پھر اس کو اُس سے بلاوجہ عہد شکنی مشکل ہوگی۔
یہ کہ سُن کر دونوں چچا بھتیجا اپنی اپنی جگہ چلے گئے رہے۔ خدیجہؓ کو
اُن کی یہ گفتگو کسی طرح پہونچ گئی۔ اور اس سے پہلے وہ آپؐ کی
دیانتداری، خوش کرداری، راست گفتاری اور اخلاق حسنہ کی
باتیں سب کچھ سُن چکی تھی۔ بولی۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ کچھ کام
کاج کرنے کو چاہتا ہے۔ ورنہ میں کب سے اُسے اپنا امین مقرر کر
لیے ہوتی۔ پہ کہ کر کسی کو آپؐ کے پاس بھیجا۔ کہ میں اس سے پیشتر
آپؐ کے مکارمِ اخلاق اور امانت و دیانت کی باتیں سُن چکی ہوں
اب بھی معلوم ہوا ہے کہ آپؐ میرے تجارتی قافلہ کے ساتھ جانا چاہتے
ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو آپؐ میرے پاس تشریف لائیے۔ حصہ پرد و
بھی لیجئے اور میرے کاروبار کی نگرانی بھی کیجئے۔ اور میں چاہتی ہوں
کہ آپؐ میرے نفع و نقصان کی ذمہ واری اور اور کاموں کی بھی مختاری
لیجئے۔ میں آپؐ کے حقوق نظارت کو نظر انداز نہیں کرونگی۔ اور شرائط
اجارت کو مرکوزِ خاطر رکھونگی۔ آپؐ نے خدیجہؓ کے اس پیغام کو بے کم و
بیش اپنے عمِ بزرگوار کی خدمت میں اظہار کیا۔ یہ سُن کر وہ بہت خوش
ہوئے۔ اور کہا خداوند کریم نے اپنی مہربانی سے یہ کام کر دیا ہے۔ اور
اُس کے حکم سے رزق چل کر تیرے پاس آیا ہے۔ آپؐ خدیجہؓ کے
پاس تشریف لے گئے۔ اور باہمی شرط شروط طے پاکر آپؐ قافلہ کے ساتھ
روانہ ہوئے۔ خدیجہؓ کا پُرانا اور اعتباری غلام اور سابق مختارِ عام
مَیسرہ نام بھی اس تجارتی قافلہ میں آپؐ کے ہمراہ تھا۔ خدیجہؓ نے
چلتے وقت مَیسرہ کو تاکید کر دی تھی کہ معاملۂ تجارت یعنی خرید و فروخت

وغیرہ میں آپ کی رائے کے برخلاف نہ کرنا۔ اور آپ کے تابع مرضی ہو کر امور سفری کو انجام دینا۔ آپ کے اعمام (چچوں) کی طرف سے بھی اہل قافلہ کو آپ کی حفاظت و آرام کی تاکید تھی۔ اور قافلہ کے ساتھ دُور تک یہی کہتے چلے گئے۔ کہ ہمارے پیارے محمدؐ کا دھیان رکھنا، اُسے کوئی تکلیف نہ ہو۔ خدیجہؓ عرب میں مشہور مالدار صاحب ریاست و شرافت سیادت و نجابت تھی۔ عہد و پیمان کی پکی اور احسان و مروت میں ضرب المثل تھی۔ اُسکا دستور تھا کہ لائق آدمیوں کو تنخواہ پر شام وغیرہ کی طرف تجارت کے لیے بھیجا کرتی تھی۔ اور عام لوگ اُس سے حصہ منافعہ پر بھی روپیہ لے جایا کرتے۔ اُسکا قافلہ دیگر قافلوں سے بڑا قافلہ ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ لوگ تجارت پیشہ تھے۔ اور اِس کام کو بہت اچھا سمجھتے تھے۔ کہ اِن سے کوئی گر تجارت نہ کرتا ہو تو اُن کے نزدیک وہ کسی شمار میں نہ تھا اور اُس کی کچھ قدر نہ تھی۔ آپ نے مکّہ سے نکل کر باہر قدم رکھا ہی تھا۔ تو چونکہ گرمی وہاں سخت پڑتی ہے۔ اور تابش آفتاب میں چلنا بہت دشوار ہوتا ہے۔ اِسلیے حق تعالےٰ نے آپ کے آرام کے لیے ایک بادل کو مسخر کر دیا کہ وہ تمام سفر میں دھوپ میں آپ پر سایہ رکھے۔ آپ کی برکت سے قافلہ بخیر و عافیت اپنی منزلیں طے کر رہا تھا۔ راستہ میں ایک جگہ میسرہ کی سواری اور باربرداری کے دو اونٹ تھک کر رہ چکے۔ اُن کے سبب سے میسرہ بھی قافلہ سے پیچھے رہ چکا۔ بہت تھوڑے سے فاصلہ پر آپ نے پھر کر دیکھا کہ میسرہ پیچھے دوڑتا آرہا ہے، آپ دیکھ کر ٹھہر گئے۔ میسرہ نے عرض کیا کہ میرے دونوں اونٹ رہ چکے ہیں۔ اب کیا کیا جائے۔ آپ پھر کر اونٹوں کے پاس آئے۔ اور اُن کے پاؤں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر اُنہیں داخلی و خارجی تکلیف سے خدا کی پناہ میں دینے کے چند کلمے کہے۔ وہ اسقدر چُست و تیز ہو گئے کہ اوروں کے پہنچنے تک تو کیا واپس مکہ تک آتے چلنے میں سب سے

فقبل راسه وقدميه وقال آمنت بك واشهد انك الذى ذكره الله فى التوراة وفى رواية قال يا محمد قد عرفت فيك العلامات كلها الدالة على نبوتك المذكورة فى الكتب القديمة خلا خصلة واحدة فاوضح لى عن كتفك فاوضح له فاذا هو بخاتم النبوة يتلألؤ فاقبل عليه يقبله ويقول اشهد انك رسول الله النبى الامى الذى بشر بك عيسىٰ فانه قال لاينزل بعدى تحت هذه الشجرة الا النبى الامى الهاشمى العربى المكى صاحب الحوض والشفاعة ولواء الحمد ولا بعد فى بقاء الشجرة من زمن عيسىٰ الى زمنه صلى الله عليه وآله وسلم لاحتمال ان بقاءها معجزة او انها كانت شجرة زيتون لان الزيتون يعمر ثلاثة الاف سنة ولا مانع ايضاً ان الله صرف الخلق عن النزول تحتها حتى نزل صلى الله عليه وآله وسلم ثم حضر صلى الله عليه وآله وسلم سوق بصرىٰ فباع سلعة التى خرج بها وكان بينه وبين رجل اختلاف فى سلعة فقال الرجل احلف باللات والعزى فقال ما حلفت بهما قط فقال الرجل قولك ثم قال الرجل وخلا به هذا نبى والذى نفسى بيده انه الذى تجده احبارنا منعوتا فى كتبهم فوعى ميسرة ثم انصرف اهل العير جميعا وكان ميسرة يرى فى الهاجرة ملكين يظلانه فى الشمس ولما رجعوا الى مكة فى ساعة الظهيرة وخديجة فى علية لها رأت رسول الله صلى الله

آگے رہتے اور پھر کبھی درماندہ نہ ہوئے۔ منازل سفر طے کرتے ہوئے
جب بصرے پہنچے۔ تو نسطورا نام راہب کے حجرہ کے قریب ایک درخت
کے سایہ میں جا اُترے۔ نسطورا نے دیکھا کہ جدھر آپ بیٹھتے ہیں۔
درخت کا سایہ بھی اُدھر ہی پلٹ آتا ہے۔ چونکہ نسطورا اور میسرہ
کی دیرینہ جان پہچان تھی۔ کیونکہ میسرہ کئی دفعہ یہاں آیا گیا تھا۔ نسطورا
نے میسرہ سے پوچھا۔ کہ یہ جوان جو اس درخت کے نیچے بیٹھا ہے کون
ہے؟ اُس نے کہا حرم کے قریشیوں سے ہے۔ راہب نے کہا میں نے
دیکھا ہے کہ جب یہ اِس درخت کے نیچے آکر بیٹھا ہے تو جدھر یہ
بیٹھا ہے اِسکا سایہ زیادہ اُسی طرف پلٹ آیا ہے۔ اور وہ جدھر
ہوتا ہے سایہ بھی اُدھر ہو جاتا ہے۔ اور ہماری کتابوں میں لکھا ہے
کہ مسیح کے بعد ایک اور نبی بھی اسکے نیچے آکر بیٹھے گا۔ شاید یہ
وہی ہو۔ کچھ اور علامات بھی اس کے ہماری کتابوں میں درج ہیں۔
میں دیکھتا ہوں۔ اگر اُس میں پائی گئیں تو بلاشبہ یہ وہی ہے
یہ کہکر راہب اُٹھا اور آپ کے پاس آیا۔ اور غور سے آپ کو تاکا۔ عہد قدیم کی کتب مقدسہ میں جو **ایک آنے والے نبی** کی علامتیں لکھی تھیں۔ رنگ ڈھنگ۔ قد و قامت، چہرہ مہرہ، خط و خال کان ناک، آنکھوں کی سُرخی وغیرہ سب آپ میں موجود پائے۔ آگے ہوکر آپ کے سر اور قدموں کو چُوما۔ اور کہا۔ کہ میں آپ کی نبوت پر ایمان لاتا ہوں۔ اور بے شک و شبہ آپ وہی ہیں کہ جسکی آمد کا ذکر توراۃ میں ہے، کیونکہ آپ میں وہ سب علامتیں پائی جاتی ہیں جو آنے والے نبی کی لکھی ہوئی ہیں۔ صرف ایک علامت جسے میں مزید اطمینان کے واسطے دیکھنا چاہتا ہوں باقی ہے۔ آپ اپنے دونوں شانوں کو پیچھے سے کپڑا اُٹھا کر دکھا دیجئے۔ آپ نے دکھایا۔ تو مُہر نبوت آپ کے دونوں شانوں میں ایک روشن ستارہ کی طرح چمکتی نظر آئی۔ راہب نے مُہر نبوت کو بوسہ دے کر کہا کہ آپ سچ مچ وہی مقدس نبی ہیں جس کے آنے کی مسیح نے ہم کو بشارت دی ہے کہ اِس درخت کے نیچے ایک نبی آکر بیٹھیگا۔ جو محض درسِ قدسی کا تعلیم یافتہ ہوگا۔ دُنیا میں کسی سے ایک حرف بھی نہ پڑھا ہوا ہوگا۔ بلادِ عرب سے مکہ میں آلِ ہاشم سے پیدا ہوگا۔ قیامت کے دن گنہگاروں کی شفاعت کریگا۔ حوضِ کوثر اور لواء الحمد اُسے عطا کیا جائیگا۔ **ف**۔ راہب نے جب یہ سب کچھ بیان کیا۔ تو آپ نے اپنا بظاہر اَن پڑھ ہونا اور اولادِ ہاشم سے ہونا تسلیم کیا۔ اس سے پہلے یہ اُسے

علیہ وآلہ وسلم وھو علی بعیرہ وملکان یظلانہ رواہ
ابونعیم وفی روایۃ غیرہ فلرتہ نساءھا فعجبن
بذلك ودخل علیھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و
اخبرھا بما ربحوا فسرّت فلما دخل علیھا میسرۃ
اخبرتہ بما رأت فقال قد رأیت ھذا منذ خرجنا
واخبرھا بقول نسطورا وقول الآخر الذی
خالفہ فی البیع و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تجارتھا تضعف ما کانت تربح واضعفت
لہ ما کانت سمتہ لہ وفی روایۃ باعوا متاعہم
وربحوا ربحا ما ربحوا مثلہ قط حتی قال
میسرۃ یا محمد اتجرنا لخدیجۃ اربعین سنۃ
ما رأینا ربحا قط اکثر من ھذہ الربح علی
وجھك ۱۲

معلوم نہ تھا۔ بلکہ میسرہ نے اُس کے دریافت کرنے پر صرف اتنا ہی کہہ دیا تھا " رجل من قریش حرم "
ف حضرت مسیح کا اُس درخت کے نیچے بیٹھنا اور اِسقدر عرصہ کے بعد پھر آپ کا اُسی درخت کے نیچے بیٹھنا اور اُس درخت کا اُس وقت تک بحال رہنا کچھ تعجب نہیں۔ وہ درخت زیتون کا تھا اور علم الاشجار کے علماء نے لکھا ہے کہ زیتون کی عمر تین ہزار سال ہے۔

اِس کے بعد آپ بصرے کی منڈی میں داخل ہوئے اور اپنا مال فروخت کیا اور بہت فائدہ اٹھایا۔ ایک شخص نے بحسب عام محاورۂ اہل تجارت ایک چیز کی قیمت پر آپ کو قسم دلانی چاہی اور کہا آپ لات وعزیٰ کی قسم کھا کر کہہ دیجئے کہ یہ چیز اتنی ہی قیمت کی ہے جتنی قیمت کی کہ میں کہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا میں نے تو غیر اللہ کی قسم کبھی نہیں کھائی۔ یہ سُن کر وہ بہت مرعوب ہوا اور کہا کہ جو قیمت آپ کہتے ہیں وُہی ٹھیک ہے۔ پھر آپ سے فارغ ہو کر اوروں کو مخاطب کر کے بولا۔ کہ یہ شخص کوئی معمولی شخص نہیں ہے یہ حد سے زیادہ صاف معاملہ کا آدمی ہے اور میں کہتا ہوں کہ **یہ ضرور کوئی نبی ہے**۔ اور خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ ہمارے علما اپنی کتابوں سے جس نبی کے آنے کی ہمیں خبر دیا کرتے ہیں ضرور یہ وہی ہے اور میرا دل مانتا ہے۔

میسرہ یہ سب کچھ سُن کر یاد کرتا جاتا تھا۔ اور یہ سب باتیں جو راہب اور اِس شخص کی اُس نے سنیں، یا دیکھیں۔ دل میں جمالیں۔ اور خرید و فروخت سے فارغ ہو کر واپس ہوئے میسرہ نے راستہ میں یہ بھی ایک نشان دیکھا کہ دو فرشتے دھوپ میں آپ کو سایہ کر رہے ہیں۔ جب مکہ معظمہ کے پاس پہنچے تو دوپہر کا وقت تھا۔ اور خدیجہؓ اپنے بالاخانہ میں بیٹھی اپنے قافلہ کو دیکھ رہی تھی۔ اُس کی نظر پہلے پہل آپ ہی پر پڑی۔ دیکھا کہ تمام قافلہ دھوپ میں چلا آرہا ہے۔ اور آپ کے سر پر سایہ ہے (یہ تو ابونعیم کی روایت تھی۔ اور اِسکے سوا ایک اَور روایت میں ہے کہ) خدیجہؓ یہ دیکھ کر حیران ہو گئی اور اپنی سہیلیوں اور کنیزوں اور پڑوس کی عورتوں کو دکھا کر کہنے لگی۔ کہ دیکھو یہ سب قافلہ دھوپ میں آرہا ہے اور ہمارا محمدؐ سب سے آگے سایہ میں۔ یہ سایہ کس چیز کا ہے؟ وہ بھی دیکھ کر متعجب ہوئیں۔

دیکھتے دیکھتے قافلہ خدیجہؓ کے محلوں کے نیچے آٹھہرا۔ اور لوگ اپنا اپنا مال و اسباب سنبھالنے میں مشغول ہو گئے۔ مگر آپ سب سے اوّل خدیجہؓ کے پاس چلے آئے۔ اور قافلہ کے بخیریت و عافیت واپس آنے اور امید سے زیادہ ترنفع پانے اور بعض دیگر امور کی اُسے بشارت دی اور وہ بہت خوش ہوئی۔ پھر میسرہ نے بھی آ سلام کیا۔ اور سب کیفیت تجارت و منافعہ بیان کی۔ ہو بہو جو آپ نے بیان کیا تھا وہی تھا۔ اور وہ بہت خوش ہوئی۔ روانگی سے تا واپسی کیفیت سفر اور حالات اور آپ کی نسبت راہب کی شناخت و شہادت

نبوت اور اُس شخص کی جس نے بصرے کی منڈی میں بحسبِ تصریحِ کتبِ سماوی آپ کے نبی ہونے کا یقین کیا تھا۔ اور گزشتہ سب سفروں سے اس سفر میں تجارت کے منافعہ اور آرام سفر وغیرہ سب کچھ مفصل بیان کیا۔ اور وہ بہت بہت خوش ہوئی۔ اور نوکروں اور حصہ داروں کے حساب کتاب سمجھ سمجھا کر دلی یقین کے سبب کہ اس سفر میں اسقدر فائدہ آپ کے وجودِ ذی القافلہ ہونے کی برکت ہے۔ آپ کے ساتھ جو مقرر کیا تھا۔ اُس سے زیادہ آپ کو دیا۔

اخرج المحدثون انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما کان یذھب فی حاجۃ الا انجح فیہا۔

تمام محدثوں نے (اور اہلِ سیر نے بھی) اپنی اپنی سندوں سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صغر سنی میں بھی کسی کام کے لیے کہیں جاتے تو ہمیشہ کامیاب ہو کر ہی آتے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

اخرج الحاکم وصححہ عن کندیر بن سعید عن ابیہ قال حججتُ فی الجاھلیۃ فرأیتُ رجلا یطوف بالبیت وھو یقول ؎ ردالی راکبی محمدا ۔ یاربِ ردہ واصطنع عندی یدا ۔ قلتُ من ھذا قالوا عبدالمطلب بعث بابن لہ فی طلب ابل لہ ولم یبعثہ فی حاجۃ قط الا انجح فیہا وقد ابطأ علیہ فلم یلبث حتی جاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و الابل ۔

حاکم نے بتصحیح کندیر بن سعید سے اُس نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ میں زمانہ جاہلیت (قبل از اسلام) حج کرنے آیا۔ دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے ؎ ردالی راکبی محمدا ۔ یارب رد واصطنع عندی یدا ۔ میں نے لوگوں سے پوچھا۔ یہ کون ہے؟ اُنہوں نے کہا یہ عرب کا سردار عبدالمطلب ہے اُس نے اپنے بیٹے (کے بیٹے) کو گم شدہ اونٹوں کی تلاش کے لیے بھیجا تھا۔ اور وہ جس کام کے لیے کہیں بھیجا جائے۔ ضرور کامیاب ہو کر ہی آتا ہے۔ چونکہ اُس کو بھیجے ہوئے دیر ہو گئی ہے اسلیے یہ اُس کی انتظار میں بیقرار ہے۔ وہ یہ کہہ ہی رہا تھا۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُونٹ لیے آ پہنچے۔ الحمد للہ حق حمدہ

ولما مات عبدالمطلب کفلہ عمہ ابوطالب وکان مقلا من المال فکان عیالہ اذا اکلوا وحدھم جمیعا او فرادی لم یشبعوا واذا اکل معھم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبعوا فکان ابوطالب اذا اراد ان یغدیھم او یعشیھم یقول لھم کما انتم حتی یأتی ابنی یعنی محمدا فیاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیاکل معھم فیشبعون ویفضلون من طعام وکان ابوطالب یقرب

محدثین نے باسنادِ خود روایت کیا ہے کہ جب عبدالمطلب فوت ہو گئے۔ تو اُن کے بعد اُن کے لائق بیٹے حضرت ابوطالب جناب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متکفل ہوئے۔ ابوطالب عیال بسیار و کفاف اندک کے مصداق تھے۔ یعنی خرچ بہت تھا آمدنی کم تھی۔ بال بچے جب کھانے بیٹھتے۔ اکٹھے یا اکیلے اکیلے۔ اور اُن میں عبداللہ کے جگر پارے، ابوطالب کے پیارے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو وہ سیر نہ ہوتے۔ اور جب آپ اُن میں ہوتے۔ تو تھوڑے کھانے سے سب سیر ہو جاتے۔ اسلیے ابوطالب کا دستور

الی الصبیان اول بکرۃ النہار شیئاً یاکلونہ فیجلسون وینتھبون فکیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ولا ینتھب معھم تکرماً منہ واستحیاء او نزاھۃ نفس وقناعۃ قلب فلما رای ذالک ابوطالب عزل لہ طعاماً علیحدۃ وھذا غیر الغداء والعشاء فانہ کان یاکل معھم کما تقدم واذا کان لبنا شرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اولاہم ثم تناول العیال العقب فیشربون منہ فیرووں وان کان احدھم وحدہ یشرب قعباً واحداً فیقول ابوطالب انک لمبارک ۱۱

تھا کہ جب اُن کے ہاں بچے کھانا کھانے بیٹھتے ۔ جب تک آپ آکر کھانے میں شامل نہ ہوتے ۔ وہ اُنہیں کھانے سے روک رکھتے ۔ آپ کی موجودگی میں وہ تھوڑے ہی کھانے سے خُوب سیر ہو جاتے ۔ اور کھانا بھی بچ رہتا ۔ صبح کے ناشتے میں دوسرے بچے تو ایک دوسرے کی انگلیوں سے کھانا چھین کر اپنے منہ میں ڈال لیتے تھے ۔ مگر آپ ہاتھ پیچھے ہٹا رکھتے ۔ کسی طرف سے اگر آرام (جس پر کسی کا ہاتھ نہ آتا) پاتے تو اُٹھا لیتے ۔ اور جلد پیچھے ہٹ جاتے ۔ کیونکہ آپ شریف و نظیف اور صاحب قناعت پاک نفس پیدا ہوئے تھے ۔ اس لیے ابوطالب پہلے ہی سے آپ کو علیحدہ برتن میں کھانا دے دیا کرتے ۔ کبھی ایک پیالہ دودھ موجود ہوتا ۔ اگر پہلے آپ لیتے تو پھر تمام عیال و اطفال باری باری پی کر سیر ہو جاتے ۔ حالانکہ دودھ کا اتنا ایک پیالہ یا اس سے زیادہ اُن کا ایک کس پی کر بھی سیر نہیں ہوتا تھا ۔ اسلیئے ابوطالب آپ کو مُبارک کر کے بُلایا کرتے تھے ۔ (رحمۃ للعالمین)

حیائہ وادبہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

آپؐ کا حیا و اَدب

اخرج بن راھویۃ وغیرہ عن علی علیہ السلام قال سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول ما ھممتُ بقبیح مما ہم اھل الجاھلیۃ حتی اکرمنی اللہ بالنبوۃ

ابن راہویہ وغیرہ نے علی علیہ السلام سے روایت کیا ہے ۔ کہ مَیں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سُنا ۔ آپ فرماتے تھے ۔ کہ قبل از ظہورِ نبوت بھی مجھ سے ایسے فعل قبیح صادر نہیں ہُوئے ۔

اخرج ابونعیم عن عائشۃ رض قالت سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول سمعتُ زید بن عمرو بن نفیل یعیب کل اذبح لغیر اللہ فکان یقول لقریش الشاۃ خلقھا اللہ وانزل لھا الماء من السماء وانبت لھا من الارض الکلأ ثم تذبحونھا علی غیر اسم اللہ قال فما ذقت شیئاً ذبح علی النصب ای الاصنام حتی

ابو نعیم نے عائشہ صدیقہ رض سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے تھے ۔ مَیں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا ہے کہ وُہ ذبح بنام غیر اللہ کو بہت بُرا جانتا تھا ۔ اور کہا کرتا تھا کہ جانور (بکری، بھیڑ، گائے، اونٹ) کو پیدا تو خدا نے کیا ہے، اور اُسی نے آسمان سے پانی اُتار کر اُسکے لیے زمین سے گھاس اُگائی، پھر تم اُسی کی پیدا کی ہُوئی کسی جاندار چیز کو اُسکے غیر کے نام پر کیوں ذبح کرتے ہو ۔ جناب رسالت مآب ص نے یہ بھی فرمایا ۔ کہ شروع تولّد سے

اکرمنی اللہ تعالیٰ برسالۃ وقال علیہ السلام لما نشأت بغضت الی الاصنام وبغض الی الشعر۔

اخرج ابونعیم والبیہقی والحاکم وصححہ عن زیدؓ بن حارثۃ قال کان صنم من نحاس یقال لہ اساف اونائلۃ یتمسح بہ المشرکون اذا طافوا فطاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وطفت معہ فلما مررت مسحت بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تمسہ قال زید فطفنا فقلت فی نفسی لامسنہ حتی انظر ما یکون فمسحتہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الم تنہ قال زید فوالذی کرمہ وانزل علیہ الکتاب ما استلمت صنما حتی اکرمہ اللہ بالذی اکرمہ وانزل علیہ۔

فی سیرۃ النبویۃ وغیرہا قد حفظ اللہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مما کان علیہ اہل الجاہلیۃ من اقذارہم ومعایبہم بجسب ما ازل الیہ شرع لما یرید اللہ تعالیٰ بہ من کرامتہ حتی صار احسنہم خلقا واعظمہم تنزہا عن الفحش والاخلاق التی تدنس الرجال وافضل قومہ مروۃ واکرمہم مخالطۃ وخیرہم جوارا واکثرہم حلما واعظمہم امانۃ واصدقہم حدیثا فلما جمع اللہ فیہ من الامور الصالحۃ الحمیدۃ والافعال السدیدۃ من الحلم والصبر والشکر والعدل والزہد والتواضع والعفۃ والجود و

حق تعالیٰ نے غیر اللہ کے نام کی کوئی چیز میرے لبوں تک نہیں آنے دی۔ اور جب مجھی برش آئی۔ تو اُسی وقت سے ایسی باتیں، (بت پرستی، شرک، لغو، شعر، وغیرہ) مجھے ناپسند آئیں۔

ابونعیم اور بیہقی اور حاکم نے بتصحیح زیدؓ بن حارثہ سے روایت کیا ہے کہ بیت اللہ شریف میں تانبے کا ایک بُت اُساف یا نائلہ بہت مضبوطی سے نصب کیا ہوا تھا۔ مشرک جب بیت اللہ شریف کا طواف کیا کرتے تو اُسے تعظیماً ہاتھ لگایا کرتے۔ قبل از نبوت ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ شریف میں بغرضِ طواف تشریف لائے اور مَیں بھی آیا۔ مجھے دیکھ کر فرمایا۔ کہ بیت اللہ شریف کا طواف تو کر۔ لیکن اس بُت کو ہاتھ نہ لگانا۔ زید کہتے ہیں یہ کہہ کر آپ طواف کرنے لگ گئے۔ اور آپ کے پیچھے مَیں بھی۔ مگر میرے دل میں تھا، کہ اس بُت کو ہاتھ لگا کر دیکھوں تو کیا ہوجاتا ہے؟ مَیں نے اُسے ہاتھ لگایا۔ آپ نے دیکھ لیا اور فرمایا۔ کیا مَیں نے تجھے اس سے منع نہیں کیا ہے؟ زید کہتے ہیں کہ آپ کے اسطرح فرمانے سے میرے دل میں اسقدر رُعب بیٹھا۔ کہ میرا دل جلالِ الٰہی سے بھر گیا۔ اور اُس بت کی ایک ذرہ بھر عزت نہ رہی خدا کی قسم جس نے اُن پر کتاب اتاری

سیرت النبویہ وغیرہ میں باسناد صحیح وغیرہ مروی ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ کو ایام جاہلیت کے تمام عیوب سے محفوظ رکھا اور مشرکوں کی سی پلیدیوں شرک، کفر، وغیرہ وغیرہ بڑے کاموں سے قبل از نزولِ وحی بچائے رکھا۔ اور یہ سب کام طبعاً آپ کو بُرے معلوم ہوتے تھے۔ کہ کبھی ایسی باتوں کی راہ نہ جاتے اور بہت بُرا جانتے۔ اوروں کو بھی سمجھاتے۔ حیا و شرم آپ کے طبعی تھے اور اخلاقِ عالیہ آپ کی سرشت۔ محرّمات و مکروہات سے کلّی نفرت آپ کی جبلّت تھی۔ جس جس کام کو شریعت نے بعد میں حلال و حرام کیا۔ آپ پہلے ہی اُن سے محترز و مجتنب رہے۔ گویا آپ فطرتاً شریعت الٰہی پر پیدا ہوئے۔ اور ایک مہذب انسان بن کر

الشجاعة والحياء ۔

وفي رواية بن سعد وابن عساكر عن داؤد بن الحصين قال قالوا شب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم افضل قومه مروة واحسنهم خلقا واكرمهم مخالطة واحسنهم جوارا واعظمهم حلما وامانة واصدقهم حديثا وابعدهم عن الفحش والاذى ما رأى مماريا ولا ملاحيا احدا حتى سماه قومه **الامين** ۔

دنیا پر آئے۔ حسنِ اخلاق میں آپ درجہ اعلیٰ رکھتے تھے۔ اور ہر طرح کے افعالِ قبیحہ او اقوالِ شنیعہ اور ہر قسم کی برائیوں سے آپ پاک اور منزہ تھے، آپ کی مقدس ہستی دنیا میں بے مثال تھی۔ آپ ہر ایک پر شفیق و مہربان تھے۔ مروت واحسان میں یگانہ۔ اور مخلوق سے برتاؤ میں یکتائے زمانہ۔ کریم رحیم۔ خدا کے بندوں کے خیرخواہ اور ہمدرد۔ صدق وامانت میں فرد۔ خوشخو۔ راست گو۔ اوصافِ حمیدہ اور افعالِ پسندیدہ کے مالک تھے۔ غریبوں بیکسوں کے غمخوار۔ عاجزوں اور ناداروں کے مددگار۔ نیک کردار۔ راست گفتار۔ آپ کی صداقت و دیانت، عفت وطہارت، تقوےٰ وامانت، صبر و شکر، عدل وانصاف، زہد و تواضع، غربا کی دلداری اور غمگساری، جود و شجاعت، حیا و وفا کو سب دوست دشمن مانتے تھے۔ آپ کی راہ و روش کو پسندیدہ دیکھ کر قوم کے لوگ آپ کو **امین** کے نام سے پکارتے تھے۔

اخرج ابو نعيم عن مجاهد قال حدثني مولائي عبد الله بن السائب قال كنت شريك النبي صلى الله عليه وآله وسلم في الجاهلية فلما قدمت المدينة قال تعرفني قلت نعم كنت شريكي فنعم الشريك لا تداري ولا تماري

ابونعیم نے مجاہد سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میرے مولےٰ عبداللہ بن سائب نے میرے پاس یہ حدیث بیان کی کہ میں ایامِ جاہلیت (نبوت سے پہلے کا زمانہ) میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تجارت میں بھائیوال تھا جب آپ کو درجۂ نبوت و رسالت منجانب اللہ عطا ہوا۔ اور آپ بامر اللہ تعالےٰ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں اقامت فرما ہوئے۔ تو عرصہ کے بعد ایک دن مجھے آپ سے مدینہ طیبہ کے ایک گذر میں ملنے کا اتفاق ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا، تو مجھے پہچانتا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ میرے بھائیوال تھے۔ کبھی دھوکا نہ کیا۔ نہ کبھی بدگمانی کی۔

اخرج ابوداؤد و ابو يعلى وابن منده والخرائطي عن عبد الله بن ابي الحمساء قال بايعت النبي صلى الله عليه وآله وسلم قبل ان يبعث ببيع فبقي له علي شيء فوعدته ان اتيه في مكانه فنسيت ذلك اليوم والغد فاتيته اليوم الثالث فوجدته في مكانه ذلك فقال

ابوداؤد اور ابویعلیٰ اور ابن منده اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں عبداللہ بن ابی الحمساء سے روایت کیا ہے۔ کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ خریدا۔ (ابھی آپ نے اپنی نبوت کا اظہار نہیں کیا تھا) تو اس چیز کی قیمت سے جو میں نے آپ سے خریدی تھی کچھ باقی رہ گیا۔ میں نے کہا آپ یہاں ہی ٹھہریں۔ گھر سے باقی لا دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر میں اپنے گھر آیا۔ اتفاق سے دنیوی شغل اور گھر

لی قد شفقت علی امتہم ناسمنا ثلاث انتظرک" آئے خیالات میں وُہ بات مجھے یاد نہ رہی کہ میں آپ کو ٹھہرا آیا ہُوں۔ اور باقی لے کر آپ کو دے آؤں۔ وُہ دن گزرا اور اگلا بھی۔ تیسرے دن مجھے یاد آیا۔ میں باقی لے کر گیا اور آپ کو جہاں ٹھہرا آیا تھا وہیں پایا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ کہ تو کہاں گیا تھا؟ مجھے یہاں ٹھہرا کر آپ جاتا رہا۔ میں اُسی وقت سے بحسبِ وعدہ یہاں کھڑا تیرا انتظار کر رہا ہُوں۔ آج تیسرے دن تو آیا ہے۔

برکاتہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بعد وفاتہ

برکاتِ آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعد از وفات

اخرج ابونعیم من طریق مالک بن دینار عن انسؓ بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حیاتی خیر لکم ثلاث مرات و مماتی خیر لکم ثلاث مرات فسکت القوم فقال عمرؓ بن الخطاب بابی انت و امی کیف یکون ھذا قال حیاتی خیر لکم ینزل علی الوحی من السماء فاخبرکم بما یحل لکم و ما یحرم لکم و موتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم کل خمیس فما کان من حسن حمدت اللہ عز و جل علیہ و ما کان من ذنب استوھبت لکم ذنوبکم

ابونعیم نے بطریقِ مالک بن دینار انس بن مالک سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک ہی وقت میں تین دفعہ فرمایا۔ کہ میرا جینا اور مرنا دونوں تمہارے لیے بہتر ہیں۔ حاضرین سُن کر خاموش رہے۔ حضرت عمرؓ بن خطاب نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کا جینا اور مرنا دونوں ہمارے لیے بہتری میں کیسے برابر ہیں؟ فرمایا میرا جینا تو اسلیے کہ زندگی میں مجھ پر وحی آتی ہے۔ اور میں تمہیں تمہارے نفع و نقصان کی باتیں سمجھا دیتا ہُوں۔ اور میرا دنیا سے جانا تمہارے واسطے اسلیے بہتر ہے۔ کہ ہر جمعرات کو تمہارے اعمال مجھ پر دکھائے جایا کرینگے۔ اچھے ہونگے تو میں خدا کا شکر بجالایا کرونگا۔ اور تمہارے لیے اور بھی اعمال خیر کی توفیق چاہتا رہونگا۔ اور اگر بُرے ہونگے۔ تو خدا سے تمہارے لیے معافی مانگوں گا۔ اور آئندہ گناہ سے بچنے کی دُعا کرتا رہوں گا۔

و روی عن فضلؓ بن عباسؓ لما وضع النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی قبرہ نظرت وجہہ اخر رؤیۃ اذا رأیتُ شفتیہ یتحرک فادنیتُ اذنی عندھا فسمعتُ وھو یقول اللھم اغفر لامتی فاخبرت کلھم بھذا فتعجبوا بشفقتہ علی امتہ اللھم صل و سلم علی ھذا النبی الکریم و الرسول السید العظیم بالمؤمنین رؤف رحیم

فضلؓ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات ہُوئی۔ اور آپ کو لحد میں اُتار گیا۔ تو میرے دل میں آیا کہ آج میں آپ کا آخری دیدار کروں۔ میں نے نیچے ہو کر آپ کے چہرہ مبارک سے کپڑا اُٹھایا۔ تو کیا دیکھتا ہُوں کہ آپ کے لب مبارک ہلتے ہیں۔ میں نے کان لگایا۔ سُنتا ہُوں کہ آپ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ (الٰہی میری امت بخشدے) کہہ رہے ہیں۔ میں نے کہا دیکھو دیکھو۔ آپ اس وقت بھی خدا سے ہماری بخشش مانگ رہے ہیں۔ سب نے آپ کی شفقت اور امت

کی غمخواری پر تعجب کیا۔ اللھم صل وسلم علی ہذا النبی الکریم والرسول السید السند العظیم۔ وبالمؤمنین رؤف رحیم +

اخرج ابو بکر بن ابی عاصم فی کتاب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من طریق ابی احمد الزبیری حدثنا نعیم بن ضمضم نبانا عمران بن حمیرۃ قال لعمار بن یاسر الا احدثک حدیثا حدثنیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ عز وجل اعطی ملکا من الملئکۃ اسماع الخلائق فہو قائم علی قبری حتی تقوم الساعۃ فلیس احد من امتی یصلی علی صلوٰۃ الا قال یا احمد فلان بن فلان باسمہ واسم ابیہ صلی علیک بکذا او کذا وضمن لی الرب انہ من صلی علی صلوٰۃ صلی اللہ علیہ عشرا و ان زادہ زادہ اللہ عز وجل +

اخرج ابن ابی الدنیا عن سلیمن بن سحیم قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی النوم فقلت یا رسول اللہ ہؤلاء الذین یاتونک فیسلمون علیک اتفقہ سلامہم قال نعم وارد علیہم

اخرج الامام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال انی لارجوا ان اشفع یوم القیمۃ عدد ما علی الارض من شجرۃ ومدر +

اخرج ابو سعد السمعانی عن علی علیہ السلام قال قدم علینا اعرابی بعد ما دفنا رسول اللہ صلی اللہ

ابو بکر بن ابی عاصم نے اپنی کتاب الصلوٰۃ علی النبی میں بطریق ابی احمد الزبیری روایت کیا ہے۔ کہا کہ میرے پاس حدیث بیان کی نعیم بن ضمضم نے، اُس نے کہا مجھے خبر دی عمران بن حمیرہ نے۔ اُس نے عمارؓ بن یاسر سے۔ کہا کہ میں تجھے ایک حدیث سناؤں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنائی ہے۔ کہا ہاں۔ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حق تعالےٰ نے ایک فرشتے کو تمام جہان کی آوازیں سُننے کی قوت عطا کی ہے۔ اور وہ میری قبر پہ قیامت تک کھڑا رہیگا۔ اُسکا کام یہ ہے کہ جب کوئی مجھ پر درود بھیجے تو وہ بعینہ اُسکی زبان کے الفاظ معہ اُسکے نام اور ولدیت وسکونت کے میرے پیش کرے۔ اور میرے رب نے اپنے ذمّہ لیا ہوا ہے کہ جب کوئی مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے۔ وہ اُس پر بعوض اُس ایک کے دس مرتبہ بھیجے۔ بھیجنے والا جسقدر بڑھائے۔ اُسی قدر بحساب مذکور خدا سے اپنے پر درود پائے۔

ابن ابی الدنیا نے سلیمان بن سحیم سے روایت کیا ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو لوگ آپ کے دربار پُر انوار میں حاضر ہو کر سلام کرتے ہیں۔ آپ اُن کا سلام سنتے سمجھتے ہیں۔ فرمایا۔ ہاں۔ مجھے اسکا علم ہے۔ میں اُن کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔

امام احمد بن حنبل نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے امید ہے۔ کہ میں قیامت کو اتنے آدمیوں کی شفاعت کرونگا جسقدر کہ زمین پر کوئی بوٹی یا ڈھیلا پڑا ہے۔

ابو سعد سمعانی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن ہونے کے بعد تین دن گزرے

علیہ و آلہ وسلم بثلاثۃ ایام فرمی بنفسہ علی قبر النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وحثا من ترابہ علی راسہ وقال یارسول اللہ قلت فسمعنا قولک ووعیت عن اللہ ماوعینا عنک وکان فیما انزل اللہ علیک ولو انھم اذظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما وقد ظلمت نفسی وجئتک تستغفرلی فنودی

ایک اعرابی آپ کے مزار شریف پر حاضر ہوا۔ اور اپنے آپ کو قبر مبارک پر قدموں کی طرف گرا دیا۔ اور بہت رویا۔ مرقد مبارک سے مٹی لے کر اپنے سر پر ڈالی۔ اور کہا کہ یارسول اللہ آپ نے دُنیا میں تبلیغ احکام کی ہم نے سنا اور مانا۔ آپ نے خدا سے علم لیا۔ ہم نے آپ سے۔ خدا نے جو آپ پر نازل کیا ہے اُسمیں درج ہے۔ کہ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (ترجمہ) جب کوئی گنہگار گناہ کر کے تیرے پاس آئے۔ اور تیرے وسیلہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہے۔ اور تو بھی اُسکی سفارش کرے۔ تو خدا اُسکی توبہ قبول کریگا۔ اور اُس پر رحم کریگا۔ اور میں گناہگار ہوں۔ آپ کے دربار میں حاضر ہو کر خدا سے معافی کا خواستگار ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو اس واقعہ کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ قبر سے آواز آئی (مطمئن رہ) تیرے گناہ بخش دیے گئے۔

اخرج الطبرانی عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اکثروا الصلوۃ علیّ یوم الجمعۃ فانہ یوم مشہود تشہدہ الملائکۃ لیس من عبد یصلی علیّ الا بلغنی صوتہ حیث کان قلنا وبعد وفاتک قال وبعد وفاتی ان اللہ عزوجل حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

(ابوداؤد۔ نسائی۔ ابونعیم۔ ترمذی وغیرہم)

طبرانی نے ابوالدرداء رض سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ کیونکہ وہ ایسا دن ہے۔ جس دن میں فرشتے دنیا کے کونہ کونہ اور جگہ جگہ میں حاضر رہتے ہیں۔ تو اُس روز کوئی بھی کہیں مجھ پر درود پڑھے۔ تو مجھ اُسکی آواز پہنچ جاتی ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ بعد از وفات بھی آپ کو ہماری آواز پہنچے گی۔ فرمایا ہاں۔ اللہ تعالےٰ نے انبیاء کے جسم زمین پر حرام کر دیے ہیں۔ وہ اُنہیں نہیں کھاتی۔

اخرج الترمذی وحسنہ عن انس قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان یشفع لی یوم القیمۃ فقال انا فاعل ان شاء اللہ تعالیٰ قلت فاین اطلبک قال اول ما تطلبنی علی الصراط قلت فان لم القک علی الصراط قال فاطلبنی عند المیزان قلت فان لم القک عند المیزان قال فاطلبنی عند الحوض فانی لا اخطی ھذہ الثلاثۃ مواطن

ترمذی نے انس رض سے روایت کیا ہے (اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے) کہ ایک دن میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ مجھے آپ کی شفاعت کی سب سے زیادہ حاجت ہے۔ آپ قیامت کے دن میری شفاعت ضرور کیجیئگا۔ فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ۔ میں نے عرض کیا۔ کہ وہاں میں آپ کو کہاں ملوں؟ فرمایا اول تو تو پُلصراط پر میری تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اگر آپ مجھے وہاں نہ ملے تو؟ فرمایا اگر میں وہاں نہ ملا۔ تو میزان پر جہاں نامۂ اعمال تلتے

ـــــــــ انوار المحمدیہ من مواہب لدنیہ مطبوعہ مصر صد ۹۲

ہونگے۔ وہاں مجھ دیکھنا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اگر وہاں بھی آپ مجھ نظر نہ آئیے تو؟ - فرمایا۔ پھر مجھ حوضِ کوثر پر ملنا۔ کیونکہ اُس وقت ان تین جگہ کے سوا میں اور کہیں نہیں ہونگا۔

اخرج ابن جوزی اذا عصف الصراط بامة محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نادوا وامحمداہ واحمداہ واحمداہ فیبادر علیہ الصلوۃ والسلام من شدۃ اشفاقہ علیہم وجبرئیل اخذ بحجزتہ فینادی رافعا صوتہ رب امتی امتی لا اسئلک عن نفسی ولا فاطمۃ ابنتی والملئکۃ قیام عن یمین الصراط و یسارہ ینادون رب سلم سلم وقد عظمت الاھوال والاوجال والعصاۃ یتساقطون عن الیمین وعن الشمال والزبانیۃ یتلقونہم بالسلاسل والاغلال ینادونہم اما نہیتم عن کسب الاوزار اما انذرتم کل الانذار اما جاءکم النبی المختار

ابن جوزی نے روایت کیا ہے۔ کہ جب پُل صراط اجبال سے کمزور نظر آئیگا آپ کی اُمّت کیلئے رکھا جائیگا۔ تو لوگ گھبرائے ہُوئے واحمداہ واحمداہ واحمداہ پکارتے ہونگے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ سُن کر نہایت شفقت اور محبت دل سے اُٹھ کھڑے ہونگے۔ جبرئیل آپ کو کمر سے پکڑ لیگا۔ مگر آپ نکل جائینگے۔ اور عرشِ الٰہی کے سامنے عرض کرینگے۔ اَے رب! آج میں تجھ سے نہ اپنے آپ کا سوال کرتا ہوں نہ اپنی پیاری بیٹی فاطمہ رض کی نسبت کچھ عرض کرتا ہوں۔ سوال صرف اُمّت کا ہے۔ انہیں بخش دے۔ اُس وقت فرشتے پُل صراط کے دائیں بائیں کھڑے پکارتے ہونگے۔ سلّم یا ربّ سلّم (اَے ہمارے رب بچالے بچالے) خوف اور ڈر اسقدر غالب ہوگا۔ کہ گنہگار دائیں بائیں کرتے ہونگے۔ اور دوزخ میں عذاب کے فرشتے آتشی زنجیر اور طوق لیے کھڑے ہونگے اور غصہ سے کہتے ہونگے۔ کہ تمہیں گناہوں اور گناہوں کے وبال سے خبر نہیں دی گئی تھی؟ کیا تمہارے پاس وہ نبی جسے اختیار دیئے گئے ہیں، نہیں آیا تھا؟

برکاتِ مرقدہٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج القاضی اسمٰعیل بن اسحٰق فی کتابہ فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من طریق منبہ بن وہب ان کعبا زار ام المؤمنین عائشۃ رض فذکروا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال کعب ما من فجر یطلع الا نزل سبعون الفا من الملئکۃ یحفون بقبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یضربون باجنحتہم و یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی اذا امسوا

برکاتِ مرقدِ مبارک آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حافظ ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن مبارک نے کتاب الزہد میں اور قاضی اسمٰعیل بن اسحاق نے اپنی کتاب فضل الصلوٰۃ علی النبی میں منبہ بن وہب کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت کعب رض ایک دفعہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رض کی خدمت میں بغرضِ زیارت مرقدِ مبارک مصطفویہ علیٰ راقدہا الصلوٰۃ والتحیہ حاضر ہُوئے۔ اثنائے ذکرِ خیر جناب میں حضرت کعب رض نے کہا کہ ہر صبح ستّر ہزار فرشتے آپ کے مرقد مبارک پہ نازل ہوتے ہیں۔ اور پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور مرقد مبارک پر مار کر آپ پر درود پڑھتے ہیں۔ جب رات پڑتی ہے تو وہ چڑھ

عرجوا وهبط سبعون الفاحتی یحفوابالقبرالشریف یضربون باجنحتہم ویصلون علی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سبعون الفا باللیل وسبعون الفا بالنہار حتی اذا انشقت عنہ الارض خرج فی سبعین الفا من الملٰئکۃ یزفونہ فہذا قولہ تم ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی (الآیۃ)

جاتے ہیں۔ اور ستر ہزار اور اُتر آتے ہیں۔ اسی طرح قیامت کے دن جب آپ قبر مبارک سے اُٹھینگے۔ تو ستر ہزار فرشتے (وہ جو اُس دن کی صبح آپ کے مرقدِ مبارک پر نازل ہوئے ہونگے) آپ کے اردگرد ہونگے اور درود پڑھتے ہوئے آپ کو لے جائینگے۔ اللہ پاک کے اِس قول اِنَّ اللہَ وملٰئکتہ یصلون علی النبی (اللہ اور اللہ کے فرشتے نبی محمدؐ پر درود پڑھتے رہتے ہیں) میں وہ یہی فرشتے مراد ہیں۔ جن سے ستر ہزار تو ہر روز اور ستر ہزار ہر رات نازل ہو کر درود پڑھتے رہتے ہیں۔ اور قیامت کے آخری دن تک درود پڑھتے رہینگے۔

اخرج الدارقطنی فی سننہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من زار قبری وجبت لہ شفاعتی و من طریق اٰخر عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من حج فزار قبری بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی

دار قطنی نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جس نے میری قبر کی زیارت کی، اُسکے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ کہ جس نے حج کیا۔ اور میری قبر کی زیارت کی۔ تو گویا اُس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

اخرج ابو الجوزا قال قحط اھل المدینۃ قحطا شدیدا فشکوا الی عائشۃ رض قالت انظروا قبر النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فاجعلوا منہ کوی الی السماء حتی لا یکون بینہ وبین السماء سقف ففعلوا فمطروا حتی نبت العشب وسمنت الابل حتی تفتقت من الشحم فسمی عام الفتق

محدث ابو الجوزاء نے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں قحط پڑا۔ لوگ بہت تنگ ہوئے۔ سب نے جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں شکایت کی۔ انہوں نے کہا جناب پاک کی قبر مبارک کو دیکھو اور حجرہ مبارک کی چھت سے آسمان کی طرف ایک روزنہ کردو۔ کہ آسمان آپ کی قبر مبارک کو دیکھے۔ انہوں نے ایسا ہی کردیا۔ جب قبر مبارک اور آسمان کے بیچ سے پردہ ہٹ گیا۔ تو آسمان سے اِسقدر بارش اُتری کہ زمین اُگ کر سبز ہوگئی۔ اونٹ (وغیرہ مویشی) فربہ ہوگئے اور چربی سے بھر گئے۔ چنانچہ اُس سال کا نام عام الفتق ہُوا۔

اخرج مسلم عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انا سید ولد اٰدم یوم القیٰمۃ وانا اول من ینشق عنہ القبر واول شافع واول مشفع

مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں اولادِ آدم کا سردار ہُوں۔ اور قیامت کو بھی سب پر میری سرداری ہوگی۔ اور سب سے پہلے میں قبر سے نکلوں گا۔ اور سب سے اول میں ہی شفاعت کروں گا۔

قمیصہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اخرج الشیرازی فی الالقاب عن حسین ابن علی عن ابیہ علی بن ابی طالب علیہما السلام و عن محمد بن علی عن ابیہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہم قالا لما ماتت ام علی بن ابی طالب فاطمۃ بنت اسد بن ھاشم وکانت ممن کفل النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وربتہ بعد موت عبدالمطلب کفنہا النبی فی قمیصہ و صلی علیہا واستغفر لہا وجزاھا الخیر بما ولیتہ منہ واضطجع فی قبرھا حین وضعت فقیل لہ صنعت یا رسول اللہ بہا صنعا لم تصنع باحد قال انما کفنتہا فی قمیصی لیدخل بہا اللہ الرحمۃ ویغفر لہا و اضطجعت فی قبرھا لیخفف اللہ عنہا بذالک۔

آپ کا قمیص مبارک

شیرازی نے القاب میں امام حسین علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ اور دوسری سند اس حدیث کی یہ ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے باپ علی زین العابدین علیہ السلام سے اُنہوں نے اپنے باپ امام حسین علیہ السلام سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم جناب علی مرتضیٰ کی والدہ ماجدہ (جنہوں نے بعد وفات عبدالمطلب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پرورش کیا تھا اور مثل حقیقی والدہ کے دل وجان سے حق تربیت بجا لاتی تھیں) فوت ہوئیں۔ تو آپ نے بغرضِ ادائے حقوقِ تربیت اپنا قمیص مبارک اُتار کر اُن کو کفن دیا۔ اور نمازِ جنازہ پڑھی۔ اور دُعائے بخشش کی۔ اور قبر میں نیچے اُترکر بحیثیت فرزندانہ لحد میں دراز ہُوئے۔ کسی نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ آج جو کچھ آپ نے اس ایک بی بی کے ساتھ کیا ہے۔ کبھی کسی اور کے ساتھ نہیں کیا۔ فرمایا میں نے اُنہیں کفن اپنے قمیص کا اسلیے دیا ہے۔ کہ حق تعالیٰ اُس کی برکت سے (کیونکہ وہ میرے جسم سے لگا ہے اور میں خدا کا نبی ہُوں اور صاحبِ برکت ہوں) اپنی رحمت میں داخل کردیگا۔ اور بخشدیگا۔ اور میں اُسکی لحد میں اسلیے پڑا۔ کہ خداوند کریم اس لحد کو اُسکے لیے آرام کی جگہ بنائے۔

اخرج ابو نعیم فی المعرفۃ والدیلمی عن ابن عباس وابن عساکر عن علیؓ قال لما ماتت فاطمۃ بنت اسد بن ھاشم کفنہا النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی قمیصہ وصلی علیہا فکبر علیہا سبعین تکبیرۃ ونزل فی قبرھا فجعل یومی فی نواحی القبر کانہ یوسعہ ویسوی علیہا وخرج من قبرھا و عیناہ تذرفان وحثا فی قبرھا فلما ذھب قال لہ

حافظ ابو نعیم نے معرفت میں اور دیلمی نے بھی ابن عباسؓ سے اور ابن عساکر نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ جب میری والدہ شریفہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم فوت ہوئیں۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے قمیص میں اُنہیں کفن دیا۔ اور اُن پر نمازِ جنازہ پڑھی اور ستر تکبیریں کہیں۔ اور جب قبر کھود رہے تھے۔ تو آپ اُتر اُتر کر اور سب طرف دیکھ دیکھ کر قبر کھودنے والوں کو تاکید کر رہے تھے کہ اِدھر سے صاف کرو۔ اُدھر سے درست کرو۔ اور

عمر بن الخطاب یا رسول اللہ رأیتك فعلت علی ھذہ المرأۃ شیئًا لم تفعله علی احد فقال یا عمر ھذہ المرأۃ کانت امی بعد امی التی ولدتنی ان ابا طالب کان یصنع الصنیع وتکون له المأدبة وکان یجمعنا علی طعامه فکانت ھذہ المرأۃ تفضل منه کله نصیبا لی فاعود فیه وان جبرئیل اخبرنی عن ربی انھا من اھل الجنة واخبرنی ان اللہ تعالٰی امر سبعین الفا من الملٰئکة یصلون علیھا ١٢

نیچے سے ہموار کرو۔ جب آپؐ کے حسبِ منشا قبر تیار ہو گئی اور آپ باہر نکلے، تو آپ کی چشمانِ مُبارک آنسوؤں سے بھری ہُوئی تھیں۔ پھر دفن کر کے آپؐنے اپنے ہاتھوں اُس پہ مٹی ڈالی۔ جب فارغ ہو کر واپس چلے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آج آپؐ نے اِس بی بی سے جو سلوک کیا ہے۔ کسی اَور سے کبھی کرتے نہیں دیکھا۔ آپؐنے فرمایا۔ عمرؓ! تجھے نہیں معلُوم؟ کہ یہ میری ماں کے بعد میری ماں ہے۔ میرے والدین کے مرنے کے بعد میرے دادا عبد المطلب میرے مربی بنے۔ اور اُس کے بعد جب میرے چچا ابو طالب میرے کفیل ہُوئے۔ تو اِس نے جسقدر مجھ پر شفقت رکھی اور محبت کی۔ مَیں اُسکا شکریہ نہیں ادا کر سکتا۔ خدا اِسے جزائے خیر دے۔ جب ہم سب چچا زاد بھائی ایک خوان پر کھانا کھانے بیٹھتے۔ تو یہ میری طرف اپنے پیٹ جنے بچوں سے زیادہ کھانا رکھ دیا کرتی تھی۔ اور میرے لیے بچا بھی رکھتی تھی۔ جبریئل نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ جنتی ہے۔ اور حق تعالےٰ نے اُس کے جنازہ پر ستر ہزار فرشتوں کو بھیجا۔ جنہوں نے تمہارے ساتھ میرے پیچھے نماز جنازہ ادا کی ہے۔

اخرج بن عدی من طریق محمد بن جابر سمعت ابی یذکر عن جدی سنان بن طلق الیمامی انه اول وفد وفدوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم من بنی حنیفة قال فوجدته صلی اللہ علیه وآله وسلم یغسل رأسه فقال اقعد یا اخا الیمامه فاغسل رأسك فغسلتُ رأسی بفضلة غسل رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم ثم اسلمت ثم کتب لی کتابا فقلت یا رسول اللہ اعطنی قطعة من قمیصك استأنس بھا فاعطانی قال محمد بن جابر فحدثنی ابی انھا کانت عنده یغسلھا للمریض یستشفی بھا ١٢

ابن عدی نے محمد بن جابر سے، اُس نے کہا مَیں نے اپنے باپ سے سُنا۔ وہ اپنے باپ سنان بن طلق یامی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب بنی حنیفہ کا وفد حضورؐ کی خدمت میں بھیجا آیا۔ تو سب سے پہلے مَیں ہی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس وقت آپؐ اپنا سرِ مبارک دھو رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا، بیٹھ جا۔ اور تو بھی اپنا سر دھولے۔ حکم پا کر مَیں نے بھی آپؐ کے بچے ہوئے پانی سے اپنا سر دھویا۔ پھر آپؐ نے مجھے اِسلام کی تعلیم دی۔ اور مَیں مسلمان ہو گیا۔ پھر مجھے آپؐ نے کچھ لکھ دیا۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ آپؐ مجھے اپنے قمیص مبارک کا ایک ٹکڑا عطا کیجئے۔ میں اپنی تسکین خاطر کے لیے تبرکاً اُسے اپنے پاس رکھوں گا۔ محمد بن جابرؓ کہتے ہیں۔ میرے باپ نے کہا وہ ٹکڑا ابًا عن جدٍ میرے ہاتھ آیا۔ ہم بیماروں کو بغرضِ شفا دھو کر پلایا کرتے۔ اور وہ اُس پانی سے شفا پاتے۔

جُبّتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج مسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما اخرجت جبۃ طیالسیۃ ای ذات اعلام خضر وقالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یلبسہا فنحن نغسلہا للمرضیٰ فنستشفی بہا ۔ ابوداؤد ج ۲ صفحہ

اخرج النسائی عن شداد بن الہاد ان رجلا من الاعراب جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فآمن بہ واتبعہ وقال اہاجر معک فاوصی بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض اصحابہ فلما کانت غزوۃ غنم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبیا فقسم وقسم لہ فاعطاہ اصحابہ ما قسم لہ وکان یرعی ظہرہم فلما جاء دفعوہ الیہ فقال ما ھذا قالوا قسم قسمہ لک النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاخذہ فجاء بہ الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ما ھذا قال قسمتہ لک قال ما علی ھذا اتبعتک ولکنی اتبعتک علی ان ارمی الی ھھنا واشار الی حلقہ بسہم فاموت فادخل الجنۃ فقال ان تصدق اللہ یصدقک فلبثوا قلیلا ثم نہضوا فی قتال العدو فاتی بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یحمل قد اصابہ سہم حیث اشار فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اھو ھو قالوا نعم قال صدق اللہ فصدقہ ثم کفنہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی جبتہ

آپ کا جُبّہ مُبارک

مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے ایک جُبّہ طیالسی جس میں کچھ سبز خط تھے (یا بوٹیاں) نکالا اور کہا اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنتے تھے۔ ہم اسے بیماروں کو بغرضِ شفا دھو کر پلاتے ہیں۔ خُدا اُنہیں شفا دیتا ہے۔ (مسلم مصری ج ۲ صفحہ)

امام نسائی نے شداد ابن ہاد سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہوگیا۔ پھر عرض کی کہ میں آپ کے ساتھ ہی رہونگا۔ آپ نے اُسے اپنے کسی صحابی کے سپُرد کردیا۔ کہ وہ اُسے احکام اسلام سکھائے اور حق و باطل، حلال و حرام سمجھائے۔ اتنے میں جہاد کا کوئی موقعہ نکل آیا۔ اُس میں خُدا نے مسلمانوں کو فتح بخشی۔ اور وہاں سے مال و اسباب، نقد و جنس مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ جناب نے اُس اسباب اور مال کو مجاہدین پر تقسیم کردیا۔ تقسیم کے وقت وہ اعرابی حاضر نہ تھا۔ وہ مجاہدین کے اُونٹ چرانے گیا ہوا تھا۔ اُس کا حصہ آپ نے اُسکے ساتھیوں کے سپُرد کردیا۔ جب وہ آیا تو انہوں نے اُسے دے دیا۔ بولا یہ کیسا ہے؟ انہوں نے کہا یہ مالِ غنیمت سے تیرا حصّہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقسیم میں تجھے دیا ہے۔ وہ لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ یہ کیا ہے جو آپ کی طرف سے صحابہ نے مجھے دیا ہے؟ فرمایا یہ تیرا حصّہ ہے۔ اُس نے کہا۔ میں نے اسلیے تو آپ کی تابعداری نہیں کی میں نے تو اسلیے آپ کی تابعداری کی ہے کہ مجھے یہاں (گلے پر اُنگلی لگاکر) تیر لگے۔ اور میں شہید ہوکر جنت میں جاؤں۔ آپ نے فرمایا اگر تو اس بات کو سچ کرماننا ہے تو خُدا تجھے سچ کر دکھائیگا۔ تھوڑے ہی

ثم قدمه فصلی علیه فکان مما ظهر من صلوته اللهم هذا عبدک خرج مهاجرا الی سبیلک فقتل شهیدا وانا شهید علیٰ ذلک ۱۲

دن گزرے تو پھر ایک موقعہ جہاد کا نکل آیا۔ اثنائے جنگ میں اُسے وہاں ہی تیر لگا۔ جہاں اُس نے اپنی انگلی لگا کر حضور نبوئ میں دکھایا تھا۔ لگتے ہی زمین پر گر پڑا۔ صحابہ اُسے اُٹھا کر آپ کی خدمت میں لے آئے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ وہی ہے؟ سب نے عرض کیا کہ یہ وہی ہے۔ فرمایا۔ اِس نے خُدا اور اس کی باتوں کو سچ کر مانا۔ اُس نے اِسے سچ کر دکھایا۔ پھر آپ نے اُسے اپنے جبہ مبارک میں کفن دے کر اُس پر نماز جنازہ پڑھی۔ راوی حدیث کہتا ہے۔ ہم نے سُنا کہ آپ یہ کہ رہے تھے۔ " اللھم هذا عبدك خرج مهاجرا الی سبیلك فقتل شهیدا وانا شهید علیٰ ذلك ۱۲ (نسائی مجتبائی صـ۲۷۷)

عمامتہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج بن سعدؒ من طریق الواقدیؒ

عن شیوخه ان عمر بن عبد ود جعل یدعوا یوم الخندق هل من مبارز فقال علی بن ابی طالب کرم الله وجهه انا ابارزه فاعطاه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم سیفه وعممه بعمامته و قال اللهم اعنه علیه ثم برز له ودنا احدهما من صاحبه وصارت بینهما غبرة وضربه علیؑ فقتله وولی اصحابه هاربین ۱۲

آپ کا عمامہ مبارک

ابن سعد نے واقدی کے طریق سے اُس نے اپنے شیوخ حدیث سے روایت کیا ہے۔ کہ جنگ خندق میں کفار کی طرف سے پہلے پہل عمر بن عبد ود جو بڑا بہادر اور نڈر تھا میدان میں نکلا۔ اور آپ کے سامنے کھڑا ہو کر بکواس کرنے لگا۔ کہ مسلمانوں میں کوئی میرے مقابلے کا تو آئے، نکلے۔ یہ سُن کر شیرِ خدا برادرِ مصطفےٰ، علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہما اُٹھ کھڑے ہوئے۔ حضور نے فرمایا۔ میرے نزدیک آ۔ پھر آپ نے اپنی تلوار انہیں عطا کی۔ اور اپنی دستار مُبارک اُن کے سر پر رکھدی۔ اور دُعا کی کہ الٰہی اِسے عمرو بن عبد ود پر مدد دے۔ شیرِ خدا ؑ اُسکے مقابل آئے۔ ہر چند کہ عمرو کئی آدمیوں کے بھاری تھا۔ لیکن حملہ حیدری کے آگے اُس سے کچھ بھی نہ بن آیا۔ شیرِ خدا نے تلوار کے ایک ہی وار میں اُسکا سر اُڑا کر دور پھینک دیا۔ یہ دیکھ کر سب کافر گھبرائے ہوئے بھاگ گئے اور اسلام فتحیاب ہُوا۔

اللھم صل علی النبی المصطفیٰ وعلی اخیه علی المرتضیٰ صلوٰۃ لا تعد ولا تحصیٰ

اخرج البخاری فی تاریخه وبن عساکر

عن عبدالرحمٰن بن سعد الدشتکی الرازی قال سمعت ابی عن ابیه قال رایت بخارا رجلا علیٰ بغلة بیضاء وعلیه عمامة خز سوداء

بخاری نے تاریخ میں اور ابن عساکر نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن سعد دشتکی رازی سے روایت کیا ہے۔ اُس نے کہا۔ میں نے اپنے باپ سے اُس نے اپنے باپ سے سنا۔ اُس نے کہا میں نے بخارا میں ایک شخص کو سفید خچر پر سوار دیکھا۔ کہ اُس کے سر پر سیاہ

ل تفسیر خازن مطبوعہ مصر صـ۱۵۵ و ج ۲ رحمۃ للعالمین مطبوعہ ہرات صـ۲۵۵

يقول كسانيها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال عبد الرحمن نراه بن حازم الاسلمی"

(کنز الاعمال ج ۷، ص)

رداءه صلى الله عليه وآله وسلم

أخرج البخاری عن سهل بن سعد

قال جاءت امرأة النبی صلى الله عليه وآله وسلم ببردة فقال سهل للقوم اتدرون ما البردة فقال القوم هی شملة منسوجة فيها حاشيتها فقالت يا رسول الله اكسوك هذه وفی رواية قالت انسجت هذه بيدی اكسوكها فاخذها النبی صلى الله عليه وآله وسلم محتاجا اليها فلبسها فراها عليه رجل من الصحابة فقال يا رسول الله ما احسن هذه فاكسنيها فقال نعم فلما قام النبی صلى الله عليه وآله وسلم لامه اصحابه فقالوا ما احسنت حين رايت النبی صلى الله عليه وآله وسلم اخذها محتاجا اليها ثم سالته اياها وقد عرفت انه لا يسئل شيئا فيمنعه فقال رجوت بركتها حين لبسها النبی صلى الله عليه وآله وسلم لعلی اكفن فيها قال سهل فكانت كفنه"

(بخاری مطبوعہ استنبول ج ۷، ص۳۰ و ص۲۵)

اخرج احمد والطبرانی عن الوازع

قال قدمت علی رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم والاشج فی ركب ومعنا رجل مصاب فقلت يا رسول الله ان معی خالا مصابا فادع الله له قال ائتنی

صُوف کی پگڑی تھی اور وہ کہتا تھا کہ یہ پگڑی مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی۔ عبدالرحمن کہتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ شخص ابن حازم اسلمی تھا۔

آپؐ کی چادر مبارک

بخاریؒ نے سہلؓ بن سعد سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت میں چادر لائی سہلؓ نے جب یہ حدیث بیان کی تھی۔ تو حاضرین سے پوچھا تھا۔ کہ تم جانتے ہو بردہ کسے کہتے ہیں؟ حاضرین نے کہا۔ بردہ وُہ چادر ہے کہ اُسکے کنارے بھی بُنے ہُوئے ہوں۔ یعنی کنّی دار چادر ہو۔ اُس عورت نے کہا یا رسول اللہ یہ چادر میں نے اپنے ہاتھ سے آپؐ کے لیے بُنی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چادر کی ضرورت بھی تھی۔ آپؐ نے لے لی۔ پس جب آنحضرتؐ ہماری طرف تشریف لائے تو اُسکا تہبند باندھے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے اُس کو چھُو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ مجھے عنایت کیجیے۔ فرمایا اچھا۔ آپؐ مجلس میں تھوڑی دیر بیٹھے۔ پھر گھر گئے اور اُس چادر کو لپیٹ کر بھجوادیا۔ اُسکی قوم نے اُسے کہا۔ تونے یہ اچھا نہ کیا۔ کیونکہ حضورؐ کو ضرورت تھی۔ اور تو خُوب جانتا ہے کہ آپؐ سائل کو خالی نہیں پھیرتے۔ اب آپؐ کو تکلیف ہوگی۔ اُس آدمی نے کہا۔ واللہ میں نے اِسواسطے چادر لی ہے کہ جب روز میں مروں میرا کفن ہو (اور میں اُسکی برکت سے بخشا جاؤں) سہلؓ نے کہا کہ وہ چادر اُس کے کفن کے کام آئی۔

امام احمد اور طبرانی نے وازع سے روایت کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ہمارے ساتھ ایک آدمی تھا۔ جسے کچھ جِنّی آسیب تھا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے ساتھ ایک آدمی ہے جسے جِنّی آسیب ہے۔ آپؐ

له کنز الاعمال مطبوعہ دائرۃ المعارف و حجۃ اللہ علی العالمین مطبوعہ بیروت ص۴۲۷

به فاتيت به فاخذ طرفا من ردائه فرفعها حتى
رايت بياض ابطيه ثم ضرب ظهره وقال اخرج
عدو الله فاقبل ينظر نظر الصحيح ليس بنظره
الاول ثم اقعده بين يديه فدعا له ومسح وجهه
فلم يكن في الوفد احد بعد دعوة

اُس کے لیے دُعا کیجیے۔ فرمایا اُسے حاضر کر۔ میں نے اُسے حاضر کیا
آپ نے اپنی چادر مبارک کا ایک کونہ پکڑ کر ہاتھ اُٹھایا۔ کہ آپ کی
بغل مبارک کی سفیدی دکھائی دی۔ پھر اُس کی پیٹھ پر مارا اور فرمایا
کہ اے دشمنِ خدا۔ نکل جا۔ وہ فوراً اچھا ہوگیا۔ اور تندرستوں کی
تاکنی تاکنے لگا۔ پھر اُسے اپنے آگے بٹھا کر اُس کے لیے دُعا کی۔
اور اُس کے منہ پر ہاتھ پھرا۔ وہ ایسا تندرست ہوگیا۔ کہ وفد میں ایسا تندرست کوئی اور نہ تھا۔

اخرج ابو داود عن عبد الله بن زيد
المازني يقول خرج رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم الى المصلى فاستسقى وحول رداءه
حين استقبل القبلة ٭
(یہ بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۴۰ پر بھی مروی ہے)

ابو داؤد نے عبد اللہ بن زید مازنی سے روایت کیا ہے۔ کہ
نمازِ استسقا کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید گاہ میں
تشریف لائے۔ اور جس وقت قبلہ کی طرف منہ پھیرا تو اپنی
چادر مبارک کو (رحمت پلٹنے کے لیے) اُلٹایا پلٹایا۔

سيفه صلى الله عليه وآله وسلم
آپ کی شمشیر مبارک

اخرج ابن سعد عن شيخه ان
علي بن ابي طالب لما بارز الى عمرو بن عبد ود
يوم الخندق اعطاه النبي صلى الله عليه و
آله وسلم سيفه ففتح الله به ٭

ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ جنگِ احزاب میں عمرو
بن عبد ود کے مقابل جب حضرت علی مرتضیٰ نکلے تو جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو اپنی تلوار دی۔ وہ تلوار ایسی چلی
کہ دشمن کے سر کو چھونے سے اُڑا کر لے گئی۔

قدحه صلى الله عليه وآله وسلم
آپ کا کاسۂ مبارک

ذكر ابن حجر الهيتمي في شرح الشمائل الترمذي
لنا انه هو اشرف الوسائل ان قدح رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم الذي كان عند انس رضي الله عنه كان من خشب
اثل غليظ وكان مضببا بحديد وقال ابن سيرين
انه كان فيه حلقة من حديد فاراد انس ان يجعل
مكانها حلقة من ذهب او فضة فقال ابو طلحة
لا تغيرن شيئا صنعه رسول الله صلى الله عليه و

ابن حجر ہیتمی نے شرح شمائل میں لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیالہ جو کہ درخت گز (جھاؤ) کی موٹی لکڑی کا تھا۔
اور اس پر لوہے کی کڑی چڑھی ہوئی تھی۔ انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔
ابن سیرین کہتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ انس نے چاہا کہ لوہے کی کڑی کو
اُتار کر اس کی بجائے سونے یا چاندی کی کڑی چڑھا دی جائے۔
ابو طلحہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کئے کو بدلنا نہ
چاہیے۔ پیالہ کے ساتھ یہ لوہے کی کڑی بھی متبرک ہے۔ اسے بھی آپ کا

ـه بخاری ج ۲ ص ۸۴۲ ، ج ۱ ص ۴۳۸

الاول فترك انس رض ثم بعد ذلك اشترى ابوطلحة رض هذا القدح من ميراث النضر بن انس رض بثمانمائة الف درهم ۱۲

دستِ مبارک لگا ہوا تھا۔ یہ سُن کر انس رض نے وہ ارادہ چھوڑ دیا پھر جب حضرت انس رض فوت ہو گئے۔ تو اُن کے بیٹے نضر سے یہ پیالہ ابوطلحہ رض نے آٹھ لاکھ درم (دو لاکھ روپے) کو خرید لیا۔

اخرج القاضی فی الشفا بسنده انه كانت عند اسماء بنت ابی بکر الصدیق قصعة من قصاع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وكانت تجعل فيه الماء للمرضی فیستشفون بها قال عاصم رأيت القدح وشربت فيه ۱۲

قاضی عیاض مالکی نے شفا میں بسندِ خود روایت کیا ہے۔ کہ اسماء بنت ابی بکر رض کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیالوں سے ایک بڑا پیالہ تھا۔ اسماء بغرضِ حصول شفا اُس میں بیماروں کو پانی پلایا کرتی تھیں۔ عاصم کہتے ہیں۔ میں نے اُس پیالہ کو دیکھا ہے۔ اور اُس میں پانی بھی پیا ہے۔

اخرج البخاری عن ابی بردة قال قدمتُ المدينة فلقيني عبد الله بن سلام رض فقال لی انطلق الی المنزل فاسقيك فی قدح شرب فيه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانطلقتُ معه فسقانی سويقاً واطعمنی تمراً وصليتُ فی المسجد ۱۲

بخاری نے ابی بردہ رض سے روایت کیا ہے کہ میں مدینہ منورہ میں گیا۔ وہاں مجھے عبد اللہ بن سلام رض ملے۔ کہنے لگے۔ میرے مکان پر چل میں تجھے اُس پیالہ میں پلاؤں گا جس پیالہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیا کرتے تھے۔ یہ سُن کر بڑی خوشی سے میں اُن کے مکان پر گیا۔ انہوں نے مجھے اُس پیالہ میں ستو پلائے اور کھجوریں کھلائیں اور میں نے آپ کی مسجد میں نماز بھی ادا کی۔

اخرج البخاری عن ابی حازم عن سهل بن سعد رض انه قال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسقنا يا سهل قال سهل فخرجت لهم بهذا القدح فاسقيتهم فيه فاخرج لنا سهل ذلك القدح فشربنا منه قال ثم استوهبه عمر بن عبد العزيز فوهبه له ۱۲

(بخاری ج ۲ ص ۲۵۲)

بخاری نے ایک اور کسی ذکر میں ابی حازم سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی ساعدہ کے دورہ سے واپس تشریف لاتے ہوئے سقیفہ بنی ساعدہ میں ٹھہر کر سہل بن سعد رض سے فرمایا۔ ہمیں پانی پلا۔ سہل رض کہتے ہیں کہ میں نے یہ پیالہ (جسے انہوں نے دکھایا) نکال کر آپ کو مع آپ کے ہمراہیوں کے اس میں پانی پلایا۔ **ف**۔ سہل رض نے یہ پیالہ جسمیں آپ کو پانی پلایا تبرکاً اپنے پاس سنبھال رکھا۔ پھر عمر بن عبد العزیز نے تبرکاً اُس سے لے رکھا تھا۔

اخرج البخاری عن ابی هريرة رض انه كان يقول الله الذی لا اله الا هو ان كنت لاعتمد بكبدی علی الارض من الجوع وان كنت لاشد الحجر علی بطنی من الجوع ولقد قعدتُ

امام بخاری نے ابی ہریرہ رض سے روایت کیا ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اُس خدا کی قسم جسکے سوا اور کوئی خدا نہیں، سچا معبود وہی ایک ہے، ابتدائے اسلام میں ہم پر ایک وہ وقت بھی تھا کہ جب کبھی مجھے بھوک لگتی۔ اور کھانے کو کچھ نہ ہوتا۔ تو میں اُٹھا زمین پر پڑ کر اپنا

يوما على طريقهم الذي يخرجون منه فمر ابو بكر
فسألته عن آية من كتاب الله ما سألته الا
ليشبعني فمر ولم يفعل ثم مر بي عمر فسألته
عن آية من كتاب الله ما سألته الا ليشبعني
فمر ولم يفعل ثم مر بي ابو القاسم صلى الله
عليه وآله وسلم فتبسم حين رآني وعرف ما
في نفسي وما في وجهي ثم قال يا ابا هر قلت
لبيك يا رسول الله قال الحق ومضى فتبعته
فدخل فاستأذن فاذن لي فدخلت فوجد لبنا
في قدح فقال من اين هذا اللبن قالوا اهداه
لك فلان او فلانة قال ابا هر قلت لبيك يا
رسول الله قال الحق الى اهل الصفة فادعهم لي
قال واهل الصفة اضياف الاسلام لا يأوون
الى اهل ولا مال ولا على احد اذا اتته صدقة
بعث بها اليهم ولم يتناول منها شيئا واذا اتته
هدية ارسل اليهم واصاب منها واشركهم فيها
فساءني ذلك فقلت وما هذا اللبن في
اهل الصفة كنت احق انا ان اصيب من هذا
اللبن شربة اتقوى بها فاذا جاءوا امرني
فكنت انا اعطيهم وما عسى ان يبلغني من هذا
اللبن ولم يكن من طاعة الله وطاعة رسوله
صلى الله عليه وآله وسلم بد فاتيتهم فدعوتهم
فاقبلوا فاستأذنوا فاذن لهم واخذوا مجالسهم
من البيت قال يا ابا هر قلت لبيك يا رسول الله
قال خذ فاعطهم قال فاخذت القدح

سینہ لگائے پڑا رہتا اور بہت صبر کرتا۔ ایک دن میں صحابہ کی گزرگاہ میں اسی
طرح پڑا ہوا تھا۔ کہ ابوبکر صدیقؓ میرے پاس سے گزرے۔ میں نے اس خیال پر کہ
یہ بھی کچھ کھلائیں پلائیں گے، قرآن کی ایک آیت پڑھ کر سنائی۔ انہوں نے
کچھ نہ کیا۔ اور چلتے رہے۔ پھر عمرؓ گزرے۔ انہیں بھی میں نے وہی آیت
سنائی کہ شاید یہی میرے مطلب کو سمجھیں۔ مگر وہ بھی جاتے رہے۔ پھر
آپ رحمۃ للعٰلمین تشریف لائے۔ اور مجھے دیکھ کر مسکرائے۔ اور میرا اصلی
مطلب سمجھ کر فرمایا چلا آ۔ میں اٹھ کر آپؐ کے پیچھے ہو لیا۔ آپ اندر تشریف لے
گئے۔ دودھ کا ایک پیالہ دیکھا۔ فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ گھر والوں نے
عرض کیا کہ فلاں کس نے آپؐ کے لیے بطور ہدیہ بھیجا ہے۔ اور آپؐ کا دستور
تھا کہ آپؐ ہدیہ کھا لیتے تھے اور صدقہ نہیں لیتے تھے۔ یہ سن کر آپؐ نے
مجھے آواز دی۔ میں نے کہا حاضر ہوں۔ فرمایا جا سب اصحاب صفہ کو بلا لا۔
اصحاب صفہ اسوقت بے خان و مال تھے۔ سوائے صفہ پیش مسجد کے
کسی کا کوئی مکان نہ تھا۔ نہ اہل و عیال، صرف دم و دم۔ میں نے جب آپؐ
کا یہ حکم سنا تو مجھے بہت گراں معلوم ہوا۔ کہ یہ دو چار گھونٹ دودھ اصحاب
صفہ کو کیا کریگا؟ قطرہ قطرہ بھی حصے نہیں آنے کا۔ اور میں ایسا ہی رہ جاؤنگا
میں جو اسوقت بھوک سے سخت بے تاب ہوں میرا حق تھا۔ آپؐ مجھے دے
دیتے۔ خیر بجز بجا آوری حکم اور کوئی چارہ نہ تھا۔ میں انہیں بلا لایا جب وہ
آبیٹھے۔ تو آپؐ نے مجھے ہی حکم دیا۔ کہ ایک طرف سے شروع ہو کر ایک ایک کو
پیالہ پکڑاتا جا۔ میں جسے پیالہ دیتا۔ وہ سیر ہو کر پھر مجھے دے دیتا۔ میں دوسرے
کو۔ علیٰ ہذا القیاس۔ تا آنکہ سب سیر ہو گئے اور دودھ ویسے کا ویسا ہی۔
پھر آپؐ نے پیالہ دست مبارک میں لیا۔ اور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا
کہ اب میں اور تو پینے والے رہ گئے ہیں۔ لے تو پی۔ میں پی رہا تھا۔ اور
آپؐ فرما رہے تھے۔ اور پی، اور پی۔ میں بہت سیر ہوا، یہاں تک کہ میں نے
قسم کھا کر کہا۔ کہ اب میرے پیٹ میں ایک قطرہ کی گنجائش نہیں۔ فرمایا۔
پیالہ مجھے دے۔ میں نے پکڑا دیا۔ آپؐ نے خدا کی حمد بجا لا کر اور بسم اللہ

فجعلت اعطيه الرجل فيشرب حتى يروى ثم
يرد على القدح فاعطيه الرجل فيشرب حتى يروى
ثم يرد على القدح فاعطيه الرجل فيشرب حتى
يروى ثم يرد على القدح حتى انتهيت الى
النبى صلى الله عليه وآله وسلم وقد روى القوم
كلهم فاخذ القدح فوضعه على يده فنظر الى
فتبسم فقال اباهر قلت لبيك يا رسول الله قال
بقيت انا وانت قلت صدقت يا رسول الله قال
اقعد فاشرب فقعدت فشربت فما زال يقول اشرب
حتى قلت لا والذى بعثك بالحق ما اجد له
مسلكا قال فارنى فاعطيته القدح فحمد الله
وسمى وشرب الفضلة ۔

عصاه صلى الله عليه وآله وسلم

اخرج البيهقى وابو نعيم عن ابن عمر رض
ان النبى صلى الله عليه وآله وسلم لما دخل مكة وجد
بها ثلاثمائة وستين صنما فاشار الى كل صنم بعصا
وقال جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان
زهوقا فكان لا يشير الى صنم الا يسقط من غير ان
يمسه بعصاه ۔

واخرج ابو نعيم عنه بلفظ وحول
البيت ثلاثمائة وستون صنما قد لزقها
الشياطين بالرصاص والنحاس فتساقطت
بوجهها ۔

ذكر الرازى ان امرأة معاذ بن عفراء

پڑھ کر سب کا بچا ہُوا پی لیا ۔

مثلیو! ہمچو مائیو!! دلّی اور روپڑ کے فدائیو!!!

بتاؤ کہ ایسا پیالہ اور کہاں کس کے گھر میں ہے جو سَو آدمی کو سیر کر دے ۔ اور یہ کس کی نظر میں اثر ہے کہ دو گھونٹ پینے کی چیز کو دیکھے اور وہ سَو آدمی کے لیے کافی ہو جائے ۔ اور یہ بھی بتاؤ ۔ کہ کس کے ارادہ میں اثرِ کُن ہے ؟ جب یہ پیالہ بھی دنیا میں ایک ہی ہے ، تو بے مثل ہے ۔ اور جب پیالے والا بھی دُنیا میں ایک ہی ہے جسکا پیالہ ایسا بابرکت ہے ۔ اور اُس کی نظر میں یہ اثر ہے ۔ کہ جس پر پڑے اُسمیں کمی نہ آئے ۔ اور اُس کا ارادہ اس درجہ کا ہے ۔ کہ چیز پیدا ہوتی جائے ۔ تو بے شک و شبہ وہ ذات بابرکات

بے مثل ہے ۔

آپ کا عصا مبارک

بیہقی اور ابو نعیم نے ابن عمر رض سے روایت کیا ہے ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے ۔ تو بیت اللہ شریف میں تین سو ساٹھ بُت پائے ۔ آپؐ کے ہاتھ میں اُس وقت ایک عصا تھا ۔ آپؐ اُس عصا سے ایک ایک کی طرف اشارہ کر کے آیت جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا پڑھتے جاتے تھے ۔ اور وہ گرتے جاتے تھے ۔

ابو نعیم نے ابن عمر رض سے روایت کیا ہے کہ ۳۶۰ بت بیت اللہ شریف کے گرد تانبے اور قلعی سے مضبوط کر کے دیواروں کے ساتھ کھڑے کیے ہُوئے تھے ۔ تو اشارۂ عصا سے وہ سب منہ کے بل گرتے جاتے تھے ۔

رازی نے بیان کیا ہے کہ معاذ بن عفراء کی اہلیہ کو

سمات برصاد فشکت ذلک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فمسح علیہا بعصا فاذھب اللہ البرص منہا ؎

پھلبہری ہوگئی - اُس نے حاضر ہو کر آپؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپؐ نے اپنا عصا مبارک اُس کے داغوں پر پھیر دیا - فوراً داغ جاتے رہے - اور جسم درست ہو گیا۔

اخرج ابونعیم عن جابرؓ بن عبد اللہ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی غزاۃ بنی ثعلبۃ وخرجت علی ناضح لی فابطاء علی حتی ذھب الناس فجعلتُ ارقبہ ویھمنی شانہ فاذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی اٰخر الناس فقال ماشانک قلتُ ابطاء علی جملی قال انصب معی فکانہ نفث ثم مج من الماء فی نحرہ ثم ضربہ بالعصا فوثب فقال ارکب قلتُ انا ارضی ان یساق معنا قال ارکب فرکبت فوالذی نفسی بیدہ لقد ایتنی وانا اکفہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارادۃ ان لا یسبقہ ؎

حافظ ابونعیم نے جابرؓ بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے - کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بنی ثعلبہ کی جنگ میں تھے اور میں ایک اونٹنی پر سوار تھا - کہ کچھ دُور جا کر رہ چکی - میں اُسے اُٹھاتا رہ گیا (اور منتظر کہ شاید آرام پا کر اُٹھ کھڑی ہو) اور لوگ آگے چل دیئے - میں اسی فکر میں لگا تھا کہ سب سے پیچھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی میرے پاس آ پہنچے - اور مجھے دیکھ کر فرمایا، تجھے کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا میری اونٹنی رہ چکی ہے - اب میں اسکا کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا تجھے میرے ساتھ چلنا ہوگا - اور پانی لے کر اُسکے نحر میں چھڑکا - اور اُسے اپنا عصا لگایا - وہ جھٹ پٹ اُٹھ کر تیار ہو گئی - آپؐ نے مجھے فرمایا کہ اس پر سوار ہو اور چل - میں نے عرض کیا - سواری تو خیر یہی غنیمت ہے کہ ہمارے ساتھ خالی ہی چلے - فرمایا، نہیں - تُو اس پر چڑھ بیٹھ - میں حسب ارشاد اُس پر ہو بیٹھا - مجھے جان کے مالک خداوند کریم کی قسم ہے - میں نے اپنے آپ کو دیکھا - کہ میں نہایت تیز سواری پر سوار ہوں - اور میں اُسے تھام تھام رکھتا تھا - کہ کہیں آپؐ سے آگے نہ بڑھ نکلے۔

اخرج البیہقی وابونعیم عن عبدؓ اللہ بن انیس قال دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال انہ بلغنی ان ابن نبیح الھذلی یجمع الناس لیغزونی وھو بنخلۃ او بعرنۃ فأتہ فاقتلہ فقلتُ یا رسول اللہ انعتہ لی حتی اعرفہ قال اٰیۃ ما بینک وما بینہ اذا رأیتہ وجدت لہ قشعریرۃ فخرجت حتی دفعت الیہ فلما رأیتہ وجدت لہ ما وصف لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بیہقی اور ابونعیم نے عبد اللہ بن انیس سے روایت کیا ہے - کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بُلا کر فرمایا - کہ ابن نبیح ہذلی میرے ساتھ جنگ کرنے کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا ہے - اور وہ اس وقت نخلہ میں یا عُرنہ میں ہے - تُو وہاں جا کر اُسے قتل کر دے - میں نے عرض کیا کہ اُس کی کوئی ایسی نشانی ہو جس سے میں اُسے پہچان لوں - فرمایا، تُو اُسے لرزاں دیکھیگا - وہ وُہی ہوگا - عبد اللہؓ کہتے ہیں - کہ میں ارشاد پا کر ہذلی کے قتل کرنے کو روانہ ہوا - جب میں وہاں پہنچا - اور دیکھا - تو اُسے ویسا ہی پایا - پھر میں نے موقع

من القشعريرة فمشيت معه شيئاً حتى اذا امكنني حملت عليه بالسيف فقتلته فلما قدمت على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال افلح الوجه قلت قد قتلته يا رسول الله قال صدقت واعطاني عصا فقال امسك هذه عندك قلت يا رسول الله لم اعطيتني هذا العصا قال آية بيني و بينك يوم القيمة ان اقل الناس المتخصرون يومئذ فقرنها عبدالله بسيفه حتى مات امر بها فضمت معه في كفنه ۔

پاکر اُس کا کام تمام کر دیا۔ اور واپس آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا "فتح کا چہرہ ہے"۔ مَیں نے عرض کیا۔ مَیں اُسے مار آیا ہُوں۔ آپ نے فرمایا 'میں نے پہلے ہی سمجھ لیا۔ تُو سچ کہتا ہے۔ پھر مجھے اپنا عصا عطا کیا۔ اور فرمایا کہ اِسے سنبھال کر رکھنا۔ مَیں نے عرض کیا کہ یہ مجھے کیوں دیا ہے؟ فرمایا، یہ میرے اور تیرے درمیان ایک نشانی ہے کہ قیامت کے دن گھمسان میں تُو اِس سے پہچانا جائیگا۔ عبداللہ اُس عصا کو تاحیات اپنی تلوار کے ساتھ رکھتے تھے۔ جب اُن کا انتقال ہو گیا۔ تو دفن کرنے کے وقت بحسب وصیت وہ عصا اُن کے کفن کے نیچے بدن کے ساتھ لگا کر رکھ دیا گیا۔

اخرج البيهقي وابن عساكر عن محمد بن سيرين عن انس بن مالك انه كان عنده عصية لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فمات فدفنت معه بين جنبيه وبين قميصه ۔

بیہقی اور ابن عساکر نے محمد بن سیرین سے، اُس نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ اُن کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک چھوٹا سا عصا تھا۔ جب وہ فوت ہو گئے۔ تو اُن کے کفن کے نیچے سے اُن کے بدن کے ساتھ لگا کر رکھ دیا گیا اور دفن کیے گئے۔

خاتمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کی مُہر مبارک

اخرج الترمذي عن انس رض قال كان النبي صلى الله عليه وآله وسلم اذا دخل الخلاء نزع خاتمه ۔

ترمذی نے حضرت انس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے جاتے۔ تو اپنی انگشتری ہاتھ سے اُتار جاتے۔

اخرج البخاري عن انس رض قال كان خاتم النبي صلى الله عليه وآله وسلم في يده و في يد ابي بكر رض بعده وفي يد عمر رض بعد ابي بكر رض فلما كان عثمان جلس على بئر اريس فاخرج الخاتم فجعل يعبث به فسقط قال فاختلفنا

بخاری نے انس رض سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی تاحیات آپ کے دستِ مبارک میں تھی۔ ازاں بعد وہی انگوٹھی ابوبکر رض کے ہاتھ میں اور اُن کے بعد عمر رض کے ہاتھ میں اور اُن کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں۔ حضرت عثمان رض ایک دن چاہ اریس پر بیٹھے ہُوئے

ثلثة ایام مع عثمانؓ فنزع البئر فلم یجدہ بعض العلماء کان فی خاتمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من السر شیٔ مما کان فی خاتم سلیمان علیہ السلام ۱۲

اس طرح کہ پاؤں اُس میں لٹکائے ہُوئے تھے۔ اور کسی خیال میں انگوٹھی کو کبھی انگلی سے اُتارتے اور کبھی چڑھاتے تھے۔ کہ وہ ہاتھ سے چھُوٹ کر کوئیں میں جا پڑی۔ تین دن تک کنوئیں میں تلاش کی اور تمام پانی اور جیسنڈر نکال دیا۔ لیکن وہ انگوٹھی نہ ملی۔ یہ ہونا تھا کہ حضرت عثمان رضؓ کی خلافت میں گڑبڑ شروع ہوگئی۔ گویا اُس انگوٹھی میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کا اثر تھا۔

اخرج بن عساکر عن عائشۃ رضؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا علیا فقال انقش علیٰ خاتمی ھذا وھو فضۃ کلہ محمد بن عبد اللہ فاتی علی النقاش فقال النقش ھذا النقش فقال افعل فشارطہ علیہ فوجد اللہ قد قلب یدہ فنقش محمد رسول اللہ فقال علی ما بہذا امرتک قال فان اللہ قد قلب یدی واللہ لقد کتبتُ وما اعقل فقال صدقت فاتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاخبرہ فتبسم فقال انا رسول اللہ ۱۲

ابن عساکر نے عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو بُلا کر حکم دیا کہ ہمارے لیے چاندی کی انگوٹھی تیار کرا جس کے نگین پر ہمارا نام "محمد بن عبد اللہ" کندہ کیا ہوا ہو۔ حضرت علیؑ انگوٹھی لے کر مُہرکَن کے پاس آئے اور ایک قطعہ کاغذ پر "محمد بن عبد اللہ" لکھا ہُوا اُسے دِکھا کر کہا۔ کہ اِس نگین پر اِس کا نقش کندہ کردے۔ وہ اُس پر "محمد بن عبد اللہ" کا نقش کھودنے لگا۔ کھود کر جب دیکھا تو وہ بجائے "محمد بن عبد اللہ" کے "محمد رسول اللہ" کھُدا پایا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ مَیں نے تو تجھے "محمد بن عبد اللہ" لکھا دیا تھا۔ اُس نے کہا کہ مَیں تو اپنے ارادہ سے اِسی کو کھود رہا تھا۔ لیکن خُدا نے میرے ہاتھ کو "محمد رسول اللہ" کھودنے پر پھیر دیا۔ اور مجھے اِس کی کچھ بھی خبر نہیں۔ حضرت علیؑ انگوٹھی لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ اور سب کچھ عرض کر دیا۔ آپ نے مُسکرا کر فرمایا۔ کیوں نہ ہو مَیں اللہ کا رسول ہُوں۔

لوائہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج بن شاھین عن قیس بن کعب النخعی انہ وفد علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واخوہ ارطاۃ بن کعب والارقم وکانا من اجمل اھل زمانہما فانطلقہ فدعاھما الی الاسلام فاسلما

آپؐ کا علم مُبارک

ابن شاہین نے قیس بن کعب نخعی سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں اور میرا بھائی ارطاۃ بن کعب اور ارقم ایک وفد بن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور یہ دونوں بھائی اپنے وقت میں بڑے خوبصورت تھے) اور آپ کے

ودعالهما بخير وكتب لارطاة كتابا وعقد له لواء وشهد القادسية بذلك اللواء ۱۲

ارشاد پر دونوں مسلمان ہو گئے۔ آپ نے اُن کے حق میں دُعائے خیر کی۔ اورارطاۃ کے لیے ایک سند لکھ کر ایک جھنڈا بھی انہیں عطا کیا۔ وہ اُسی جھنڈے کو لے کر جنگِ قادسیہ میں حاضر ہوئے تھے۔

واخرج الطبراني وبن عساكر عن مسعود ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم سماه مطاعا وقال له يا مطاع انت مطاع في قومك وحمله على فرس ابان واعطاه الراية وقال امض الى اصحابك فمن دخل تحت رايتي هذه امن من العذاب ۱۲

اور طبرانی اور ابن عساکر نے مسعود رض سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسکا نام مطاع رکھا۔ اور فرمایا۔ اے مطاع تو اپنی قوم میں مطاع (تابعداری کیا گیا) ہے۔ پھر اُسے ایک جھنڈا دیا اور سُرخ گھوڑے پر سوار کیا اور فرمایا اپنے ساتھیوں کی طرف جا۔ جو شخص میرے اس جھنڈے کے نیچے آجائیگا۔ وہ عذاب سے امن میں رہیگا۔

اخرج الشيخان عن سهل بن سعد ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال يوم خيبر لاعطين هذه الراية غدا رجلا يفتح الله على يديه فلما اصبح قال اين علیؑ بن ابی طالب قالوا يشتكى عينيه قال فارسلوا اليه فاتى به فبصق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في عينيه ودعا له فبرأ حتى كان لم يكن به وجع ۱۲

بخاری ومسلم نے سہل بن سعد سے روایت کیا ہے کہ جنگِ خیبر میں جناب تقدس مآب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ کل دن میں اپنا جنگی جھنڈا ایسے شخص کے ہاتھ میں دے کر دشمن کے مقابل بھیجونگا۔ کہ خُدا کے حکم سے قلعہ خیبر اُس کے ہاتھوں فتح ہوجائیگا۔ صبح ہوئی تو آپ نے امیر المؤمنین، شیرِ خدا، مولائے مرتضےٰؑ کو یاد فرمایا۔ عرض کیا گیا کہ اُن کی آنکھیں دُکھتی ہیں۔ اور وہ میدان میں نہیں نکل سکتے فرمایا اُسے میرے پاس لاؤ۔ بحسبِ حکم حضرت امیرؑ کو حضور میں لائے آپ نے اپنا لب مبارک (لعابِ دہن مبارک) اُن کی آنکھوں پر لگا دیا۔ لگاتے ہی آپ کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ گویا دُکھتی ہی نہ تھیں۔ آپ نے اُن کے لیے دُعا کی۔ اور جھنڈا دے کر قلعہ پر بھیج دیا۔ ایک ہی حملۂ حیدری میں قلعہ فتح ہو گیا۔

درعه صلى الله عليه وآله وسلم

آپ کی زرہ مبارک

عن كعب بن مالك قال لما انكشف الناس يوم احد كنت اول من عرف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وبشرت بالمؤمنين حيا سويا وانا في الشعب فدعا رسول الله صلى الله

کعب بن مالک سے روایت ہے۔ کہ جنگِ اُحد میں جب کچھ لوگ (شیطان کے اِس بکواس سے کہ محمد مارے گئے) بے بس ہو کر بھاگ نکلے۔ تو سب سے پہلے میری نظر آپ پر پڑی۔ میں چیخ چیخ کر پکارنے لگا کہ لوگو! تم گھبرا کر کہاں جاتے ہو۔ محمد رسول اللہ صلی

عليه وآله وسلم كعب لامته وكانت صفراء او بعضها فلبسها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ونزع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لامته فلبسها كعب وقاتل كعب يومئذ قتالا شديدا حتى جرح سبعة عشر جرحا ۔

علیہ وآلہ وسلم تو صحیح سلامت کھڑے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ آپ نے کعبؓ کو بلایا۔ کعبؓ اُس وقت ایک زرد رنگ کی (یا کچھ حصہ زرد تھا) زرہ پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے اُس کے بدن سے اتروا کر اپنے جسم مبارک پر پہنی۔ پھر اُتار کر کعبؓ کو پہن لینے کا حکم دیا۔ وہ پہن کر قتال کفار میں مشغول ہو گئے۔ سترہ حملے کعبؓ پر ہوئے۔ لیکن وہ برکتِ زرہ جس میں جسمِ مبارکِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت کا اثر تھا۔ جان سے محفوظ رہے، اور کوئی ہتھیار نہ لگا۔

خفہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کا موزہ مبارک

اخرج ابونعيم عن ابی امامةؓ قال دعا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بخفيه فلبس احدهما ثم جاء غراب فاحتمل الآخر فرمى به فخرجت منه حية فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يلبس خفيه حتى ينفضهما ۔

ابونعیم نے ابو امامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاؤں میں پہننے کے لیے موزے طلب کیے۔ موزے آپ کے آگے رکھے ہوئے تھے کہ ایک کوا جھپٹ کر ایک موزے کو چونچ میں لے کر اُوپر کو اُڑ گیا۔ تھوڑی دُور اوپر جا کر موزے کو اُلٹا کر اوپر کی طرف سے زمین پر گرا دیا۔ اُس سے ایک سانپ نکل کر بھاگ گیا (یا مارا گیا)۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ کہ جو شخص اللہ پاک پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ موزہ کو جب تک احتیاط سے جھاڑ نہ لیوے پہنے نہیں۔

اخرج البيهقى وابونعيم عن ابن عباس قال كان النبى صلى الله عليه وآله وسلم اذا اراد الحاجة ابعد فذهب يوما فقعد تحت شجرة فنزع خفيه فلبس احدهما فجاء طائر فاخذ الخف الآخر فحلق به فى السماء فاستلب منه اسود سالخ فقال النبى صلى الله عليه وآله وسلم هذه كرامة اكرمنى الله بها ۔

بیہقی اور ابونعیم نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کیلئے جاتے تو دُور نکل جایا کرتے تھے۔ ایک روز ایک درخت کے نیچے موزے اتار کر رکھ دیے اور آپ پرے ہو کر پسِ پردہ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر جب ایک موزہ پاؤں میں ڈال رہے تھے۔ تو ایک جانور آیا اور جلدی سے دوسرے موزے کو اُٹھا کر آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ اور پلٹے کھا کھا کر موزے کو اُلٹا سیدھا کرتا رہا۔ کہ اُس سے ایک سیاہ سانپ نکل کر زمین پر آ پڑا۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ یہ خدا پاک کی عنایتِ خاصہ مجھ پر ہے۔

نعلاہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کے پاپوش مبارک

اخرج البخاری فی باب من ذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعصاہ وسیفہ وقدحہ ونعلہ وآنیتہ مما یتبرک اصحابہ وغیرھم بعد وفاتہ عن عیسی بن طھمان قال اخرج الینا انس نعلین جرداوین لھما قبالان فحدثنی ثابت البنانی بعدُ عن انس انھما نعلا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲

امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے (باب ماذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعصاہ وسیفہ وقدحہ ونعلہ وآنیتہ مما یتبرک اصحابہ وغیرہم بعد وفاتہ میں) عیسیٰ بن طہمان سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ دو نعل دکھلائے۔ اُن کی ادھوڑی اس طرح کی کمائی ہوئی تھی۔ کہ ایک لُوں (رُواں) بھی اُس پر نظر نہیں آتا تھا۔ اور ہر ایک نعل میں دُو تسمے تھے۔ بعد اس کے ثابت بنانی نے مجھے انس رض کی زبانی سنایا۔ کہ یہ نعل مبارک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے۔ **ف** ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کی ہر ایک چیز کو تبرکاً سنبھال رکھتے تھے۔ اور اُس کا اپنے پاس رکھنا سعادتِ دارین جانتے تھے

اخرج مسلم عن ابی ھریرۃ رض قال کنا قعودا حول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و معنا ابوبکرؓ وعمرؓ فی نفر فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من بین اظھرنا فابطأ علینا وخشینا ان یقتطع دوننا وفزعنا فقمنا فکنتُ اول من فزع فخرجتُ ابتغی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی اتیت حائطا للانصار لبنی النجار فدرتُ بہ ھل اجد لہ بابا فلم اجد فاذا ربیع یدخل فی جوف حائط من بئر خارجۃ والربیع الجدول قال فاحتفزت فدخلتُ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ابوھریرۃ قلتُ نعم یا رسول اللہ قال ما شانک قلتُ کنتَ بین اظھرنا فقمتَ فابطأتَ علینا فخشینا ان تقتطع دوننا ففزعنا فکنتُ اول من فزع فاتیتُ ھذا الحائط فاحتفزتُ کما یحتفز الثعلب وھؤلاء الناس ورائی فقال یا اباھریرۃ و اعطانی نعلیہ فقال اذھب بنعلیّ ھاتین فمن لقیتَ من وراء الحائط یشھد ان لا الٰہ الا اللہ

مشکوٰۃ میں ابوہریرہ رض سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد بیٹھے ہُوئے تھے اور دونوں بزرگوار حضرت ابوبکرؓ و عمر رض بھی ہمارے ساتھ حاضر تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے اُٹھ کر کہیں کو چلے گئے۔ جب آپ دیر تک واپس نہ آئے تو ہمیں اندیشہ ہوا کہ آپ ہمیں چھوڑ ہی نہ جائیں۔ مبادا کوئی دشمن پیچھے لگ کر اپنا کام کر جائے۔ سب سے میں ہی بیقرار ہو کر دل میں کئی طرح کے ڈر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور وہاں سے نکل کر آپ کی تلاش کرنے لگا۔ یہاں تک کہ انصار قبیلہ بنی نجار کے باغ کی طرف آ نکلا۔ اور اس کے گرد پھرا۔ مگر اندر جانے کا کوئی رستہ نہ پایا۔ دیکھا کہ باہر سے ایک کوئیں کی کھلی آڈ اندر جا رہی ہے۔ میں سمٹ سمٹا کر اُسی موری سے کہ جس سے پانی اندر جا رہا تھا، اندر چلا گیا۔ آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھ کو دیکھ کر فرمایا۔ ابوہریرہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں ہی ابوہریرہ ہُوں (آپ کا غلام) فرمایا کیوں؟ میں نے عرض کیا کہ آپ ہم میں بیٹھے بیٹھے جلدی سے چلے آئے۔ اور جب دیر ہو گئی اور واپس تشریف نہ لائے۔ تو آپ ہم کو چھوڑ کر تنہائی نہ اختیار کر لیں۔ اور نیز آپ کے اسطرح اُٹھ کر چلا آنے سے کئی طرح کے ہمیں ڈر لگے۔ سب سے پہلے دل میں خوف لے کر آپ کے نشان خوشبو

مستیقنا بہا قلبہ فبشرہ بالجنۃ فکان اول من
لقیت عمرؓ قال ما ھاتان النعلان یا ابا ھریرۃ قلتُ
ھاتان نعلا رسول اللہ بعثنی بہما من لقیتُ یشھد
ان لا الٰہ الا اللہ مستیقنا بہا قلبہ بشرتہٗ بالجنۃ
فضرب عمرؓ بین ثدیی فخررتُ لاستی فقال
ارجع یا ابا ھریرۃ فرجعتُ الی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم فاجھشت بالبکاء ورکبنی عمرؓ
فاذا ھو علی اثری فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم مالک یا ابا ھریرۃ فقلتُ لقیتُ عمرؓ
فاخبرتہ بالذی بعثتنی بہ فضرب بین ثدیی
ضربۃ خررتُ لاستی فقال ارجع فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یا عمر ما حملک
علی ما فعلتُ قال یا رسول اللہ بابی انت و امی
ابعثت ابا ھریرۃ بنعلیک من لقی یشھد ان لا
الٰہ الا اللہ مستیقنا بہا قلبہ بشرہ بالجنۃ
قال نعم قال فلا تفعل فانی اخاف ان تکل
الناس علیہا فخلھم یعملون فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فخلّھم ۱۲

مَیں آپ کو ڈھونڈھتا ہُوا اِدھر آ نکلا - اور کوئی راستہ اندر آنے کا نہ ملنے سے
مجھ دل میں مایُوسی ہوئی - لیکن مَیں اِس پانی کی آڑ میں اُتر آیا - اور گیدڑ
کی طرح سمٹ سمٹا کر اِس موری سے جس سے پانی اندر آتا ہے ، اندر آ
نکلا - آپ کے اَور اصحاب بھی جو وہاں موجود تھے - سب آپ کی تلاش
میں اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں - آپ نے یہ سُن کر مجھے مخاطب کر کے فرمایا -
یہ میری دونوں جُوتیاں لے جا - اور جا چلا جا - اور جو بھی تجھے (اس باغ
کی طرف آتا) ملے - اُسے کہہ دے کہ جو کوئی سچے دِل سے باعتقاد و کمالِ
خلوص خدا پاک کے ایک ہونے کی گواہی دے وہ جنتی ہے - مَیں
آپ سے یہ ارشاد پا کر جُوتیاں لیے اُسی راستہ سے پھر باہر نکل آیا - پہلے پہل
مجھے حضرت عمرؓ ملے - اور پوچھا یہ جُوتیاں کیسی ہیں ؟ مَیں نے کہا حضور سرورِ
عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہیں - آپ نے مجھے دے کر بھیجا ہے - کہ جو
مجھے ملے اور وہ سچے دِل سے خدا کے ایک ہونے کی گواہی دے - تو
مَیں اُسے جنتی ہونے کی بشارت دُوں - یہ سُن کر انہوں نے میرے سینہ
میں ایسا دھپڑ مارا کہ مَیں بے بس ہو کر چوتڑوں کے بَل گر پڑا - اور حضرت
عمرؓ نے واپس لوٹا دیا - مَیں پھر کر حضور میں حاضر ہوا - اور میری صُورت
رونے کی بنی ہوئی تھی - میرے پیچھے عمرؓ بھی آ حاضر ہوئے - جناب نے
مجھے دیکھ کر فرمایا ابوہریرہ تجھے کیا ہُوا ؟ مَیں نے عرض کیا کہ لوگوں کے سُنانے کو
جو خبر دے کر آپ نے مجھے بھیجا تھا - وہ پہلے عمرؓ کو مَیں نے سنائی اور ان سے
مار کھائی انہوں نے مجھے سینہ میں دھپڑ مار کر چوتڑوں کے بَل گرا دیا - اور حضور میں واپس لوٹا دیا - یہ سُن کر آپ نے فرمایا عمرؓ تو نے ایسا
کیوں کیا ؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا - یا رسول اللہ آپ نے ابوہریرہؓ کو یہ خبر دے کر بھیجا ہے ؟ کہ جو اسے ملے اور وہ بصدقِ دل خدا کے
ایک ہونے کا یقین رکھتا ہو تو یہ اسکے جنتی ہونے کی خوشخبری دے - فرمایا ہاں مَیں نے ہی اسے یہ کہا ہے - عرض کیا کہ آپ اِس
بات کو رہنے دیں - لوگوں نے یہ بات سُن لی تو مبادا عمل بالکل چھوڑ دیں (نماز - روزہ - حج - زکوٰۃ - وغیرہ اعمالِ شرعی وغیرہ کچھ نہ کرینگے
اور صرف اقرارِ توحید پر بھروسہ کر بیٹھینگے) آپ انہیں نجات باعمالِ صالحہ پر رہنے دیجئے - یہ سُن کر جنابِ
سید عالم ، فخرِ موجودات ، منجی المؤمنین ، شفیع المذنبین ، حبیب کبریا ، محمد مصطفےٰ علیہ و آلہ التحیۃ والثناء نے فرمایا
اچھا رہنے دو ۔ اللھم صل علیہ و آلہ قدر حسنہ و جمالہ ۔

یہ ایک پہلا حصہ جس میں چند ایک شواہد برکاتِ جسمیۂ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطور نمونہ درج ہیں، تمام ہوا۔ اب اس کا دوسرا حصہ جس میں آپ کے سیرو اخلاق وعادات مندرج ہیں، اور تیسرا حصہ جس میں آپ کا بعد از انتقال اشرار وفجار کو بل کر رہنمائی کرنا باسنادِ صحیحہ مذکور ہے، شروع ہوگا۔ وباللہ التوفیق وہو الموفق علی التحقیق۔

دلِ سرد سے عرض سن کر جواب دیں

میری اس تحریر کو بغور مطالعہ کرکے کوئی **مثلی یا ہمچو مائی** ایسے کسی وجود کا نشان دے۔ جو وجودِ فیض آمود **محمدیہ** علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتحیۃ کے ہر ایک عضو کی برکت جو اس کتاب میں مذکور ہوئیں، اپنے اندر رکھتا ہو۔ اگر ایسا وجود نہ پائیں۔ تو بشرطِ انصاف اس مقدس وجود کو "ہمارے جیسا" نہ کہیں۔ بلکہ **بے مثل بشر** مانیں۔ اور اگر کہیں پائیں۔ تو خدا کے واسطے مجھے ضرور بتائیں۔ مجھے ایسے وجود کے دیکھنے کا بڑا شوق ہے۔

اللھم ارنی جمال نبیک وارزقنی رویۃ وجہہ الکریم

آمین، آمین، آمین

اس کی تاریخ تصنیف

نتیجۂ فکر خاکسار اقبال حسین ساکن میرووال کاتب کتاب ہذا

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ٥

۲۔ لکھی ہے یہ کتاب علی الرغم دشمناں — ظاہر ہے جس سے یہ کہ بشر تھا وہ بیمثال

حاسد کے سر کو کاٹ کے تاریخ یہ لکھی — **اللہ بھی بیمثال محمد بھی بیمثال**

۸ — ۱۳۵۸ - ۸ = ۱۳۵۰ھ

۳۔ ارمغانِ بے بدل ۱۳۵۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی مدظلہ کے بلند پایہ
علمی و تحقیقی ایمان افروز اور باطل سوز مقالات کا مجموعہ

مقالاتِ کاظمی

یہ حقیقت ہے کہ علامہ احمد سعید کاظمی نے
جس موضوع پر قلم اٹھایا اس کو ناقابلِ تردید دلائل سے ثابت کیا۔ ان مقالات
میں مخالفین کی تاویلات کو دلائل و براہین سے لغو و لایعنی ثابت کیا ہے، معترضین
کے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ اور ان کے مستند جوابات دیئے گئے ہیں۔ پاکستان
میں پہلی مرتبہ حسین و جمیل طباعت کے ساتھ دستیاب ہے

چند اہم موضوعات

٭ ضرورت نبوت ٭ ضرورت توحید ٭ میلادالنبی ٭ معراج النبی ٭ علم غیب النبی
٭ الحق المبین ٭ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ٭ سائنس و مذہب ٭ نفی الظل والفئی،
٭ تقریر منیر ٭ اسلام اور عیسائیت ٭ تسبیح الرحمٰن ٭ تفریح المقال ٭ اسلامی معاشرے
میں طلباء کا کردار ٭ قرآن اور آسمان ٭ شہری زندگی ٭ الأبدال ٭ کتاب التراویح ،
حجت حدیث ، اور حدیث کے بارے میں تحقیقی مقالات شامل ہیں۔ کتاب کے شروع میں
حضرت مولانا غلام رسول صاحب سعیدی کے قلم سے مصنف کے حالاتِ زندگی پر ایک
ٹھوس مضمون شامل ہے۔ اہل علم حضرات کے لیے بیش قیمت تحفہ،

کاغذ سفید	طباعت آفسٹ	جلد خوبصورت	حصہ اوّل قیمت ... ۲۷ حصہ دوم زیرِ طبع

ناشر شرکت حنفیہ لمیٹڈ ، گنج بخش روڈ ، لاہور ،

اعلیٰ حضرت کی سیرت و کمالات کا مکمل انسائیکلو پیڈیا

قرآن فہمی

تجدید و احیاء دین

سوانح حیات

تالیفات

علوم جدیدہ

شعر و ادب

انوارِ رضا

رحمۃ اللہ علیہ

شرکتِ حنفیہ لمیٹڈ گنج بخش روڈ • لاہور